مژدہ اے بلبل معنی کہ تمہاری خاطر

بجز ان دیکھ یہ ہے باغ کھلا معنی کا

باغ کھلا فہم کا

بفضل داور داد ار دانائے نہان و آشکار این عجوبہ روزگار

مجموعہ اسرار نہانی

یعنی

کتاب گلزار معانی

من تصنیف منیف بحر حقائق مد ظلہ مواج معرفت سری مہاراج سوامی ملک راج صاحب چندیکاسی

در مطبع گلشن پنجاب شہر راولپنڈی بحسن اہتمام

لالہ بوٹا مل صاحب تہذیب انطباع یافت

قیمت عہ

نوٹس

یہ کتاب رجسٹری شُدہ ہے اِس لئے بدوں اِجازت مُصنّف یا راقم کوئی اِس کتاب کو نہ چھاپے۔ فقط

العبد

راقم چاندو رام.

انڈکس چمن اوّل درباب تہذیب اخلاق

انڈکس چمن دوم درباب پیدائش وفنائے جہان

انڈکس چمن سوم درباب خدا شناسی وخود شناسی

انڈکس چمن چہارم درباب حالات عارف

تمام شد

اوم تت ست

منگل

دوہرا

اوم تت ست برہم اج شُدھ اجنم انوپ ۔ نروکار کیول اچل ست چیت آنند روپ
سوہنگ پرکاسی سو است نج نام روپ آدہار ۔ ساکھی بُدھ کو بُدھ پری نمو آتما سار
سوہنگ ہنگ سو ست سم بندھ مُکت نہیں ہے بہید ۔ جگ میں ہو جگت میں پُن پاپ نہیں کھید

ٹیکا یعنے شرح

اوم یعنے اکار۔ اوکا۔ مکار۔ اماترہ۔ اکار معنے تمام عالم و بدن کثیف و برہما و عالم جاگرت و رجوگن۔ اوکار معنے تمام عالم و بدن لطیف و بشن و عالم سُپن و ستوگن۔ مکار معنے تمام عالم نادانی کل و نادانی جزو و رودر و عالم سکھوپت و تموگن۔ اماترہ یا اردھ بندی یعنے نیم ماترا ساکھی پرکاش سروپ و گیان سروپ۔ اکار یعنی

عالم و بدن کثیف دیرہما و جاگرت ورجوگن ادکار میں لین ہوجاتے ہیں اور ادکار

یعنے عالم و بدن لطیف وشن وسپن وستوگن مکار میں لین ہوجاتے ہیں اور مکار

یعنے عالم نادانی کل وجزو ورودر وسکہوپت وتموگن اردھ بندی میں جو عین علم و

روشن ہے لین ہوجاتے ہیں اور یہ اردھ بند آتما ہے۔ تت روپ

یعنے اصل ہمہ۔ اور ست یعنے قید زمانہ سے فارغ ہمیشہ اپنی ہستی میں ہست

ہے۔ برہم یعنے محیط کل عالم ہے۔ اج ہے یعنے سدا ہے۔ شدہ ہے یعنی اودیا ل سے

فارغ ہے اجنم ہے یعنے پیدا نہیں ہوا اور نہ فنا ہوتا ہے۔ انوپ کھٹے لاثانی ہے۔

نرو کار ہے یعنے چھ وکار جو سریر کے ہیں ان سے فارغ ہے۔ پیدا ہونا۔

بڑہنا۔ کم ہونا۔ تبدیل پانا۔ مرجانا۔ معدوم ہوجانا۔ ان چھہ عیوب سے مبرا

و بے عیب ہے۔ کیول ہے یعنے صرف ہے۔ اچل ہے یعنے قائم بذات خود ہے

ست ہے یعنے ہمیشہ ہے۔ چت یعنے گیان سروپ ہے اور انند روپ یعنے

محض سرور ہے کہ جس سے تمام اشیاء میں آنند ہے۔ سونیگ پرکاشی ہے یعنے

اپنی روشنی سے روشن دوسرے کی احتیاج نہیں ہے۔ سواستت نج ہے یعنے خود

بخود قایم ہے اور نام روپ کا آدہار ہے یعنے تمام اسماء و صفات اسی سے

ظاہر ہوئے ہیں اور اسی کے آسرے ہیں اور اسی میں لین ہوتے ہیں۔ بدہ کا

ساکھی ہے یعنے عقل و فکر وغیرہ اُس کو دریافت نہیں کر سکتے - بلکہ اِن سب کا روشن
کنندہ اور سب کا شاہد ہے اور بُدھ تے پرے ہے یعنے جہاں سے عقل و فکر و
قیاس ماندہ ہو کر گُم ہو جاتے ہیں اور اُس لطیف ذات کی حقیقت کو نہ سمجھ کر اپنی
ہستی سے بے خبر ہو جاتے ہیں - ایسا جو آتما ہے سب کی اصل اور سب کا اپنا آپ
اور من چت بُدھ اہنکار سے فارغ نسکو نمسکار ہی نمسکار ہے - سوہنگ ہنگ سے
یعنے سو آتما میں ہوں اور میں سو آتما ہوں - کیونکہ سہ حالات جاگرت - سُپن و سکھوپت
کا میں ہی شاہد ہوں اور میں ہی روشن کنندہ ہوں اس واسطے سو آتما جو ارده
ماتر روپ ہے اور تمام عیوب سے منزا ہے میں ہوں پھر کیسا ہوں ست ہوں یعنے
قید ازمنہ ثلاثہ سے فارغ ہوں نہ میرے میں ماضی ہے نہ حال اور نہ استقبال ہے
ہمیشہ ہوں - سم ہوں یعنے یکسان ہوں مجھ میں بندھ مکت یعنے گرفتاری و رستگاری
کا کوئی نشان نہیں - اِن سے فارغ ہوں اور تمام جگت میرے میں ہے اور میں
تمام جگت میں ہوں یعنے میں برہم ہوں - دوسرا نہ کچھ ہوا ہے اور نہ کچھ ہوتا ہے
اور نہ کچھ ہوگا - ایسا جو میں ہوں میرے میں پُن و پاپ کا کھید کھئے راگ اور دویکھ
یعنے راحت و رنج نہیں ہے میں سدا مکت اپنے آپ میں قایم نت ترپت - جنم مرن سے
رہت بندھ مکت سے فارغ کیول سُدھ چیتن ماتر ہوں - ایسا جو میں ہوں میری مجھکو نمسکار ہے

سببِ تصنیفِ کتاب

منجانب بھائی صاحب معرفت امتزاج بھائی بیگھراج جیو

سبحان اللہ یہ کیا گلزارِ معانی ہے جس کے ہر ایک چمن میں مختلف رنگ کا ازہار معانی ہے ہر گل اپنی خوشبو سے دماغ آسائے سالکان خودشناسی و خدادانی ہے۔ ہر ایک غنچہ خیال عطر آمیز مغز جویائے پنہانی ہے۔ اُس کے کلمات بیراگ انگیز کے خار پیراہن پندارِ ہستی موہومی کو چاک کرتے ہیں۔ اُس کے اوپدیش کے فوارے جو سطور کی نہروں میں جاری ہیں۔ وہاں نفس کو لذائذ جہاں فانی کی آلائش سے پاک کرتے ہیں۔ ہر ایک سطر رہنمائے منزل مقصود ہے۔ اس کا لفظ لفظ برہم شکن ہنگامہ نمود بے بود ہے اور کیوں نہو کہ جس کی تصنیف نتائج افکار بحر زخار معرفت کردگار۔ سرخوش نشاء توحید وحید برحق سرمست بادۂ الوہیت واحد برحق۔ بلبل ساخسار جادو بیانی۔ عندلیب ہزار داستان گلشن معانی۔ واقف مواقف غوامض جزویت و کلیت۔ عارف معارف سرائر حقیقت۔ درہم گسل پردہ ماد من جسمانی۔ آگاہ رموز نہانی۔ فارغ از نفسانی افتاع مہاتما سری مہاراج بیمراج جیو سے۔ مخفی نرہے۔ کہ یہ رنگ رنگ کے پھول گلزار ہمیشہ بہار طبع فیض مجمع سے مختلف اوقات میں علیحدہ ہو کر بلبلان مغنے دوست

کے دماغوں میں نگہت فیض پہنچاتے رہے ۔ بہت سے شائقان اور جگیاسیوں
کی طبع نے اُس کی وساطت سے۔ سُننے و پڑھنے کی گلخن سے باہر آ۔ گلشن آنند
سرمدی میں آرام و استقرار پایا۔ لیکن جس نے اُن کے مدّعا کو سواد چشم بنایا۔ اُس
نے اپنے ہی دل کا خال سویدا سمجھا۔ یعنے جس کے پاس یہ گل پہونچا اُس نے اپنے
دستار کا زیب یا تعویذ گلو تصوّر کیا۔ اس لئے علے العموم سالکان کے دل ان کی
شمیم فیض و ہدائت سے محروم تھے بنا بران بعض شائقین صداقت آئین
نے بقولیکہ خوردہ ہماں بہ کہ بہ تن ہا خوری۔ اس دولت بے بہا و نعمت عظمٰے
کو اکیلا ہی لوٹنا اور اپنے آپ خوش رہنا نامناسب خیال کرکے ان عبارات
دلکش کو جو خطوط کے لباس میں ملبوس اور مثل گلہائے بازاری متفرق مکتوب
الیہم کے ہاتھ میں تھے سعی بلیغ سے جمع کیا اور ہم مضمونی کے رشتہ میں
لا اپنے اپنے موقعوں پر گلدستوں کی مانند۔ اُن پھولوں کو کاغذی
پھولدانوں میں سجایا۔ اور پھر چار چمن میں اُن کو ترتیب کیا ان ایّام میں
برگزیدۂ صادقاں توحید پسند۔ سرآمد معنے پژوہان حقیقت پیوند۔ فراست
و کیاست ارتسام ملک چاند ورام نے فیض رسانی خاص کو پیش نظر
رکھ کر منطبع کرانے سے مطبوع طبائع عام فرمایا۔ تاریخ تالیف بے اختیار

ان اشعار میں حسب ذیل برآمد ہوئی۔

اشعار

جب یہ آراستہ ہوا گلزار — جس کے چمنوں میں ہی طریقت حق

نہیں جاتی خزاں میں اُن کی بہار — رنگ فیض اُن میں ہے ونعت حق

گُل کاغذ سے بو نہیں آتی — پر یہ دیتے ہیں دل کو نکہت حق

دل کی آنکھوں سے جب کرو تم سیر — تب نظر آئے نور طلعت حق

سال تالیف یوں لکھی ہے غریب — کہ ہوا مظہر حقیقت حق

١٨٦٨٤

اُن لوگوں کے زہے نصیب کہ موجودات جہان فانی کو محض سراب کا پانی یقین کر کے اُمید سیرابی سے ہاتھ دھو خارستان ہوا و ہوس نفسانی سے دامن دل کو بیراگ کے ہاتھوں سے چھوڑا کر اس گلزار معانی کی گلگشت میں اپنی بے بہا زندگانی کو بسر کریں اور اپنے من کے غزال کو خیالات پراگندہ کی دھوپ سے بچا کر اس کے سخنان دلکش کے درختوں کے سایہ کے نیچے آرام دیویں۔ اور اُس کی ترشنا و ابھلاکھا کی تفسیدہ دھانی کا سنتو کھ اور سانت کے آب حیات سے علاج کریں اور ان پھولوں کے مضامین عبرت انگیز کے برگوں کو لباں بادنسیم بپائے چشم بار بار سیر کر کے اور سدھانت کی بُو کے ذخیرہ کو اپنے دل کے دماغ میں انتہی دیگر نشاء ابدی سے کہ جسے پرمانند

کی پراپتی اور سرب دُکھ کی نِرتی کھتے ہیں سرخوش ہیں ۔ فرد

ہزار گونہ تماشا بزیر ہر برگ است
نسیم تا نشوی سیر باغ نتوان کرد

چمن اوّل در باب تہذیبِ اخلاق

گُل اوّل

سوال ۔ اِس پُستک (کتاب) کا ادھکاری کون ہے ۔

جواب ۔ جو سادھنوں (وسایل) سہت ہے یعنے جس نے سادھنوں کا عمل کیا ہے ۔

سوال ۔ سادھن کتنے ہیں اور اُن کی تفصیل کس طرح ہے ۔

جواب ۔ سادھن چار ہیں ۔ دوِیک[۲] ۔ ویراگ[۳] ۔ کھٹ سمپت ۔ موکھ اِچھا[۵]

نِت (حق) اور انت (باطل) کو جاننا یعنے یہ سوچنا ۔ کہ دیھ انت ہے ۔ اور آتما نِت ہے ۔
اُس کو دویک کھتے ہیں ۔

---

[۱] قابل پڑھنے ۔ سمجھنے اور فایدہ اُٹھانے کے ۔ [۲] تمیز مابین حق و باطل ۔ [۳] ترک لذات دنیا و عقبےٰ ۔ [۴] ضبط نفس آمارہ وحواس از محسوسات ۔ [۵] آرزوے نجات ۔

اس لوگ اور برہما کے لوگ کے سکھ کا وتشنا یعنے نجاست زاغ کے برابر جانکر
دل سے فراموش کرنے - ہر طرف سے طبیعت کو روکنا - دیہہ کو انت جاننا اس کو
ویراگ کہتے ہیں - کھٹ سنپت میں چھہ اشیاء شامل ہیں -

شم - دم - تتکھیا - اوپرام - سردھا - سمادھانتا - من کو سنکلپ وکلپا و
وشیوں کی واسنا سے روکنا شم کہلاتا ہے - اندریوں کو اپنے وشوں سے باز
رکھنا دم کہلاتا ہے - دکھ سکھ - سردی گرمی - بھوک پیاس - عزت بیعزتی کو
برداشت کرنا تتکھیا ہے - لوگک کرم اور اگیانی پرشوں کے سنگ سے اوپرت رہنا
یعنے دور رہنا اوپرام کہلاتا ہے - ست گورو اور ست شاستر کے وچن پر ست
پرتیت کرنی سردھا کہلاتی ہے - آلس یعنے سستی اور پریشانی خاطر سے پاک
ہو کر سخن عارف کو گوش ہوش سے سننا اور ہوشیار رہنا سمادھانتا ہے -
ہردہ میں یہہ اچھا ہونی کہ کب مجھکو سرو دکھ کی نورتی اور پرمانند کی پراپتی
روپ موکھ نسچے ہو کر جنم مرن کی بھرانت سے خلاصی ہوگی - اس کو موکھ
اچھا کہتے ہیں -

سوال - کرم اور اپاسنا سے بھی حصول گیان میں کچھہ امداد ملتی ہے یا نہ -
جواب - ہاں ملتی ہے - کیونکہ انتھ کرن میں تین دوکھ یعنے مل -

وکھیپ (پریشانی) - آورن (جہل) ہوتے ہیں - مل دوکھ نشکام کرم سے دور ہوتا ہے وکھیپ

اوپاسنا سے نورت (دور) ہوتا ہے - اور آورن گیان سے زائل ہوتا ہے جب تک

مل ور وکھیپ دوکھ سے انتہہ کرن پاک نہو تب تک گیان کا پرکاش اُس میں نہیں

ہوتا اس صورت سے کرم اور اوپاسنا گیان کے سادھن ہیں *

سوال - جگیاسی کو کون کرم مل دوکھ کے نورت کرنیکے واسطے کرنی چاہئے *

جواب (۱) دیا یعنے سرو جیوں کو تن من دھن اور وچن کر کے سکھ دینا *

(۲) ست وچن یعنے جو کچھ سُنا ہو یا دیکھا ہو یا جس قدر معلوم ہو اتنا کہنا *

(۳) آستے یعنے دوسرے کے سخن کو باحوصلہ سُنکر تسلیم کرنا *

(۴) برہم چرج یعنے اشٹ (آٹھ) پرکار (قسم) کے میتھن (زنا) سے اُپرت (دور) رہنا اگر گرہستی (خانہ دار) ہے -

تو اپنی استری (زوجہ) کو رت (حیض) کے سمے دیرج (منی) دان (خیرات) کرنا اور استری (غیر عورت) کو ماتا (مادر) اور بہن (ہمشیرہ) کے

سمان (برابر) جانکر اشٹ (آٹھ) پرکار کے میتھن (زنا) سے پاک رہنا اور اگر ورکتی (تارک) ہے

تو بالکل برہم چاری ہونا - اشٹ پرکار (قسم) کے میتھن یہ ہیں *

سرون[۱] - سمرن[۲] - کیرتن[۳] - چتون[۴] - اکانت[۵] ہوکر بات کرنا - درڑھ سنکلپ[۶]

---

۱ غیر عورت کی بات جو ذکر ہوتا ہو کہ فلاں خوبصورت ناز و ادا والی ہے اُسکو سُننا سرون کہلاتا ہے ۲ شنیدہ سخنان کو پھر دل میں یاد کرنا سمرن کہلاتا ہے ۳ دوسرے کے روبرو اُس عورت کی تعریف کرنی کیرتن کہلاتا ہے ۴ بار بار اُسکا خیال کرنا چتون کہلاتا ہے ۵ تنہا کسی گلی یا کوچہ میں یا گھر میں اُس سے بات کرنی ۶ دل میں مصمم ارادہ کرنا کہ اُسکو ضرور ملنا ہے - درڑھ سنکلپ کہلاتا ہے *

جتن ۔ پراپت ۞

(۵) سنتوکھ یعنے جو کچھ سر یر کی پرالبدہ (قسمت) سے حاصل ہو اُسپر شاکر اور صابر رہنا۔ کمی سے نفرت اور بیشی سے اُلفت نہ کرنی موجودہ پر نا رضامندی اور غیر موجودہ کے لئے تدارک نہ کرنا ۞

(۶) اہنسا یعنے جیو کی رکھیا کرنی مراد یہہ ہے کہ نہ جیو کو سریر سے دُکھ دینا اور نہ زبان سے ایسا کلمہ اُس کی نسبت بولنا کہ جس کے سُننے سے غنچہ دل کملاوے اور نہ اپنے مَن سے دوسرے کی نسبت خیال بد کرنا ۞

(۷) تپ یعنے اندریوں کو جتن کر کے وشیوں (لذات) کی طرف سے ہٹانا ۞

(۸) مانسی پوجا یعنے من کو سدا دیہہ (بدن) کی طرف سے ہٹا کر پرماتما کی طرف لگانا ۞

(۹) اشنان اس کی دو قسم ہیں ۔ ایک بیرونی دوسرا اندرونی ۔ بیرونی یہہ ہے کہ جسم کو غلاظت اور آلودگی سے بذریعہ آب پاک رکھنا ۔ اور اندرونی یہہ ہے کہ انتہکرن کو خواہش لذات نفسانی ۔ طمع ۔ شہوت ۔ حسد ۔ کینہ ۔ بغض ۔ ریا ۔ کبر ۔ نخوت ۔ چغل خوری ۔ بدنیتی سے پاک رکھنا اور کبھی جسم کی خوبصورتی یا زور بازو یا اقبال یا اولاد یا دولت پر نازاں ہو کر دل میں فخر نہ کرنا ۞

٭ تدارک کرنا مثلاً وکیل کا بھیجنا ۔ روپیہ خرچ کر کے اسکو بلوانا یا خود اوسکے پاس جانا جتن کہلاتا ہے ٭٭ حصول یعنے اس عورت کا ملنا ۔

(۱۰) دان اس کے دو قسم ہیں ایک خارج دوم داخل۔ خارج دان وہ ہے کہ اُن اشیا کو جن کا تعلق صرف نام سے ہے بخواہش نتیجہ یا نیک نامی دنیا۔ اور داخل وہ ہے کہ اپنے نام اور دیہہ ابھمان (فخر جسمانی) کو ایشور ارپن کرنا یعنے یہہ سمجھنا کہ نام مفروض ہے اور میں دیہہ سے فارغ ہوں اس صورت سے دیہہ کے ابھمان کو تیاگ (ترک) کرنا یہ سب سے اوتم (اعلےٰ) دان (خیرات) ہے۔

(۱۱) برت (روزہ) یہ بھی تین قسم کا ہے ایک ورت (روزہ) جسمانی (دیہہ) دوم ورت حواس (اندری) سیوم ورت من (دل)۔ غذا وغیرہ سے عرصہ معہود کے لئے ورت رکھنا برت جسم ہے۔ حواس کو اپنی لذّات سے باز رکھنا برت حواس ہے۔ جیو (روح) کو دوبینی سے اور دودانی سے پاک رکھنا یہہ برت من کا ہے *

(۱۲) دہیرج یعنے تبدیل حالات میں مُستقیم المزاج رہنا *

(۱۳) آرجو یعنے گفتار رفتار وبیوہار (فعل) سودھا (راست) رکھنا اور ہمیشہ حسب ارشاد شاستر برتنا *

(۱۴) ست سنگ اس کی دو قسم ہیں ایک بیرونی۔ دوم اندرونی * بیرونی وہ ہے کہ برہم گیانی مہاتما کی خدمت میں حاضر ہو کر سردھا (ارادت) سے اُن کے سخنان کو سُننا۔ اندرونی یہہ ہے کہ شنیدہ سخنان کو تنہا بیٹھکر شدھ (سلیم) بدھی (عقل) سے

دچارنا اور اُس کے تات پرج یعنے معنے کو نسچے کرنا۔ ان کرموں کے کرنے سے انتھکرن سُدھ ہوتا ہے۔ چاہئے کہ ہر وقت نسکام ہو کر ان کرموں کو کریں تا کہ انتھکرن کی شُدھتا یعنے صفائی حاصل ہو کر گیان کا ادھکار ہو ÷

سوال۔ کب تک یہ کرم کرنے جوگ (مناسب) ہیں ÷

جواب۔ جب انتھکرن میں وشیوں کی واسنا اور ابھمان (فخر) اور موہ (محبت) اور دویکھ (ریا) کا خیال نہ اُٹھے۔ اُس وقت کرموں کا پھل حاصل سمجھنا۔ مگر اُس وقت بھی اِن کرموں کا تیاگ نہ کرنا۔ بلکہ استحکام طبیعت کے لئے اُن کو اپنے سبھاؤ (عادت) بنا لینا۔

سوال۔ اوپاسنا کا کیا روپ ہے ÷

جواب۔ سب اندریوں سے برتی کو ہٹا کر آدنکار کے دھیان میں لگانا یہاں تک کہ مَن اور آدنکار ایک روپ ہو جائیں ÷

جیو اور مَن اور اونکار اِن تینوں کا ایک کرنا اوپاسنا عظیم ہے۔ مَن کو تیہر اور اونکار کو چکمک جانکر اِن کو آپس میں ملانا جس سے آتم گیان کی اگن پیدا ہوتی ہے جو تمام اگیان رچت کرموں کو جلا کر باقی سُدھ آتما ہی رکھتی ہے ÷

دوسرا طریق یہ ہے کہ اونکار کو پرانوں کی رفتار میں دھیان رکھنا۔ یعنے اونکار سے

جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے جس کو سوہنگ کہتے ہیں اُس کو پرانوں کی آمد و رفت میں سُننا۔ جب دم باہر سے اندر کی طرف آوے تب سو کا دھیان کرنا یعنے اوچارن کرنا اور جب اندر سے باہر کی طرف جاوے ہنگ کا دھیان کرنا غرض کہ من اور پران اور سوہنگ ان تینوں کو ایک کرنا اس کو سُرت اور شبد کا میل کہتے ہیں ٭

مذکورہ بالا طریقوں میں سے کسی پر عمل کرنا وکھیپ (پریشانی) کو دور کر کے چیت (خاطر) کو ایکاگر (جمع) کرتا ہے اور آخر کار گیان کی حصولی میں بہت ہی مدد ملتی ہے ٭

گل دوم

یہ جہاں مثل راہ گذر ہے۔ ہر کہ ومہ کو گذر درپیش ہے۔ ایک دن اور ایک رات کا گذارہ ہے کیونکہ جو کارروائی اوّل روز اوّل رات کو ہوئی ہے وہی اخیر تک جاری رہتی ہے۔ اس مختصر راہ کے طے کرنے میں صدہا طرح کے تماشاہائے ونعمائے واشیائے دلفریب و اہمات و رنج و راحت و افلاس و دولتمندی وغیرہ سدراہ ہیں جس کے باعث سے یہ راہ نہائیت دور و دراز و طویل ہو گیا ہے۔ اس میں ایک سڑک تجویز کی گئی ہے۔ کیسی سڑک ہے کہ

جس کے دور ویھ اشجار مُثمر وسایۂ دار لگے ہوئے ہیں۔ اور جس میں مناسب فاصلہ
پر فرودگاہ یعنے منزل گاہ وچاہ وغیرہ آب سرموجود ہیں اور جو لوگ اُس راہ سے اس سفر کو
طے کرتے ہیں وہ باآرام منزل مقصود پر پہونچتے ہیں۔ اب اس کا نتیجہ دکھایا جاتا ہے
یعنے یہ۔ کہ وہ سڑک گیان (علم حق) ہے اور اشجار دور ویھ سنتوکھ (قناعت) اور ویراگ (ترک)
ہیں جن کا ثمر ترپت یعنے سیری اور سُکھ یعنے راحت ہے اور جن اشجار
کے زیر سایۂ خواہش و اُلفت کی دھوپ وتپش سے امن حاصل ہوتا ہے اور اس
سڑک پر سات منازل بفاصلہ مناسب مہیا بہ سامان آرام موجود ہیں اور وے
یہ ہیں۔ (۱) سبھ اچھا یعنے نیک ارادہ۔ (۲) ستو وچارنا یعنے راست و
دروغ کو جاننا۔ وچار کرنا کہ میں کون ہوں اور جگت کیا ہے (۳) تن مانسا
یعنے وائیما خیال کو یکسو رکھنا۔ جگت کی طرف سے کھینچکر ست آتما میں محو کرنا۔
(۴) ستواپت یعنے حق الیقین کرنا کہ میں سُدھ چیتن آتما ہوں اور جگت مثل
امواج وحباب کے مجھ میں ہے اور دائیما سوائے آتما کے اور کچھ نہ دیکھنا۔
(۵) اسنکتا یعنے بے اختیاری۔ انانیت جسمانی کو بالکل دل سے دور کرنا۔
سری کے دُکھ سُکھ۔ عزت وبے عزتی۔ مرگ وحیات سے آپ کو فارغ جانکر سدا
آنند رہنا۔ (۶) پدارتھ ابھاونی یعنے تمام اشیاء کو نیست و نابود یقین کرنا

کہ بُدّہ تک وتمام اسماء صفات تک خواہ نیک ہوں خواہ بد ہوں سب کو
دل سے فراموش کرنا اور باقی صرف۔ گیان ماتر (صرف علم) آتما میں قائیم رہنا (۷)
تُریا یعنے ذات حق کہ جس میں کچھ کہنا وسُننا نہیں۔ آپ میں آپ قائیم نہ کچھ
ست نہ است نہ ہے نہ نہیں نہ میں نہ توں نہ یہ نہ وہ۔ سب سے فارغ
صرف ذات ہی ذات ہونا۔ یہ سات منازل اس سڑک کی تدریجاً ابہیاس
یعنے ست سنگ اور ست شاستروں کا وچار۔ ویراگ۔ سم (یعنے خیال
کا روکنا) سنتوکھ (یعنے قناعت وصبر) اس رفتار سے عبور ہوتے ہیں اور آخر کار
منزل مقصود یعنے بنعیم آباد یا آنند پور میں پہونچا تے ہیں۔ پس اس زندگی
کے بسر کرنے کے لئے اس سڑک کو آراستہ کرنا اور اُسپر سفر طے کرنا ضروری
ہے۔ ورنہ سوائے دُکھ اور غم کے کچھ حاصل نہیں۔ اس لئے دانایاں ودوراندیش
تمام تکالیف برداشت کرکے اس راہ پر اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اگر زمانہ
ایک حالت پر رہتا اور ہمیشہ صحّت بدنی ودولتمندی وحصولی لذات نفسانی
رہتی تو کون صبر وقناعت وفقر کو اختیار کرتا۔ سو جو شخص اپنے کردار کا منصف
ہے۔ وہ تو اپنی بہبودی کے واسطے تدارک کرتا ہے۔ اور جو شخص کبھی اپنے
اعمال نامہ کو اُلٹ کر نہیں دیکھتا۔ صرف کاروبار دنیا کو فرض عظیم سمجھکر اس میں

شاغل رہتا ہے - وہ اس نعمت عظمے سے محروم رہکر ابد تک رنج والم برداشت کرتا رہیگا - سو میں دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے زیرک اور دانا حاکم و دولتمند اہل علم و فقیر اس غفلت آباد دنیا میں ایسے گرفتار ہیں کہ اگر اُن کو چارپائیہ یا وحشی سے نسبت دیجاوے تو مناسب آتی ہے ورنہ صرف دیکھنے کی انسان ہیں اور کوئی وصف انسانیت کا نہیں رکھتے -

گل سیوم

مُخمس - سرائے دنیا ہے کوچ کی جا ہر ایک کو خوف دمبدم ہے *

رہا سکندر یہاں نہ دارا رہا فریدوں یہاں نہ جم ہے -

مسافرانہ ٹکے ہو اُٹھو مقام فردوس ہے ارم ہے *

سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے

نسیم جاگو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے *

دنیا عجیب مقام ہے مگر افسوس کہ مدام نہیں ہے کوئی گل آج تک ایسا نہیں ہوا کہ بادِ خزاں سے پریشان ہوکر خاکستر نہوا ہو - حسب قول سعدی - فرد

اگر تو در چمن روزگار ہیچو گلی دمیدہ بر سر خاک تو خار خواہد بود

لہ یعنی دم یعنی اے آدم یا صاحب دم -

اس دنیا میں آمدن نشان رفتن و زیستن نشان مردن ہے - عمر کی خوش روانی پر بھولے ہوئے اس دار فنا کو بقا سے منسوب کر کے خواب خرگوش بنے ہوئے ہیں - بھلا کہاں تک - ابھی نقارہ کوچ کا بجا اور تمہاری الوداع نہ نام نہ نشان - اے حباب تو کیوں اپنی سر افرازی پر پھولتا ہے - یہی تیری سرافرازی باعث زوال ہے - اُدھر تیرا سر کا اُٹھانا اور اِدھر ہوا کے جھونکے سے پامال ہو کر گمنام ہونا - عمر کا اعتماد کب تک - جس کی بنیاد ہوا اور جس کا مقام آمد و رفت ہو اُس پر اعتماد کرنا گویا موج پر سوار ہو کر دریا کو عبور کرنا ہے دم قدم ہے عمر کا - اسی قدم سے اُس کی رفتار ہے - رفتار کیا منزل عدم کی طرف ترقی ہے - تاوقتیکہ مرگ کی حالت جو آخری منزل اس سفر مستعار کی ہے نہ آوے تب تک کسی فعل کا اتمام نہیں ہوتا اور کوئی کام درجہ اختتام پر پہونچکر ہمیں آزادگی بخش نہیں ہوتا - وجود کی ضد سے عدم ثابت ہے ورنہ ہم سب کا اوّل بھی عدم تھا اور آخر بھی عدم ہو گا - صرف درمیان میں چشم زدن کے لئے وجود کو اختیار کر کے آب سراب میں غوطہ کھا کھا کر ڈوبتے ہیں - جس کی اصل عدم ہو اُس کو اُس کے مخالف کلمہ سے اظہار کرنا گویا اصلیت سے آپ کو بے علم ثابت کرنا ہے - جس کو وجود کہتے ہیں یہی عدم ہے - کیونکہ

اسی کے ذریعہ سے عدم ثابت ہوتا ہے اور ہماری نجات کا باعث ہو کر ہم کو اپنی
طرف کشش کر رہا ہے۔ پس وجود ایک جزو عدم کی ہے اور ہم سب لوگ دریائے
عدم کی امواج ہیں۔ باوجود موجودگی کے معدوم ہیں ہمارے افعال کل عدم سے
ہو کر عدم میں محو ہوتے ہیں گویا ہمارا اصل عدم ہے پس ہم کیوں عدم کے آنے
سے ملول ہوتے ہیں۔ عدم تو ہمارا دار القرار اور دار الامن ہے جب تک پھر
اپنی اصلی حالت کو نہ پہونچیں تب تک کشاکش خیالی سے جو دنیا کے نام سے
موسوم ہے رہائی نہیں پا سکتے۔ پس ہم کو مناسب ہے کہ موجودگی وجود میں بھی عدم
کا تصور کر کے ایسے معدوم ہو جاویں کہ پھر عدم کا خوف دل میں نہ رہے +

تعین نے بے نام کو نامدار بے نشان کو با نشان بے تعلق کو با تعلق بنایا
ہوا ہے اگر ایک لحظہ پردۂ تعین کو دریچہ یقین سے اٹھا کر دیکھیں تو صرف
ایک ذات ہے کہ جس میں سوائے سکوت کے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ جو چیز
خیال سے ظاہر ہوتی ہے اس کی تائید اسوقت تک ہے کہ جب تک اسکا خیال
مثل شعلہ مجمر سینہ میں جوش آور رہتا ہے جب خیال فرو ہووے تو اس شی کی
ہستی جو ہم نے پہلے مانی ہوئی ہے زائل ہو کر باقی ہستی حقیقی رہجاتی ہے۔ کہ
جس کو زوال کبھی بھی نہیں۔ اب جو لوگ کسی کو زندہ اور کسی کو مردہ مان رہی ہیں

سو باعث یہ ہے کہ ان کو اصلیت کی کچھ خبر نہیں قفس جزویت میں گرفتار ہو کر

ٹیں ٹیں پڑے کرتے ہیں ورنہ نہ کچھ ہوتا ہے نہ کچھ ہوگا اور نہ کچھ ہوا تھا یہ کل

ایک ذات باہمہ بے ہمہ خود بخود قایم ہے۔ اور اپنی عادت حقیقی میں مصروف

ہے۔ بقول عارف۔ **فرد**

چندیں ہزار جامہ بدل کرد ہر حباب — دریائے بیکراں حقیقت ہماں کہ ہست

دیگر **فرد**

باور چہ مے کند کہ زیک بحر بے کنار — موج سراب و آب بقا جلوہ مے زند

عمر کا گذرنا نہائت خوش ہے گویا یہی باعث ہے جو ہم کو فرحت دہ اس دار

کہنہ میں ہے۔ اگر عمر قائیم ہوتی اور ہمیشہ انسان پر ایک حالت وارد رہتی۔ تو

نہایت ہی تنگ آجاتا۔ اس لئے بازار کثرت جو شوق تماشا بینی سے ظہور میں آیا

مثل شاہراہ کے بنایا ہے کہ وہ ذات جو دائما اپنی وحدت میں مستغرق۔ معدن

آرام وسکونت۔ پریشانی وحرکت سے مبرا ہے اس آشوبگاہ کثرت میں جو پژاز

پریشانی و تکان ہے ماندہ ہو کر پھر اپنے حجرۂ توحید میں داخل ہو کر آرام پاوے

پس عمر کا مستعار ہونا اور ہمیشہ گذرتے رہنا قابل تعریف ہے۔ بقول محقق۔ **فرد۔**

شکوہ کردن از شتاب عمر کافر نعمتی است — عمر چون آب است باشد آب شیرین در گذار

جامۂ تن حجاب اکبر ہے کُل آفات کا مورد ہے - واہمات - تعلقات - رسومات اضافات - رنج و راحت کا معدن - دوئی کا سرچشمہ ہے - شہوت - غصہ - طمع الفت و انانیت کا گھر ہے - حرص - امل - حسد او - خواہش کی مادر ہے - محدودیت تنگی - بے توقیری - خوف اور اُمید ہمیشہ اُس کے درمیان رہتے ہیں - اس کا چاک ہونا کل مصائب و آفات مذکورہ سے پاک ہونا ہے - پس جب یہہ چاک ہو یا کوئی ذریعہ اس کے چاک کا اگر بنے تو مقام شکر ہے - طرفہ دیکھو کہ دو اندیش موجودگی جامہ تن میں اسباب اس کے چاک کا مہیا کرتے ہیں - گویا جو اُس کے لوازمات ہیں اُن سے منہ موڑ کر اس کے دافع سے محبت جوڑتے ہیں مراد یہہ ہے کہ عین حیات میں حالت مرگ اختیار کرتے ہیں - اگر بہ نظر غور دیکھیں تو یہہ جہاں گورستان ہے اور جامہ تن کفن ہے پس جس قدر یہاں موجود ہیں مُردہ ہیں اور اُن کی حرکات رقص مُردہ ہیں صرف نام کے لئے سکندر اور دارا بڑے بادشاہ - رستم و زال بڑے پہلوان - سقراط اور افلاطون بڑے حکیم - مجنون و فرہاد بڑے عاشق - محمدؐ و عیسیٰؑ بڑے پیغمبر - رام و کرشن بڑے اوتار - نانک اور کبیر بڑے سنت مشہور ہیں - ورنہ دریائے نیستی کی لہریں نیستی میں غرق ہو کر صرف اسماء سے مشہور ہیں - سو کیا ہیں - کچھ ہی نہیں - حرف ابجد کے

حروف مشہور ہیں۔ پس اس دنیا کی شہرت کا انجام دیگر محقق اس سے پہلو تہی
کر کے اُس ذات میں جو نام سے مُبرا اور نشان سے مُعرا صرف صرف ہی محو
ہو کر ذات میں ذات ہو گئے ہیں۔ موت ہماری دایہ ہے ہمیشہ ہم اُسکی گود میں
پرورش پا رہے ہیں۔ زندگی گویا اس کا انگشت سے پکڑ کر بازار اور گلی میں سیر کرانا
ہے۔ اور حالت مرگ گویا اپنی گود میں لوری دیکر سُلانا ہے۔ موت وہ طاقت
ہے کہ جس کے آگے بڑے بڑے شہ زور پشہ کے برابر بھی درجہ نہیں رکھتے۔ اور
بڑے بڑے حکیم اُس کے دریافت کرنے میں طفل نادان سے بھی کم درجہ رکھتے
ہیں اور بڑے بڑے صاحب کشف اور کرامات اس کا بھید کھولنے میں بیزبان
ہیں۔ یہ وہ طاقت ہے کہ جس کے ذریعہ سے ذات باری تعالے اپنے بوقلموں
خزانہ مخلوقات کو پھر اپنے صندوق گمنامی اور محویت میں کھینچتی اور ڈالتی ہے۔
پس یہ موت نہیں بلکہ ذریعہ وصال اور دفعیہ ملال ہے اس کا آنا ہمارے
کل امور کا انجام پانا ہے۔ اے موت تو عین راحت ہے تیری یادگاری اور
دوستی ہمیں آلام و تشادیش سے بچا کر گوشہ عافیت میں قرار دیتی ہے۔ اے
موت تیری گود میں سوئے ہوئے کو کسی کا مقدور نہیں جو جگا سکے۔ اے
موت تیرے چنگل میں گرفتار شدہ کو کوئی اور مصیبت اس جہان کی کم نہیں

دے سکتی۔ گویا تو دُکھوں کا علاج اور خاتمہ ہے۔ اے موت تیری امداد کے سوائے
وصال ربّانی حاصل نہیں ہو سکتا۔ تیرے ارادے لباس سے ملبوس ہو کر فقیر اور اولیا
داخل بذات حق ہوئے ہیں۔ اے موت تو وہ بھید آلہی ہے کہ جس کو آج تک
نہ کسی نے کھولا ہے اور نہ کوئی کھولیگا تیرا آنا ہی تیرا ہتر ہے گویائی تو بجائے خود
رہی۔ خاموشی بھی تجھکو نہیں جان سکتی گویا ذات باری تعالےٰ کی تو خاص
خواص ہے۔ تیرے محبّاں اس دار سے رہائی پا کر گم در گم ہوتے ہیں
اے موت تیرے سوائے شہوت۔ غصّہ۔ حسد۔ کینہ۔ ظلم۔ طمع۔ فخر سے
نجات نہیں ہو سکتی۔ جب تیرا تصوّر کیا جاتا ہے اُس وقت اُنکا نشان بھی
نہیں ملتا۔ طبیعت سرد ہو جاتی ہے آرام در آرام ہوتا ہے پس تو اس
درد دکھن سے خلاصی کا عجیب نسخہ ہے۔ تیرا اور میرا آپس میں ہمیشہ کا اتفاق
ہے صرف درمیان میں پردۂ تن سے تھوڑے جدائی صورت زندگی میں
ہو گئی ہے سو کچھ مضائقہ نہیں۔ تیری عمدہ اور لطیف صورت جو ارادی
موت کے نام سے مشہور یا موسوم ہے میں نے اختیار کر کے تیرا اتفاق بحال
رکھا ہوا ہے سو عجب مونس ہے کہ جس کا ہجر کسی وقت میں نہیں۔ ایسی موت
سے کیوں آدمی ڈرتے ہیں یہ تو عین راحت ہے۔ زندگی دریائے موت

کا حباب ہے حباب کا اثبات کب تک ضرور آخر کو اپنے بحر عمیق میں داخل ہوکر گم ہو جاویگا۔ پس کمر بستہ ہوکر دریائے نیستی میں مستغرق ہوکر عدم کی سیر کرو کہ وجود جسکا بیرونی تماشا ہے۔ خیالی محبت میں گرفتار ہوکر کیوں خوار ہو رہے ہو ۞

گُل چہارم

سوال ۔ ظاہر ہے کہ کُل چیزیں لفظ کُن کے کہنے سے پیدا ہوئی ہیں اور کُن فرمودۂ خدا ہے ۔ معلوم ہوا کہ مَن وغیرہ بھی اُس سے ہیں تو یہ کیا سبب ہے کہ مَن بُرے کام کراتا ہے ۞

جواب ۔ ہر ایک چیز مختلف کام کے لئے مختلف تاثیر اور مختلف صورت والی پیدا ہوئی ہے ۔ ایک کا فعل دوسرے سے نہیں ملتا۔ آتش کو سوائے جلانے کے اور کوئی کام نہیں ۔ پانی کو سوائے سردی پہونچانے کے اور تشنگی رفع کرنے کے اور کوئی کام نہیں ۔ سانپ کژدم وغیرہ زہردار ظاہر کئے ہیں وہ اپنی تاثیر لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں ۔ مادہ گاؤ گھاس کھاکر دودھ لوگوں کو بخشتی ہے اسی طرح بلحاظ انتظام کثرت بیشمار اشیاء بیشمار افعال کے لئے حکمت ازلی سے قایم ہوئی ہیں ۔ منجملہ اُن کے ایک لطیف طاقت جسکو مَن یا دل کہتے ہیں انسان

کے وجود میں داخل کی گئی کہ جس سے کُل امورات دنیاوی و جسمانی سرانجام ہوتے ہیں گویا یہ آلہ برائے تکمیل کاروبار دنیا خدا نے انسان کو بخشا ہے اور اس میں دو صفتیں موجود ہیں ایک نیک دوسری بد۔ جس طرف زیادہ مشق ہوتی ہے وہی کام اس سے نمودار ہوتے ہیں۔ لیکن ہر دو اوصاف یعنے نیک جس کے فروعات۔ دانش۔ معرفت۔ ترک۔ آزادی۔ تواضع۔ خوش خلقی۔ قناعت صبر۔ شکر۔ حلم۔ حوصلہ۔ تسلیم۔ رضا۔ خدا پرستی۔ خاکساری۔ سخاوت علم۔ عمل۔ صفائی۔ وفائی۔ ضبط حواس۔ سرزنش نفس۔ محویت محاسبہ ہیں۔ اور بد جس کے فروعات بیدانشی۔ جہل۔ اُلفت۔ گرفتاری خشم۔ طمع۔ شہوت۔ انانیت۔ حسد۔ بغض۔ کینہ۔ ریا۔ بخل۔ خوشامد۔ کبر۔ نخوت۔ سیاہ دلی۔ بے وفائی۔ کذب۔ میل بہ لذات۔ پیروی نفس۔ اُلفت جسمانی۔ تلخ گوئی۔ غیبت ہیں۔ ہر وقت اس میں رہتی ہیں اور ہر دو اوصاف سے حسب موقع کام لیتا ہے مگر جس طرف ازدیادی مشق کی ہوتی ہے وہی وصف غالب آکر اس من کو اسی صفت سے موصوف کر دیتا ہے اگر صحبت بد سے اوصاف بد اس کے استعمال میں رہے تو بعد عرصہ کے مَن کو سوائے خیال بدی کے اور کچھ نہیں سوجھتا۔ اُس وقت خانہ زاد دشمن ہو کر وہ بلائے

و تکالیف نازل کرتا ہے کہ جسکا علاج احاطہ امکان سے بعید ہو جاتا ہے۔ گویا
مَن معہ اوصاف بد دشمن خونخوار کمین میں ہے۔ **فرد**

میں دشمن جان ڈہونڈ کر اپنا جو نکالا ✤ سو حضرتِ دل سلمہ اللہ تعالیٰ

اور جب صحبت نیک سے اوصاف نیک عمل میں لاتا ہے اوسوقت تمام بدی سے
پاک ہو کر نیک ہو جاتا ہے اور بعد عرصہ کے اِس مشق کے فیض سے اُس درجہ پر
پہونچتا ہے کہ جہاں درجہ مَن سے گذر کر واصل بخدا ہو کر خود خدا ہو جاتا ہے۔

بیت مولف۔ چوں شُد دل پاک از کبر و ریا

بیگماں اوہست ذاتِ کبریا

پس مناسب ہے کہ اوصاف نیک جنکی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے عمل میں لاوے
تاکہ مَن جو دشمن ہو کر بُرے کام کراتا ہے دوست خیر اندیش ہو کر منزل حقیقت
کی طرف راہ نما ہو گا کیونکہ یہہ عادت جبلّی حکیم ازلی نے اِس مَن میں ڈالی ہے
کہ جس کے ساتھ اِس کا اجتماع ہو گا۔ اوسی کی صورت بن جاوے گا تو ہمیں کچھ
مقام اعتراض نہیں کہ کیوں یہہ من بُرے کام کراتا ہے۔ جو لوگ اس جہان
میں علم نیکی کھرا کر کے شہرۂ آفاق ہو چکے ہیں یا ہیں یا ہونگے وہ تمام بدولت
اس مَن کے ہے تو ثابت ہوا کہ معدن نیکی مَن ہے اور برائی بھی اسی سے ہوتی

ہے سو پروردگار نے اِس کو یعنے انسان کو دانش بخشی ہے کہ اِس طاقت لطیف
مَن کو ایسے طریقے سے عمل میں لاوے۔ کہ جس سے بہبودی دارین متصوّر ہو۔ اسمیں
دونوں صفتیں موجود ہیں کیونکہ کارروائی دنیا سوائے ہر دو اوصاف یعنے اوصاف ذمیمہ
و اوصاف حمیدہ کے پوری نہیں ہو سکتی۔ تقاضائے بشریّت ایسا ہے کہ
اس میں ہر قسم کی عادات رہتی ہیں اور وقت پر اسکو کام دیتی ہیں۔ لیکن ایک
عادت خدا نے اسکو ایسی بخشی ہے کہ جس کے ذریعہ بشریّت سے گذر کر درجۂ ملائک
پر پہونچتا ہے وہ عادت دانش ہے۔ جب دانش سے درجۂ ملائک تک پہونچا
کیا معنے کہ اوصاف نیک سے موصوف ہوا تو اُس سے آگے درجہ خدا ہی پس
اس مَن کے ذریعہ سے اس درجہ تک رسائی ہوئی۔ اور اگر دانش پیش نظر رکھکر
عمل نہ کیا۔ تو تقاضائے بشریّت سے مَن اوصاف ذمیمہ میں مشتغل ہو کر
درجہ بہایم پر پہونچتا ہے۔ پس مناسب ہے کہ اِس مَن کو معدن نیکی و بدی جانکر
برائے حصولِ آرام و سعادت دارین بذریعہ دانش کاملہ نیکی کی طرف مائل کرے
تا کبھی مَن معدن آرام ہو جاوے۔

گل پنجم ۵

سوال۔ خواہش کس کے ذریعہ ہوتی ہے وہ کس کا پیدا شدہ ہے غصہ چوری اور

بُری عادات کس نے پیدا کیں اگر خدا نے بنائیں تو کیوں۔

جواب - خواہش - غصہ - چوری - شہوت - وغیرہ عادات ذمیمہ اگیان یعنے غفلت کے ذریعہ ہوتی ہیں - اور نظر غفلت میں انکی اصلیت معلوم ہوتی ہی غفلت نام نظر محدودیت - تعیّن جزویت - تقاضائے بشرّیت - تعلق ملکیّت کا ہے اور یہی امور باعث ظہور عادات ذمیمہ ہیں کیونکہ آپ کو جب محدود صرف ایک خاص نام سے موسوم اور محدود مکان یا اشیاء کا مالک جزویت میں غرق مانا اوس وقت دوسرے کی تلخ گوئی یا منابعت سے غصہ پیدا ہوتا ہے اور اپنے مال مملوکہ میں سے قدرے نقصان دیکھکر خیال چوری دل میں آتا ہے آپ کو محتاج جانکر دوسرے کی مملوکہ چیز کے چرانے پر مستعد ہوتا ہے۔ اسیطرح حسب موقعہ دیگر عادات بھی ظاہر ہوتے ہیں - پس یہی غفلت ہے ذریعہ ظہور خواہش غصہ و دزدی وغیرہ ہے اور اِن عادات کو بھی خدا نے بنایا ہے - اس غرض سے کہ جو لوگ غافل ہو کر فخر جسمانی سے مال مشترکہ کو اپنا ملک جانتے ہیں اور نظر محدود سے آپکو کچھہ اور کا اَور یقین کر کے دوسرں پر دست تعدّی دراز کرتے ہیں اور دوی کو درمیان میں لا کر خدا کی وحدت میں فرق ڈالتے ہیں اور خدا کو حاضر و ناظر نہ جانکر ارتکاب فعل کا کرتے ہیں

اِن عادت سے اپنے اپنے جرم کے لئیے سزایاب ہوں اور تکالیف برداشت
کر کے اپنے فخر جسمانی سے نفرت پذیر ہو کر راہ نجات کو ڈھونڈھیں پس ان عادات
کے پیدا کرنے میں بھی خداوند کریم نے اپنی معدلت اور شفقت ظاہر
کی ہے۔ یعنے اشارتاً اس جرم کے کبیرہ کے لئے سزا دیکر ہمکو بیدار کیا
ہے یہ نظر جزویت اور فخر جسمانی ایسی سخت جرم ہیں کہ ہمیشہ انسان پر خواہ مخواہ
بلاہائے شہوت۔ غصہ۔ طمع۔ الفت۔ حسد۔ کینہ۔ بغض۔ وغیرہ
نازل رکھتے ہیں اور جب اِن سے پاک ہو کر نظر کلیت اور محویت بذات
اختیار کرتا ہے اُسوقت غصہ۔ چوری۔ الفت۔ حسد۔ اس طرح مفقود ہو جاتے
ہیں کہ جس طرح سورج کے نکلنے سے تاریکی جاتی رہتی ہے۔ کیونکہ جس نے
سب کو ذات حق دیکھا ہے وہ کس پر غصہ کرے اور جس نے اپنے مال کو مال مشترکہ
یا مال خدا سمجھا ہے وہ کس پر کس وجہ سے الزام لگاوے پس فخر جسمانی اور
ملکیت اشیاء اور خیال اقبال دور کرنے سے سزائے غصہ و چوری و شہوت
و ظلم سے بھی خلاصی پاتا ہے سو مناسب ہے کہ اپنی ذات کو پہچانکر
قید جسمانی سے خلاص ہووے تنگی جزویت سے نکل فراخی کلیت میں آوے
اور گوشہ محدودیت سے پرواز کر میدان بیحدی میں مقیم ہووے۔ تاکہ قہر خدا

سے جو بصورت شہوت و طمع و غضب و محبت و انانیت و حسد و کینہ نازل ہوتا ہے ماموں اور محفوظ ہو کر گوشہ عافیت و طمانیت میں سکونت پذیر ہووے۔ بیت

گل توحید نروید ز زمینے کہ درو
خار شرک و حسد و کبر و ریا و کین است

گلِ ششم

جس قدر جاہ و حشم و دولت و متاع ظاہری ہے یہہ تمام فانی ہے وقت پر انکا حصر ہے حالت خواب میں کوئی چیز عالم بیداری کی کام نہیں آتی اور کوئی چیز عالم خواب کی عالم بیداری میں کام نہیں آتی اور حالت سکھوپت یعنے خواب گراں میں تمام اسباب و علم اور خیالات گم ہو جاتے ہیں جب چین حیات میں دُنیا کا یہہ حال ہے کہ شب و روز میں ایک حالت پر قائم نہیں رہتی تو بعد مرگ یا بوقت مرگ انکا کیا سُکھ ہو گا اس لئے دانایان و عارفان ان تمام اشیاء کو خیالی و بے بُنیاد سمجھکر اپنی طبع لطیف کو آلودہ نہیں کرتے بلکہ انکی شاہد اور روشن کنندہ سے جو حجرہ دل میں بصورت جان مقیم ہے

دل واصل کرکے اور اُسکو اپنا آپ جانکر ہمیشہ پُرسرور و مبّرا از شادی و غم رہتے ہیں اور جو لوگ اِس جہان اور اُس جہان کی اشیاء کا آغاز و انجام نہ سوچ کر اوسکو راست جانتے ہیں وہ ہمیشہ دام بلا میں گرفتار رہکر مثل سبو چرخ چاہ پیدا ہوتے و مرتے رہتے ہیں۔

گُل ہفتم

خواہش نے اِس جیو کو ایسا خراب کیا ہے کہ پرم برہم سے نزول دیکر اِس درجہ خسیس پر جسکو جیو کہتے ہیں پہونچایا ہے۔ خواہشمند کو کبھی آرام دلی نہیں سدا اُسکا دل پریشان رہتا ہے۔ اگر تمام جہان کا بادشاہ ہے اور ہوس رکہتا ہے تو وہ مُفلس اور رزیل ہے۔ اور اگر مُفلس بے وسیلہ معاش ہے اور ہوس سے معرّا ہے تو شاہنشاہ ہے۔ پس اِس خواہش کو چھوڑنا ہی مُکت کا حاصل کرنا ہے اور خواہش کو دل میں رکھنا گرفتاری ہے۔ اِس کے سوائے اور کوئی بندھن (گرفتاری) اور مُکت (نجات) نہیں ہے۔ اور مَن ایسا خراب و بیعنان ہے کہ جس کام میں اس کا رجوع بہت عرصہ رہے اوس کا سروپ ہو جاتا ہے۔ پس اوس کے چھوڑنے میں یا اوس کی طرف سے نافر ہونے میں بہت سے

دلائل پیش کرتا ہے جو سدّ راہ ہوتے ہیں۔ غرض کہ اوس کام کو بالکل نہیں چھوڑ سکتا۔ کیونکہ مَن مثل مُرغ کے ہے لوبھ (طمع) ولجا (شرم) اس کے دو پر ہیں۔ راگ (شادی) دویکھ (غم) یعنے شادی وغم اس کی چونچ ہیں۔ جسم درخت پر اس کا آشیانہ ہے نیک وبد عمل اس کی غذا ہے جب ایسے مُرغ کو وچار روپی قفس میں ڈالکر ویراگ (ترک) وسنتوکھ (صبر) کی مقراض سے اسکے دو پر کاٹے جاویں۔ اور جگت (دنیا) کو متھیا (باطل) یقین کرنے سے اوس چونچ شادی وغمی کی توڑ ہی جاوے اور آپکو جسم سے فارغ ست۔ چت۔ آنند روپ آتما جاننے سے غذا عمل نیک وبد کی دور کی جاوے۔ تب وہی مَن پرماتما سے ایک ہو کر پرم آتما روپ ہو جاتا ہے۔ جسم کی صحبت نے چیتن تت کو نہائت تکالیف و تشنا ویش برداشت کرائی ہیں اور کرا رہی ہے اور جب آپکو جسم سے فارغ سمجھے اوس وقت آرام دائمی حاصل ہو۔ جسم کے پیدا ہونے سے آتما پیدا نہیں ہوتا۔ اور جسم کے مرنے سے مرتا نہیں۔ پس اس جسم کے ساتھ ہمارا کیا تعلق ہے۔ میں اور آپ اور سب مخلوق آتما ہیں غلطی سے آپکو جسم ماننے لگ گئے ہیں۔ جب یہ نظر درمیان سے دور ہو جاوے تو ایک آتما ہی آتما ہے جب ایسے آتما کا درشن ہوتا ہے تو ہر طرف سے وہی نظر آتا ہی موجہ

سے فیل تک ایک برہم آتما دیکھتا ہے - اِس یقین اور نظر کا نام وصال پرآتما ہے اور ایسے شخص کو برہم گیانی کہتے ہیں - پس مناسب ہے کہ آپ سدا آپکو ست چت آنند آتما جانیں اور آپ کو جسم سے مبرا اور فارغ سمجھیں اور تمام اشیاء کو صرف خیال سے ظاہر ہوا جانکر اپنے آپ میں قائم رہیں اور جگت کچھہ چیز نہیں ہے صرف مَن نقاش نے یہ تمام تقلیدی تصاویر کھینچی ہیں اگر تمام اشیاء کا نام روپ دور کیا جاوے تو باقی ست چت آنند آتما رہیگا - پس جہاں نام روپ ہے اِس کے سوائے اور کچھہ نہیں - ایک

نرگن (بے صفت) - نرنکار (بے صورت) - اجونی (پیدا نہ شدہ) - نروکار (بے عیب) - ابناشی (باقی) - ادویت (واحد) - اچل (قائم)

اکرے (غیر فاعل) - اکھنڈ (یکساں) - اناد (بغیر ابتدا) - اسنگ (لاشریک) - پرم برہم (محیط کل) - اپنے آپ میں قایم ہے

سوائے ایسے پورن برہم کی شناخت کے غم ہائے جہاں اور اندیشہ ہائے پرلوگ سے رستگاری نصیب نہیں ہوتی - پس ہمکو اور کچھ نہیں کرنا ہے آنکھوں سے سب جگت کو پرماتما روپ دیکھنا ہے - اور کانوں سے برہمگیان سُننا ہے - مکھ سے پرماتما کا گیان یا گوبند گیت کا اوچار کرنا ہے - ہاتھوں سے دان کرنا اور گورو سنت مہاتما پورکھوں کی خدمت کرنی ہے پاؤں سے ست مارگ یعنے سنت کے پاس چلکر جانا ہے اور مَن میں ہمیشہ آتم دھیان

رکھتا ہے جب اِس صورت سے تمام اعضاء اور مَن کو عبادت میں شاغل
کیا تو تھوڑے عرصہ میں پرم پد حاصل ہوجاویگا۔ جہاں کا کوئی کام قابل
سوچنے کے نہیں ہے بلکہ تمام قابل فراموش کرنیکے ہیں ۞

گلِ ہشتم

آزادگی وہ نعمت ہے جو تمام لذّات نفسانی سے سیری بخشتی ہے اور
تمام سرِ دردہائے زمانہ سے فراغت دیتی ہے بدوں آزادگی کے سر مو آرام
زیرِ گنبدِ نیلگوں نہیں ہے ۞

فرد

غلامِ ہمتِ رندانِ بے سر و پائیم — کہ ہر دو کون نیرزد بہ پیشِ شان یک کاہ

دیگر

ملکِ آزادگی و کنجِ قناعت گنجیست — کہ بہ شمشیر میسر نشود سلطاں را

دیگر

غلامِ ہمتِ آنم کہ زیرِ چرخِ کبود — ز ہر چہ رنگِ تعلق پذیرد آزاد است

آزاد طبع کو ہر جا و ہر کام میں آزادی ہے تعلق سے فارغ کو کوئی شے گرفتار
نہیں کر سکتی۔ غفلت سے انسان اس پوچ میں پابند ہے کیونکہ جہاں صرف

اسم وصفت ہے - اسم وصفت خیال سے پیدا ہوتا ہی - خیال خود لغزش پذیر ہے
لغزش پذیر پر اعتماد کرنا دانائی سے دور ہے - آرام دلارام میں ہے - کیونکہ مکت
نام فراغت از اوہام ظاہری و باطنی و حصول جمعیت خاطری و طمانیت ہی
ست سنگ نام رجوع دل بطرف حق ہے - ست آتماسب کا اپنا آپ ہے
آزادگی کا حصر اپنے طبیعت کے رجوع پر موقوف ہے - کیونکہ جس طرف خیال
مصمم کیا جاوے - اور ہمیشہ اُس کے پورا ہونیکی آرزو رکھی جاوے تو اُمید ہے
کہ ایک روز اُمید بر آویگی اور اگر دل سے نہ چاہے تو کوئی ذریعہ اُسکی تکمیل میں کارگر
نہیں ہوتا - دُنیاوی امورات صرف مثل چاہ تاریک کے ہیں اِن میں اُفتادہ انسان
کو بالائی حالات کی یعنے شناخت آلہی کی کچھہ خبر نہیں ہوتی - جب ترک آزادگی
و دانش کاملہ کی رسن کو گلے میں ڈالکر اوپر کیطرف مایل ہو تو ضرور ہی کہ وہ نکلیگا اگر نکلنے
کا ارادہ ہی نہ کرے تو دنیا میں کوئی اُس کے نکالنے میں لائق نہیں ہے خواہش بجز
قناعت کے صبر نہیں ہوتی - پس صابر اور قانع ہونا مناسب ہے ؎

گُل نہم

غفلت کے باعث سے انسان کو مرگ جو ہمیشہ اُسکے سر پر موجود ہے فراموش

ہو رہی ہے - ورنہ تمام مخلوقات لقمہ مرگ ہیں یا مرگ مثل آتش سوزاں مخلوقات کو جو مانند برگِ کاہ ہیں جلاتی ہے - اِس دنیا میں اُمید زندگی کی باندھنی محض نادانی وحماقت ہے - ہستی کی بُنیاد صرف رفتار نفَس پر قایم ہے جو مثل ارّہ وہم زندگی کو قطع کر رہا ہے - پس ایسی بے بُنیاد ہستی پر نازاں ہو کر سامان جاہ وحشم میں مست رہنا کونسی دانائی ہے - صرف غفلت میں کاروبار ناپایدار مزہ دار یقین ہو رہے ہیں - اگر تھوڑی دیر غفلت کو دور کرکے سخنان کاملان کو تہِ دل سے فکر کرے یا آنکہ اپنی دانش کاملہ کے ذریعہ سے حالات نیرنگی زمانہ کو سوچے - تو ضرور ہے کہ اس کو اپنی گذشتہ زندگی پر پشیمانی پیدا ہو گی اور آیندہ کے لئے اپنی بہبودی کی طرف مائل ہو کر صحبت عارفان وعمل بر سخن ایشان ونفرت از لذاتِ دنیا وقناعت از آرزوئے ترقی مال وحشم اختیار کرے گا - ورنہ مثل نرگاؤ کے چشم بند چہار اطراف چاہ عیالداری کی گشت کرتا رہیگا - تمام اشیاء دنیا خیالی ہیں - انکی حصولی سے جاہل کو خوشی ہوتی ہے عارف کو یہ تمام اشیاء اپنی طرف کھینچ نہیں سکتیں کیونکہ اُس کی نگاہ میں یہ تمام ہنگامہ خیال وخواب کا ہے یا صرف آب سراب کی طرح دھوکا ہے - جسم کی اُلفت وانانیت سے اِن جیو پر صدہا صدمے نازل ہوتے

ہیں۔ آپ کو پہچاننے سے تمام طلسمات جہان کا پردہ ایک لحظہ میں کھل جاتا ہے
جسم عناصر اربعہ سے مرکب ہے اور اس میں رہنے والا آتما پاک اور عین علم و نور ہے
اپنی بے علمی سے آپ کو جسم ماننے لگا ہے اور تمام تکلیف اس جہان اور آیندہ
جہان کی اسکے واسطے مقرر ہوئی ہیں اگر انسان آپ کو بذریعہ وچار اور ست سنگ
جسم سے جدا جانکر صرف ست چت آنند آتما جانے تو مکت ہوکر پرماتما روپ
ہو جاتا ہے۔ دنیا میں سوائے سردردی کے اور کچھ حاصل نہیں۔ اپنے سروپ
مین مگن رہنا ہی آنند ہے ۞

گل دہم

ان لوگوں کی سعادتمندی قابل تعریف ہے جو اپنے وقت کی ترقی میں ہرگز
غفلت نہیں کرتے لذات دنیا میں گرفتار نہیں ہوتے بلکہ ان کو ہمیشہ زہر کے برابر سمجھکر
من کو قابو میں رکھتے ہیں اور ابھیاس کرنے میں ایک دن بھی تغافل نہیں کرتے
کیونکہ ایک دن کے ناغہ سے بہت کمی ہو جاتی ہے گوشہ میں یکجا بیٹھکر اور تمام
اطراف سے خیال کو روک کر آتما میں مگن ہوتے ہیں۔ یہ جہان مثل گرم دھوپ
کے تپا ہوا ہے اور آتما شانت سرور یعنے چشمہ آرام و سردی ہے یہ نہ سمجھو کہ ابھی

تم نو عمر ہو بلکہ اِس عمر کو غنیمت سمجھکر خوب طور پر اپنے نفس امّارہ کو مغلوب رکھو
دائیما شادان و آنند روپ رہو۔ جہاں نہ ہؤا ہے نہ ہے نہ ہوگا یقین
واثق سمجھو اگرچہ انسان کو دائیما ست سنگ سے اثر پیدا ہوجاتا ہے لیکن تاہم
احتیاط واجب ہے کیونکہ مَن ایسی متحرّک طاقت ہے کہ ایک لحظہ میں یہہ
راغب بہ آزادی ہوجاتا ہے اور دوسرے لحظہ میں اِس جیسا گرفتار کوئی
نہیں ہوتا۔ لحظہ میں عرش معنے پر پرواز کرکے لاہوت کے باغ میں مقیم ہوتا ہے اور
دوسرے لحظہ میں فرش صورت پر نزول پاکر آشیانہ یا قفس ناسوت میں گرفتار
ہوجاتا ہے۔ پس مناسب ہے کہ ہروقت وہر لحظہ وہر فعل میں اپنی برتی کو سروپ
آکار یعنے ذات حق میں محور رکھو نام روپ یعنے اسم وصف پر بالکل نگاہ
نہ کرو اور نہ دل کو باندہو۔ تمام اشیاء کو ست۔ بہانت۔ پری یعنے ہستی
علم۔ سرور دیکھو دل میں ہمیشہ خواہش قطع تعلّق کی رکھا کرو۔ کیونکہ جو آرزو
دل میں پختہ ہوتی ہے اُس کا ثمرہ ضرور ایک روز ملتا ہے۔ رشتہ داروں کی
رضی کے پابند اس قدر نہ ہو کہ تم مثل خر کے بار تعلّق سے لادکر جس راہ سے
چاہیں لیجاویں بلکہ مثل شیر ژیان آپ کو سمبہالو اور قفس آہنی تعلّق کو پنجہ
ابہیاس و ویراگ سے توڑو۔ دنیا میں کسی کو قیام نہیں۔ پس جو وقت دشت

آزادگی کی سیر میں گذرے وہ غنیمت ہے صحبت عارفان میں اپنے وقت کو خوش رکھو۔

بیت

ناسخ نہو جو مگس خوانِ اغنیا یاد آیا یہ مجھے لبِ نانِ جویں سے

دیگر

عیشِ دنیا را بقائے نیست دیدی غنچہ را یک تبسم کرد و عمرے در پریشانی گذشت

دیگر

جان بجانان دہ وگرنہ از تو بستاند اجل خود تو منصف باش اے دل این نکو یا آن نکو

گُلِ یازدہم

ضرور اس مَن کا ایسا حال ہے کہ ہمیشہ ایک صورت پر نہیں رہتا لیکن یادگاری سُخنان عارفان اِس کو اپنی عادت شیطانی سے باز رکھکر راہ راست کیطرف روانہ کرتی ہے۔ مَن مثل بچھیرے کے ہے جو اپنی مادر کے پیچھے اور آگے کودتا پھاندتا رہتا ہے۔ مادر کون ہے اودیا یعنے غفلت۔ کودنا کیا ہے کبھی کسی لذّت کی طرف مائل ہونا اور کبھی کسی طرف۔ جب اِس مَن کو مرضی موافق اسباب لذّات نفسانی و عیش جسمانی حاصل ہوتے ہیں اُس وقت شادان ہوکر پھولتا ہے و جب

برخلاف مرضی ہوتے ہیں تو رنجیدہ ہو کر سنکچ جاتا ہے۔ لیکن یہ حالت من کی بباعث نادانی از علم توحید و تمیز حق و باطل ہوتی ہے جب اس میں تمیز حق و باطل آتی ہے اُس وقت اس کو اپنی کردنی سے پشیمانی ہوتی ہے جو اُسکی رکاوٹ کا باعث ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ جب من میں اضطراب ہوتا ہے اُسوقت تمام لذات گم ہو جاتی ہیں اور نہایت بیقراری رونما ہوتی ہی اندھیری سی چھا جاتی ہے۔ لیکن یکجا کرنیکا چارہ صرف یہی ہے کہ جب یہ پریشان ہونے لگے اُس وقت اُسکو روکے۔ وچار کرے۔ جس چیز کی طرف مائل ہو اُسکے عیوب کو سوچکر اُس طرف سے اُسکو روک رکھے۔ گذشتہ کا خیال نہ کرے۔ آئندہ کا فکر نہ کرے صرف حال میں شادی و غمی سے فارغ ہو کر گذران کرتا رہے۔ فرصت یا بیکاری کے وقت من کو ہرگز اختیار نہ دیوے۔ کہ اپنے کردار ظاہر کرے۔ بلکہ اس پر ایسا نگران رہے کہ اس کو سوائے یادگاری سروپ و سخن عارفان کی اور کوئی خیال نہ ہو کیونکہ جہاں کوئی چیز نہیں صرف خیال کا نام جہاں ہے جب تک کثرت یعنے انیکتا کی طرف خیال مائل ہوتا ہے اُس وقت تک بیقراری و بے آرامی ہوتی ہے اور جب وحدت میں مستغرق ہوتا ہے اُسوقت قرار و آرام ہوتا ہے پس مناسب ہے کہ ہرگز اس من پر کہ جسکا سروپ سنکلپ یعنے خیال ہے اعتماد نکرنا چاہیے

ایک اور علاج اس کے روکنے کا یہ ہے کہ جہاں مَن جاوے وہیں تم ہم کبھی جو کچھہ نظر میں آوے یا جو آواز سنائی دیوے یا جو احاطۂ فکر میں آوے سب کو ادوئیت ۔ نروکار ۔ ست ۔ چت ۔ آنند ۔ آتما دیکھے ۔ نہ آپ کو دیکھے نہ غیر کو دیکھے نہ خیال کو نہ کسی دوسری چیز کو ۔ جب اس صورت سی نظر قایم ہو گئی تب ہمیشہ آنند رہیگا ۔ آپ کو جسم سے فارغ جاننا بھی ایک عمدہ علاج گرفتاری مَن کا ہے ۔ اخلاق ذمیمہ سے اجتناب بھی نفس امّارہ کو سرزنش ہے صحبت کا قدر مہجوری میں معلوم ہوتا ہے موجودگی میں تھوڑا قدر ہوتا ہی منصف مزاج کو ہر وقت ایک جیسا ہے ۔ حالات زمانہ سے چشم پوش رہنا گویا عافیت دارین حاصل کرنا ہے ۔ آزادگی نعمت عظیم ہے بجز آزادگی سر مو آرام اس دار ناپائدار میں نہیں ہے ۔ سوائے قناعت کے کسی کو سیری نہیں ۔ قناعت دولت عظیم ہے ۔

گُل دوازدہم

معاملات دُنیاوی میں بڑی بڑی خرابیاں ہوتی ہیں ۔ جس قدر خواہش اور غضب زیادہ ہوتے ہیں اُسی قدر بے توقیر اور پریشان ہوتا ہے ۔ بادشاہ لوگ حرص اور غصّہ کے غلام ہیں ۔ دائما اُن کی متابعت میں صدہا طرح کی تکالیف

برداشت کرتے ہیں۔ اب ظاہر حال اس جہان میں بادشاہ کے برابر کوئی آسودہ
حال نہیں ہوتا۔ مگر باطن میں اس جیسا کوئی خراب نہیں ہوتا۔ جس قدر مال
اُسی قدر وبال۔ اگرچہ اس جہان میں زر نہایت عزیز ہو رہی ہے اور اسکے
لئے تمام لوگ خواہ کہ خواہ سرگردان ہیں۔ کردنی ناکردنی سب کرتے ہیں مگر
اس سے بُجز کارروائی کے کوئی آرام نہیں ملتا لیکن کارروائی کا خیال کسی کو
نہیں سب کوئی اس کے جمع کرنے میں مصروف ہو رہا ہے سو یہ محض نادانی ہے
اس کے جمع کرنے سے سراسر دردی اور غمخواری ہوتی ہے کسی قسم کا آرام
حاصل نہیں ہوتا۔ اسواسطے گیانوان دور اندیش اسکی حُب سے دل کو پاک رکھتے
ہیں جسم کی کارروائی کو پراربدھ پر چھوڑ دیتے ہیں سو بخوبی ہوتی ہے۔ کیونکہ جب
تک پراربدھ ہے تب تک سریر زندہ رہتا ہے جب پراربدھ تمام ہوگئی
اُس وقت سریر ناس ہو جاوے گا۔ جب یہ حال ہے تو کیا اندیشہ۔ صرف تھوڑا
پرکھارتھ جسم کی پرورش کے لئے واجب ہے۔ جو لوگ جسم کی کارروائی
کو پراربدھ پر چھوڑتے ہیں اور آتم گیان کی طرف پرکھارتھ کرتے ہیں وے
قید زادن و مُردن سے نجات پاتے ہیں جو عمل تمام عمر دالنشین ہوتا ہے وہی
اخیر وقت پر یاد آتا ہے۔ بُجز ابھیاس کے کوئی کام خواہ دینی ہو خواہ دنیوی

مکمل نہیں ہوسکتا۔ پس مناسب ہے کہ خیال کو روکنے اور جگت کو جھوٹھا یقین
کرنے اور آتما کا وچار کرنیکا ابھیاس کرتا رہے۔ تعلق کے رشتے قطع کرے۔
اُلفت وخشم وطمع وشہوت وانانیت وخودستائی وکینہ وبغض وحسد کو دل سے دور
کرے۔ پرماتما کو ہر جگہ دیکھے۔ کوئی کام بغیر وچار کے نکرے۔ گوشہ نشینی و آزادگی
صحبت جہلا سے پرہیز۔ اوضاع زمانہ سے چشم پوشی۔ ان کاموں سے انسان
نہائت آرام میں رہتا ہے۔ سوائے آزادگی کے کسی صورت سے زندگی
بآرام نہیں گذر سکتی ۞

گل سیزدہم

زہے نصیب اُن لوگوں کے ہیں کہ جن کو اس جسم خاکی میں جگت کی طرف سے
ویراگ پیدا ہو کر ست پرماتما کی طرف میل ہوا ہے۔ یہ تمام کچھ صرف دیدنی ہی گیان
نام فہمید کا ہے۔ کوئی ظاہر محنت اعضا یا قواء کی تحصیل معرفت کے لئے درکار
نہیں۔ صرف خیال کو پھیرنا ہے۔ یعنے بجائے کام (شہوت) کے جتت (ضبط) کو دل میں قائم کرنا
ہے وبجائے کرودھ (غصہ) کے دھیرج (حوصلہ) وبجائے لوبھ (طمع) کے سنتوکھ (صبر) وبجائے موہ (الفت) کے
ویراگ (ترک) وبجائے آہنکار (انانیت) کے وچار (دانش) پیدا کرنے ہیں اور ہر وقت دل کی طرف

متوجّہ ہو کر اُس کو خواہش ہائے الوان سے روکنا اور لذّات نفسانی کی طرف مائل نہونے دینا۔ مَن میں دائیما یہی سوچ رکھنا کہ نہ میں سریر ہوں اور نہ میرا سریر ہے میں اندریاں ہوں نہ میری اندریاں ہیں۔ بلکہ اِن سب کا شاہد اور سب کا روشن کنندہ میں پورن ست چت آنند آتما ہوں۔ یہہ وچار ہر وقت اگر مَن میں قایم رہے تو تمام آفات ارضی و سماوی سے مامون و محفوظ رہکر واصل بذاتِ حق ہوتا ہے اور جہان میں گذارہ کے لئے خوش خُلقی۔ تواضع۔ راستگوئی۔ حوصلہ۔ کنارہ گیری۔ قناعت۔ صبر۔ حلم۔ خاموشی و صحبت عارفان۔ اجتناب از جاہلاں اختیار کرے۔ مثل مسافر آپ کو سمجھکر زندگی بسر کرکے جان بحق تسلیم کرے۔ زندگی مثل حباب ہے۔ لحظہ بلحظہ اس کا رنگ کچھ اور کا اور ہی ہوتا جاتا ھے۔ حال کا دم غنیمت ہے۔ گذشتہ ہاتھ نہیں آتا۔ آئندہ کی کچھ خبر نہیں۔ ثابت ہوا کہ ہمارا ایک ہی دم ہے۔ حیف ہے کہ اس ایک دم کے لئے ہنگامہ برپا کرکے اپنی جان کو گرفتار کرکے خالی ہاتھوں مرجانا ایک تو یہہ سر آفت عظیم ہے۔ دوسرا خواہش کو بڑھا کر دائیما اُس کے پورا کرنے میں مُبتلا رہنا آفت در آفت بلا در بلا ہے ॥

گُل چہارم

کام (شہوت) - کرودھ (غصہ) - لوبھ (طمع) - موہ (الفت) - اہنکار (انانیت) - نہائت ہی زور آور ہیں ہمیشہ
جیو کو سرگردان و پامال رکھتے ہیں - ان پر غالب آنا نہائت ہی جوانمردی اور
عالی ہمتی سے وچار و ست سنگ کے ذریعے سے بآسانی مغلوب ہو جاتی ہیں -
جب کام کا خیال دل میں جاگیر ہو تو اُس وقت اُسکے عیوب کو سوچکر خیال کو اُسطرف
سے باز رکھے او رجت (ضبط) میں جو اُسکے مخالف عادت سے قائم ہووے اسی طرح
کرودھ کے وقت دھیرج (حوصلہ) اور لوبھ کے وقت سنتوکھ (قناعت) - موہ کے وقت ویراگ (ترک) اور
اہنکار کے وقت وچار (دانش) کرے - جب اُن کے بجائے یہہ دلنشین ہو گئی تو پھر ہر صورت
سے آرام رہیگا - فی الحقیقت اُن تمام میں سے کام بہت زور آور ہے جسم کی
حالت پر بھی اس کا ہونا یا نہ ہونا بہت منحصر ہے یعنے اگر جسم فربہ اور مقوّی ہو
تو غلبہ شہوت کا بھی زیادہ ہوتا ہے اور اگر جسم لاغر اور ناتوان ہو تو غلبہ
بھی کم ہوتا ہے اور یہہ بات بھی عموماً نہیں - خیال پر بھی بہت کچھ منحصر ہے -
اگر خیال ایک طرف لگا رہے اور دوسری طرف راغب ہونیکی اُسکو فرصت
نہ ملے تو کیا مقدور ہے کہ کام (شہوت) اپنا زور دل میں پیدا کر سکے یہہ صرف بیکاری یعنے بیدماغی

سے ہے کہ خیال اِدہر اُدہر بھٹکتا پھرتا ہے اگر اسپر پورا پورا ضبط و چارکا ڈالا جاوے تو اپنی عادت سے باز رہکر آرام اختیار کرتا ہے - دوسرا ایام جوانی کے نہایت زور آور ہوتے ہیں - اس عمر میں نفس پر قابو ڈالنا تحسین ہے ؂

گل یازدہم

فرد

بہ پیری ہر کس از خوف مرگ فکر کند صد آفریں بر آن کس کہ میکند بہ شباب

دیگر

جوانی بر سر کوچ است فرصت دان جوانی را دوبارہ کس نمے یابد متاعِ رائگانی را

اگر موسم شباب میں ویراگ اور وچار دل نشیں ہوں تو نہایت ہی خوش نصیبی ہے - کیونکہ یہ عمر تمام لذات کا گھر ہے اور تمام عیوب کی کان ہے ہر عضو شیطنت کی طرف مائل ہوتا ہے - سالکان عامل و عارفان کامل نے اس عمر کی نسبت بہت کچھ لکھا ہے اور قسم قسم کی تدابیر اس عمر کے لئے قلمبند کی ہیں - مگر سب سے عمدہ و آسان تجویز یہی ہے کہ بد صحبت سے پرہیز کرے - عیاش و زانی و قمار باز و خلاف گو و نزاع گو سے چار چشمی بھی نہ کرے اور نیک صحبت کیطرف مائل ہو کر

اُن کے سخنان پر عمل کرے - بزرگ کا سخن ایسا اثر رکھتا ہے کہ اگر کوئی شخص بے وقوفی کی شراب سے مدہوش ہوکر اُن کی تعمیل سے سرکش ہو تو کافی سزا پاتا ہی اور کئی اور تکالیف اُٹھاتا ہے مگر افسوس ہے - کہ پھر بھی عبرت نہیں آتی - اور نہ اُس کام سے باز آتا ہے - غفلت نے انسان کو ایسا مغلوب کیا ہے - کہ تمیز حق و باطل اس سے جاتی رہتی ہے - یہ سمجھتا ہے - کہ ابھی میں لڑکا ہوں - جوان ہوں ابھی تو لذات دنیا و بازیہائے زمانہ کی خوشیاں حاصل کروں - آئندہ دیکھا جاوے گا - یہ نہیں دیکھتا - کہ موت ایسی زور آور - اور بیرحم ہے - کہ نہ وہ لڑکے کو چھوڑتی ہے - اور نہ جوان کو - سب کو ناگہان چوٹی سے پکڑ پائمال کرتی ہے - ایسی موت سے غافل ہوکر واہیات کاموں میں ایسی بے بہا عمر کو ضایع کرنا - نہائیت ہی بیدانشی و کوتہ اندیشی ہے - افسوس صد افسوس ایسے نادان کے حال پر ہے - ہر وقت موت کو حاضر جاننے سے دل بازی زمانہ سے - نافرو خیالات شہوت و غضب سے سرد رہتا ہے - جسم کیا چیز ہے - گویا شہوت و غضب و اُلفت و انانیت جو مثل وحوش ہیں - اُن کے رہنے کا جنگل ہے - ناپاک اشیاء سے اس کی ترکیب ہے - دُکھوں اور بیماریوں کا گھر ہے - رنج و راحت اسکی دو مونس ہیں - ایسے ناقص وجود پر نازاں ہونا دانائی سے بعید ہی - ہمیشہ اپنی سر وپ

کو خیال رکھنا - کیا سروپ ہے - سدا آنند روپ - قائم بذات خود - تبدیلات
زمانہ سے مبرا - بے صورت - عین ہستی و علم و سرور - ہمیشہ واصل او اپنا آپ
اس سروپ میں قائیم ہونے سے - تمام آفات زمانہ سے نجات حاصل ہوتی ہے
سوائے اس کے اور کوئی ذریعہ رستگاری کا نہیں ؞

گلستان دہم

عین ہستی علم سرور میں دعا یا استدعا خیر و عافیت عقل طفلانہ سے ہے
تندرستی و یکساں حالی جسم بعید از امکان ہے - ہر دو صورت میں فراغت
حاصل ہے - ضرور صحبت کاملان میں اپنے اوقات بسر کرنا پُر از فوائد عظیم ہے
اور کسی طرح سے نقدی عمر سود مند نہیں - صرف آزادگی و ہمدمی با صاحبدلاں
نقدی حیات کے صرف کرنے میں عمدہ طریقہ ہے - ہر صورت میں وقت گذر رہا
ہے - وقت کے ضبط کرنے میں کوئی علاج کارگر نہیں - لیکن یہ وقت اگر
استغراق ذات حق یا وچار کتب ایزدی یا صحبت عارفاں میں اپنی حرکت
طے کرے تو اس کا لحظ لحظ قیمتی ہوتا ہے - ورنہ مثل سبوچہ چرخ چاہ بار بار
حالات ناسوت و ملکوت و جبروت میں آمد و رفت ہے جہاں صرف تماشا گاہ

ہے۔ جس میں چرخ آفتاب کے چکّر روز و شب میں انسان و فرشتہ چرند و پرند مثل تُتلیوں کے گردش پا رہے ہیں۔ گاہ زیر۔ گاہ بالا۔ گاہ بیداری۔ گاہ خواب بار بار وہی کار۔ کبھی جیت۔ کبھی ہار۔ وا ئیا وہی ناچ۔ ایسی گردش میں پائمال ہوتے جاتے ہیں۔ دُنیا کے کاروبار۔ نہ آگے پورے ہوئے ہیں نہ اب ہوتے ہیں۔ اور نہ آئیندہ ہوں گے۔ یہہ ہمیشہ ایسے ہی ناتمام رہیں گے۔ ابتدا و انتہا میں بجز بیخبری کے آج تک کسی کو کچھہ خبر نہیں ہوئی۔ صرف درمیانی حالت کا جھگڑا پڑا ہوا ہے۔ سو اس کے لئے عمدہ طریقہ یہی ہے۔ کہ اپنے سروپ کو پہچان کر گوشۂ آزادی میں ویراگ و وچار۔ و ہیچ و سنتوکھ سے اپنی عمر کو صرف کرے۔ صحبت دنیاداراں سے کبھی فائدہ حقیقی حاصل نہیں ہوتا۔ اُنکی تقریر سے ہمیشہ زیادتی مال و اولاد یا املاک کی بو آتی ہے۔ سو اس بو سے دل پُر ہو کر اپنے تودۂ طوفان اُٹھانے لگتا ہے۔ نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ کسی ایسے دام میں اُلجھا کر پھنساتا ہے۔ کہ جہاں سے نکلنا تا دمِ مرگ دشوار بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ پس ان لوگوں کی صحبت سے جس قدر اجتناب ہو اُسی قدر دل میں ترقی آرام متصوّر ہے۔ حرص جمع کرنے مال کا بھی اِس کا بھاری دشمن ہے۔ ہر قسم کا ضبط رکھنا نفس پر درکار ہے۔ کیونکہ مَن جس کا نام ہے۔ وہ نہایت تیز رو طاقت ہے

کوئی چارہ اُس کے ضبط کرنیکا سوائے وائیما وچار کے معلوم نہیں ہوتا جنکو ہمیشہ وچار سے کام ہے اُن کو ہمیشہ مَن پر ظفر ہوتی ہے اور جنہوں نے وچار کو فراموش کیا ہے سوا اِس مَن کے دام تزویر میں اگر پڑے خوار ہوتے ہیں ۔ فرد

آن خصم نیست نفس کز احسان شود مطیع

غافل مشو کہ تربیتِ شیر می کنی

گُل ہفتدہم

جسم دائیما یکساں حال پر نہیں رہتا۔ گاہ دُکھ گاہ سُکھ کبھی طفل۔ کبھی جوان کبھی پیر اور کبھی مُردہ بنکر خاک میں ملجاتا ہے۔ دُکھوں کی کان ہے۔ تتاویش والام کا گھر ہے۔ کام و کرودھ و لوبھ و موہ واہنکار کے رہنے کا مکان ہے تمام قسم کے عیوب اِس میں بھرے ہوئے ہیں شب و روز کی بھوک و پیاس اسکو بیماری ہے کہ جس سے جیو عاجز ہو گیا ہے۔ ایسے جسم کی کیا حالت بیان کیجاوے اس کے تعلق سے صدہا طرح کے عیوب سے معیوب ہو رہا ہے۔ ورنہ آتما سدا اشکھہ سروپ۔ نراکار۔ نام و صورت سے فارغ ہے۔ اس کی صحبت سے دُکھی۔ موٹا۔ پتلا۔ فلاں نام والا۔ کالا۔ لال۔ پیلا۔ فلانے کا بیٹا وغیرہ کہلاتا ہے۔ تمام

آفات زمانہ صرف جسم کی صحبت سے جیو پر نازل ہیں۔ اور بباعث غفلت کے آپکو بھی جسم ماننے لگا ہے۔ اِس واسطے اِس کی ناتوانی پر غمگین ہوتا ہے۔ دائیما اِس کے فربہ کرنے میں اور اِسکو خور و نوش سے پُر کرنے میں مصروف ہے۔ اِسکی بیوفائی پر دہ نگاہ نہیں کرتا کہ ساری عمر کا کھایا پیا ایک لحظ میں حرام کر دیتا ہے۔ اور جس قدر یہ فربہ و توانا ہوتا ہے اُسی قدر روح لاغر و ناتواں ہوتا ہے۔ حواس غالب ہوکر اُسکو نابینا کر دیتے ہیں۔ ہمیشہ دام زن و دولت میں گرفتار رکھتی ہیں۔ ضعیف ہو جاتا ہے۔ مگر پھر بھی حرص رہتی ہے۔ کہ مجھکو اچھی چیز کھانے اور خوبصورت عورت بغلگیری کرنے کو ملے۔ حیف صد حیف کہ بباعث غفلت کے تمام عمر بیتیا تخانہ پر مائل رہتا ہے۔ اور اُس چیز کی خوشی حاصل کرنے میں اپنی نقدی عمر صرف کرتا ہے۔ کہ جو ایک روز مثل لکڑی کے بیجان ہو جاوے گی اور نیست و نابود ہوکر سارا نشان گنواوے گی۔ اس لئے گیانوان اِس سریر سے آپ کو الگ جانکر الفت سے فارغ ہو گئے ہیں۔ اِس کے دُکھ سُکھ میں یکساں رہتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ اُس کی پراربدھ ہے۔ اُس نے بھوگنی ہے۔ پراربدھ سوائے بھوگ کے نہیں ٹلتی۔ اس لئے وہ جانتے تو انا رہے یا ناتوان ہووے یا سُرخ رہے یا زرد۔ آتما اِس سے فارغ سدا آنند سروپ ہے ۰

گل ُشتدہم

سوال۔ جہان میں جب اشخاص دولت مند و صاحب اولاد وغیرہ ہی آسودہ و سیر ہیں۔ تو آتم گیان کی کیا فضیلت ہے ؟

جواب۔ درحقیقت ظاہراً اہل دول و صاحب اولاد و دیگر ذیشان سیر و آسودہ اور پُر سرور معلوم ہوتے ہیں۔ مگر اُن کا سرور سیری غیر چیز پر منحصر ہے۔ کہ جس کے گم ہوجانے کی کسی نہ کسی وقت میں اُمید واثق ہے۔ کیونکہ تمام اشیاء از قسم دولت و اولاد و منزلت وقت سے موجود ہوئے ہیں۔ اور وقت میں معدوم ہوجاوینگی۔ اس لئے سیری و آسودگی و سرور جو اُن کے اتفاق سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ بھی وقت کی قید پر مُنحصر ہے۔ پس جو چیز وقت کی قید پر منحصر ہے۔ اُس کو سرور سرمدی و فراغت از ہجوم الوم کی تشبیہ دینا بعید از دوراندیشی ہے۔ کیونکہ تمام چیزیں فانی اور زوال پذیر ہیں جس طرح ایک وقت میں ظہور پاکر باعث سرور بیدائش انسان کا ہوئی ہیں۔ اسی طرح دیگر وقت صورت معدومی میں مُتبدل ہوکر اُس کے غم والم کا ذریعہ ہوتی ہیں اور خصوصاً ان کی تحصیل سے جو تسلی اور خوشی انسان کو ہو رہی ہے۔ وہ صرف اُس کی کوتہ اندیشی

ہے۔ کیونکہ ہر آن و ہر لحظہ میں اِنکا تغیر و تبدل اور اُن سے مہجوری ظاہر ثابت ہے۔ دیکھئے۔ جاگرت یعنے عالم ناسوت میں جو سامان دبدبہ و شان کا انسان کو مہیا ہے۔ وہ تمام ہی سپنے یعنے عالم ملکوت میں اُس سے جُدا ہو کر بحر عدم میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور قوت لطیف سے جو کچھ عالم ملکوت میں اپنے ساتھ شریک دیکھتا ہے۔ وہ تمام ہی سکھوپت یعنے عالم جبروت میں نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ کسی شے کا تعلق نام و نشان اور جسمانی تعلق کا اندیشہ نہیں رہتا۔ صرف حالت سرور ہوتی ہے۔ مگر عوام النّاس اُس سرور کو بحالت علم اپنی گذارتے ہیں۔ چنانچہ مولانا روم نے فرمایا ہے ؎

شب ز زندان بیخبر زندانیاں　　شب ز دولت بیخبر سلطانیاں

نے غم و اندیشۂ سود و زیاں　　نے خیالِ ایں فلان و آں فلاں

پس جب اِن حالات میں جو ہر آن و ہر لحظہ آن پر وارد ہیں یہ چیزیں برابر قایم نہ رہیں۔ تو کس حالت میں اس کو سیری و آسودگی و سرور و فراغت دینے والی ہونگی۔ ایسی بے ثبات حالت دولت و اولاد و دبدبہ دُنیوی کی دریافت کر کے شائقین صادق نے انکی طرف سے اپنے خیال کو اٹھا کر قایم و یکساں ذات کیطرف مایل کیا ہے۔ کیونکہ آتم گیان سے جو سرور حاصل ہوتا ہے۔ وہ ہر حالت

یعنے ناسوت و ملکوت و جبروت میں یکساں و قایم رہتا ہے۔ اور کسیوقت کی
قید اُسپر عاید ہو کر زایل نہیں کر سکتی۔ کیونکہ آتما قید ازمنہ ثلاثہ سے مُبرا ہے۔
اور سب کا اپنا آپ ہے۔ اس لئے اسکے گیان سے جو سرور و آسودگی حاصل
ہوتی ہے۔ وہ کسی غیر چیز پر مُنحصر نہیں۔ اور نہ کسی حالت میں تغیر و تبدیل پذیر ہے۔ بلکہ ہر حال
میں یکساں و ثابت ہے۔ بس جہان کی دیگر نعمتوں سے آتم گیان برتر و افضل
ہے۔ اس کی بھجوری کا خوف کسی حالت کے آنے و جانے سے نہیں ہوتا۔ جسم ہے
یا معدوم ہو جاوے یا دیگر کوئی عجیب وقوعہ آوے۔ ہر حال میں آتما قایم بذات
خود ہے۔ اس لئے جو سرور و تسلی آتم گیان سے مُیسر ہوتی ہے۔ وہ بھی دائما قایم
و جا بگیر ہے۔ جس کے تحصیل سے تمام خواہش دُنیوی و دینی میسر ہو جاتی ہیں کسی
چیز کی طرف جو خیال سے موجود ہو کر صورت تعین میں قائیم ہو رہی ہے میل
نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے دُنیادار و صاحب اولاد کی خواہش و حرص و ہوا بجائے
سیر ہونے کے دائما زیادتی کی طرف مائل و راجع رہتی ہے۔ جس قدر امور دنیاوی
یعنے دولت و اولاد و رُتبہ کی زیادتی جاتی ہے۔ اُسی قدر خواہش تیز ہوتی
جاتی ہے۔ جس طرح کہ آتش میں جس قدر ہیزم سوختنی یا روغن وغیرہ ڈالا جاوے
اُس قدر شعلہ اور وسوزاں ہوتی ہے۔ ان اشیاء سے سیری اور سیری کی اُمید

رکھنی محض نابینائی و ناعاقبت اندیشی میں داخل ہے۔ اس لئے عاشقان حقیقی نے تمام جہان ومافیہا کو بلکہ بہشت و عرش تک کو خیال سمجھکر اس سے آئینہ دل کو صاف و پاک کرکے آتم گیان سے جو دائمًا حاصل ہے۔ نائل کیا ہے۔ اور اب بھی واجب ہے کہ جسکو عشق حق میں شوق صادق ہو وہ ان امور کی موجودگی و ناموجودگی کو کما حقہٗ دریافت کرکے اُن سے دل اُٹھاوے کیونکہ ان سے دلکو صاف و پاک کرکے آتم گیان کی طرف مائل کرنا اور اُس کو اپنے شوق و محنت و دانش سے درجہ حق الیقین پر پہنچانا سرور سرمدی کو حاصل کرنا ہے۔ سوائے اسکے اور کسی وسیلے سے انسان کو نجات و آسودگی حاصل نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں آتما سرب (کل) کا اپنا آپ ہے اور دائمًا حاصل موجود ہے اسکے حاصل کرنے میں سوائے وہم دوئی کے دور کرنے کے اور کوئی محنت کرنی نہیں پڑتی اور دیگر اشیا از قسم دولت و اولاد وغیرہ کے حاصل کرنے میں ہزارہا طرح کے رنج و ترددات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ ان تمام اشیائ و مدارج پر آتم گیان کی خصوصیت و فضیلت ہے۔

گُل نوزدہم

موت دو قسم پر منقسم ہے۔ ایک موت طبعی دوم موت ارادی۔ طبعی وہ ہے جو وقت

پر ہر کس پر نازل ہوتی ہے۔ اور ارادی وہ ہے جو عین حیات میں اختیار کی جاوے
یعنے نفس کو خیال شہوت و غصہ و طمع و انانیت و تکبر و حسد و غیرت و بخل و کینہ
و بدخلقی وغیرہ شیطانی عادات سے باز رکھکر شناخت الٰہی میں مائل کیا جاوے
اور جو جو مصائب و مشقتیں راہ حق میں درپیش ہوتی ہیں اُن کو بخوشی برداشت کر کے
واصل بحق ہووے۔ جو شخص موت ارادی کو اختیار کرتا ہے۔ اُسکو موت
طبعی سے ہرگز بھی خوف نہین۔ بقول دانا ؎

یا بد ز اجل چاشنئ قند مکرر   در زندگی آن کس کہ بمیرد بہ ارادہ

انسان وہ ہے جو موت ارادی کو اختیار کر کے خود شناس ہو اور تعلق ظاہری کر
دلکو صاف کر کے حق سے واصل ہو کر اپنی عمر کو بسر کرے۔ اُسکا جنم مفید مطلب ہے
ورنہ تمام مخلوقات مثل کیڑوں کے پیدا ہو کر مرتے ہیں ؏

گُل بستم

میری رائے میں تو تمام جہان خیانت دار ہو رہا ہے۔ کیونکہ سب کوئی
کہتا ہے کہ یہہ میرا گھر ہے۔ یہہ میرا اسباب ہے۔ یہہ میری دولت ہے۔
یہہ میری جائیداد ہے۔ ایشور جو سارے جگت کا مالک ہے۔ اُسکا کوئی نام بھی نہیں

لیتا - سارے اپنے اپنے گھر میں ایشور بنے ہوئے ہیں - دیکھئے یہی باعث ہے کہ جیو دُکھ پا رہے ہیں - کیونکہ امانت میں خیانت کر کے اصل مالک ایشور کو درمیان سے اُٹھا کر خود مالک بن گئے ہیں - اور ہزار ہا قسم کے تنازعہ وغیرہ کرتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ جو چیز میری پیدائش سے اوّل تھی - اور مرگ کے بعد بھی رہیگی میں اُس کی موجودگی میں پیدا ہوا ہوں - اور پھر اُس کے ہوتے ہی چلا جاتا ہوں - پس میں اُس کا مالک کس طرح ہوں - اُس کا مالک وہ ہونا چاہئے - جو اُسکے یعنے جہان کی پیدائش سے اوّل تھا - اور جہان کی فنا کے بعد قایم رہیگا - سو ایشور ہے - ہم تمام لوگ مثل چرندوں و پرندوں کے اس جہان میں عارضی صورت سے گذارہ کر کے چلے جاتے ہیں - اور پھر ہمارے جیسے بیشمار ہوئے ہیں - اور ہونگے - مِلکیت کس کی بن سکتی ہے - سو یہ غفلت انسان کو باعث گرفتاری ہے - کوئی شخص اگر خواب کا سامان دیکھکر آپ کو اُس کا مالک مانے تو وہ مورکھ ہے - کیونکہ حالت بیداری میں اُس کی ملکیت اور سامان دور ہو جاویگا - یہ تمام تو وہ طوفان و وہم باطل ہے - پرماتما کے اگیان سے یہ جہان یقین ہو رہا ہے - ورنہ نہ کوئی جہان ہے - اور نہ کوئی جہان کا سامان ہے - مُکت وہی ہے - جو کسی چیز میں محبت یعنے مَیَن - میری نہیں کرتا بلکہ سر تک بھی اپنا نہیں سمجھتا - آپکو سب

الگ اور سب کا شاہد ست چت آنند روپ جانتا ہے اور کسی حال میں شادان و غمگین نہیں ہوتا۔ نفع و نقصان کو برابر دوست و دشمن۔ اپنا و بیگانہ۔ زر و خاک زہر و آبحیات۔ بادشاہ و غریب کو یکساں جانتا ہے اور دیکھتا ہے۔ مدعا کی حصولی و غیر حصولی میں برابر رہتا ہے۔ پرار بدہ کو اپنے سریر کی کارروائی کے واسطے ذریعہ رکھتا ہے۔ ایسا پرکھ جیون مکت گیانوان پرمیشر روپ ہے۔ ورنہ آپ کو تمام اشخاص اچھا جانتے ہیں۔ کوئی نہیں کہتا کہ مَیں برا ہوں۔ کیونکہ یہ مَیں انسان کو نہائیت ہی خراب کر رہی ہے۔ جب انسان الٹ کر اپنے اعمالنامہ کو دیکھتا ہے۔ اس وقت اس کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حال ہے ورنہ دوسروں کے عیب پر نگاہ کر سکتا ہے۔ اور اپنے عیب کو نہیں دیکھ سکتا۔ اس لئے چاہ غفلت میں گرفتار ہو کر مثل سبو چہ چرخ چاہ بار بار پیدا ہوتا ہے اور مرتا ہے۔ دیکھنے میں سارے انسان ہیں۔ لیکن انسانیت بہت دور ہے۔ انسان میں چار قسم کی عادات ہوتی ہیں۔ تین عادات یعنے شہوت و طمع و غصہ۔ شیر و سور و سگ کی ہیں۔ اور ایک عادت دانش انسان کی ہے۔ سو دانش میں کوئی کوئی برتتا ہے۔ ورنہ حیوانوں کی عادات میں اپنی نقدی عمر کو برباد کر رہے ہیں ؛

گُل الکیش

جسم دائیما مور و صحت و بیماری ہے۔ اور چھہ اقسام کے عیوب سے معیوب ہے۔ حمل میں آنا۔ پیدا ہونا۔ لڑکپن۔ جوانی۔ پیریٰ۔ نابش ہو جانا۔ پس ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ دائیما تغیر و تبدیل پذیر ہے۔ جو چیز ایک حالت پر قایم نہ ہے اُس کو فانی کہتے ہیں۔ پس یہ ایک روز صورت ہستی سے صورت نیستی میں مُبدل ہوتا ہے۔ اور آتما تمام عیوب سے مُبرا گیان ست چت آنند روپ ہے۔ اِس کے دُکھ سکھ سے آتما میں کسی قسم کا خلل نہیں۔ سہر کے چھہ دہرم ہیں دُکھ سُکھ۔ گرسنگی۔ تشنگی۔ جنم۔ مرن۔ اور آتما ان تمام سے فارغ سب کا شاہد ہے۔ کیونکہ دُکھ اور سکھ مَن کے دہرم ہیں۔ گرسنگی و تشنگی پران کے دہرم ہیں اور جنم و مرن جسم کے دہرم ہیں۔ اور آتما اِن تینوں میں سے کوئی نہیں۔ بلکہ مَن و پران و سر پر سے جُدا گیان سروپ ساکھی ہے۔ پس ثابت ہے۔ کہ آتما دائیما ایک حالت پر رہنے سے باقی اور بے زوال ہی۔ اور سب کا سروپ آتما ہے۔ لیکن اگیان سے آپ کو جسم مانکر دُکھ میں دُکھی۔ سکھ میں سکھی ہوتا ہے ورنہ نہ کوئی دُکھ ہے اور نہ کوئی سکھ ہے۔ اس گیان سے جو اوپر بیان

ہو چکا ہے - اِس جیو کو مکت حاصل ہوتی ہے ‌‌॥

گُل بائیس

عمر سے جو تجربہ حاصل ہوتا ہے - وہ انسان کے لئے ایک ایسا ممد ہوتا ہے کہ اوقات انقلاب میں اُس کو لغزش سے باز رکھکر مستقیم المزاج رکھتا ہے اور خصوص سوائے حوصلہ کے کہ جسکا دوسرا لفظ صبر ہے - اور کوئی چارہ نہیں کیونکہ جسم کی ترکیب ضدین سے ہے - ہمیشہ اُن کا آپس میں مقابلہ ہے - جب تک اُن کی صُلح ہے تب تک زندگی ہے - اور جب اِن میں سے کوئی سرکش ہوا - اُس وقت حالت مرگ ہوتی ہے اور اگر بغور دیکھا جاوے تو ایک ایک نفس پر حیاتی اور مرگ آپس میں مقابلہ کرتی ہیں - یعنے کہ جب دم باہر نکلتا ہے - یہہ نشان موت ہے - اگر وہی دم اُلٹکر اندر نہ آوے تو کام تمام ہے - اور جب اندر آتا ہے - یہہ نشان حیات ہی - پس جب ایسا نازک معاملہ ہے کہ ہوائی ترازو میں مرگ وحیات وزن ہوتے ہیں تو جسم پر بھروسہ کرنا محض نادانی وغفلت ہے جب قول دانا - فرد

غافل ز احتیاطِ نفس یک نفس مباش
شاید ہمیں نفس نفسِ واپسین بود

آہو بیپار امیاع ہو - دم غنیمت + دم بدم دم

دم بدم دم را غنیمت دان ہمدم شو بدم + واقف دم باش دم را ہیچ دم نے جا

دوہرا

سواس سواس ہر نام جپ برتھا سواس نہ کھو ۔ کیا جانوں جو انت کا یہی سواس ہو

جس حال میں گذرے سو واہ واہ - اگرچہ مرگ کو اس جہان میں کوئی پسند نہیں کرتا لیکن عارفان کی رائے میں یہ حالت ذریعہ وصال الٰہی ہے - مگر ہر دو صورتوں میں گیانی کو فائدہ ہے جیتے جی جیون مکت ہے - اور مرنے پر بدیہہ مکت ہو کر پرماتما سروپ ہوتا ہے - دیکھئے جسم بھی گورو ہے - کیونکہ اس سے ہر وقت ہدایت ہوتی رہتی ہے - اس کی بیماری بھی عبادت عظیم ہے ۔

گل تیئیس

الفت رکھنے سے سوائے حسرت اور پشیمانی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا - بیوفائی مطلب پرستی - خود غرضی - خلاف گوئی - سیاہ دلی - غیرت وغیرہ اس جہان میں ارکین سلطنت ہیں - اس پر امید وفا وصفا رکھنی دیدہ ودانستہ اپنے لئے دشمن خونخوار پیدا کرنا ہے - ہرگز دنیا اور دنیا کے لوگوں سے وفا اور امداد کی امید نہیں - چنانچہ **بیت**

وفا طلب ز جہان فنا نباید شد
اُمید وار بایں بے وفا نباید شد

مطلب پر اور حالت آسودگی وصحت میں چار اطراف گرد اگرد رہتے ہیں۔ لیکن جب مطلب ہو چکا تو پھر تو کہاں اور مَیں کہاں۔ فرد

آزمائش کی جو سب ہے ہیں سبھی مطلب پرت غرض پر با چاپلوسی بنتے ہیں آمہربان
ہو چکا مطلب تو جاتے ہیں مثالِ گردباد پھر نہ پوچھیں کون تھا تو نام کیا تھا کیا نشان

پس اپنا اور بیگانہ یکساں ہیں۔ بلکہ بیگانہ آشنا ہے اور یگانہ دشمن ہے۔ بیگانہ نہ ہمارا وقت ضائع کرتا ہے۔ نہ خیال کو پریشان کرتا ہے اور نہ دولت کا شریک ہوتا ہے۔ ہر طرح سے آسودگی بخش ہے برخلاف اس کے یگانہ ہمارے وقت عزیز و دل پاک اور دولت تینوں کو برباد کرتا ہے۔ پس دوست دشمن ہے اور دشمن دوست ہے۔ غفلت سے انسان کو تمیز نہیں ہے۔ بگاڑنا اور سنوارنا ان لوگوں کے ساتھ یکساں ہے۔ آخر کار سب بگڑے گی۔ یہ خیال کچھ بھی نہیں۔ محض فضول ہے۔ سب سے فارغ ہو کر اپنے ہم سروپ میں مگن رہنا ہی افضل ہے ٭

گل چین

ذات بری از صفات قایم بالذات محیط کل عالم ہیں خیال انتقال مقام اظہار و طالع
نا فرجام و یقین تقلیدی اوہام و تصور موجودگی اجسام عدم فہمید فات فارغ از آغاز
و انجام سے ہے۔ دیدنی خواب ہے۔ نہ کوئی ماں ہے نہ باپ ہے۔ تماشای خواب سے
بینندہ خواب کو آلائش کہاں۔ اگر ہو تو عدم واقفیت اصلیت ہو۔ بادشاہی کو
باجا بجا نقارہ حکومت بجا۔ خوشی میں آپھولا پھولا سماتا نہیں۔ آپ کو بھول دیدنی
خواب پر پھولا بود کہ بود ماں رہا ہے۔ بیداری میں معلوم ہوگا۔ حسرت و افسوس
سے ہاتھ مَل رویگا۔ نقدی حیات کو دیدہ و انستہ ضایع کر کے مثل دُز د زدہ
کے ہائے ہائے پکاریگا۔ لذات نفسانی معدن حسرت و پشیمانی ہیں۔ ظاہرا
شکر آلودہ باطن میں زہر آمودہ۔ دکھاتے ہی جان کو بیجان کر کے مثل جسم کے مُردہ بنا
دیتی ہیں۔ یعنے سوائے لذات جسمانی و تکمیل خواہش نفسانی کے طاقت روحانی اُور
طرف شاغل نہیں ہو سکتی۔ افسوس صد افسوس کہ ایسی طاقت کو کہ جس کے ذریعہ
چشم زدن میں فرش ناسوت سے عرش لاہوت پر پرواز ہو اور آلودگی خاکم
سے پاک ہو۔ حصول اسباب فانی و لذائذ شیطانی میں صرف کرتے ہیں

مناسب ہے کہ خیال کے توسن کو عنان دانش دے۔ زین جمعیت خاطر ہی ڈال۔
اور تنگ ضبط حواس سے کس۔ چابک شغل حق پشت پریشانی پر مار کر۔ راہ حق
میں۔ رفتار یقین سے چلاوے۔ منازل علم الیقین و عین الیقین کو طے
کر کے حق الیقین پر استقامت پذیر ہو۔ موالغات سے پرہیز اور دشمنوں سے گریز۔
خود غرضی میں آمیز۔ قطع مسافت میں تیز۔ اس سفر کو پورا کرے۔ ہمیشہ اپنے
عادات کو آئینہ محاسبہ میں دیکھکر اُس کو اصلاح کرے۔ صحبت جہلا سے بالکل
اجتناب اختیار کرے۔ **فرد**

زاحمقان بگریز چوں عیسیٰ گریخت صحبت احمق بسے خوں ہا بریخت

وحدت میں سکونت پذیر ہو۔ زبان و چشم و گوش کو بند کر کے آئینہ
خود شناسی میں اپنا مشاہدہ آپ کرے۔ آنکھ کو دوبینی سے باندھ۔ گوش
کو مدح و ذم کی شنید سے پنبہ دے۔ لب کو لغو گوئی دنیا سے بند کر۔
جسم کے ظاہری حواس میں بھی تین آلہ عظیم ہیں۔ جب ان کی اس صورت سے
آراستگی و ترتیب ہوئی تو باطنی حواس و فکر و دل و قیاس و فہم و گمان بھی آراستہ
ہو جاویں گے۔ گفتار شل کردار ہو نہ کہ گفتار دیگر و کردار دیگر۔ **فرد**۔

تو آں روز صایب زبا بچالی کہ سازی تو گفتار کردار خود را

دیگر

ہر کہ دستش بر زباں سبقت کند مرد است مرد

ورنہ ہر ناقص جوانمرد است در میدانِ لاف

مطلب حصولی گیان صرف زندگی کو خوشی سے گذارنے کا ہے سو زندگی اوصاف حمیدہ و جمعیت باطنی سے بخوشی بہ انجام ہوتی ہے حُب دولت و خویش و اقربا دل سے دور ہو تو آرام ہے۔ بیت

فوت شد گر از تو دُنیا دشمنی در خاک رفت دست بر دست از کفِ افسوس مالیدن چرا

گُل پچیس ٢٥

جس کام میں خواہش اور تدارک کیا جاوے۔ اُس کام میں ہرج اور سر دردی ہوتی ہے۔ اور جو کام خود بخود بے خواہش اور بے تدارک ہو جاوے وہ باعث آرام ہوتا ہے۔ اِنسان کو اپنے خیالات نے پست ہمت کر رکھا ہے ورنہ تمام صاحب قوت و ہمت ہیں۔ خواہش کے زیر ہو کر اشیاء خیالی کی تحصیل میں اپنی طاقت جسمانی و ہمت روحانی صرف کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نقدی حیات کو ضائع کر کے دست افسوس ملتے ہیں۔ آج تک کوئی ایسا شخص نہیں ہوا جو اپنی

خواہش کی پیروی کر کے مسرور ہوا ہو یا اپنی ہوس کی تکمیل میں کامیاب ہوا ہو پس
جب یہ حال ہے۔ تو محنت اور سر دردی جو امورات دنیاوی کیلئے برداشت کیجاتی
ہیں۔ محض بے سود ہے۔ اگر غور سے دیکھیں تو کسی کام کے بگڑنے یا سنورنے
سے مغموم یا مسرور ہونا نہیں بنتا جب جسم جس کے لئے تمام سامان مہیا کیا گیا ہے
اپنی حالت میں قایم نہیں رہتا تو اور اشیاء کی کیا کہنی ہے۔ انسان کو اہنکار یعنے
فخر نے حقیر اور ذلیل کیا ہوا ہے۔ دیکھئے جو شخص آپ کو کچھ مانتا ہے۔ جب اُس کی
مرضی موافق کوئی کام نہو تو اُس کو رنج پیدا ہوتا ہے۔ اور اُس رنج سے غصہ
نمودار ہوتا ہے۔ جس کی نمود سے تمام عیوب باطنی ظاہر ہو جاتے ہیں سب کو
اُس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ کوئی اُس کی صحبت پسند نہیں کرتا۔ اگر بڑا بھی
ہے تو حقیر ہو جاتا ہے۔

٢٦ گل چھبیس

غصہ زہر سے بھی زیادہ تر قاتل ہے۔ کیونکہ غصہ سینہ میں نمودار ہوتا ہے اُس کو
جلاتا ہے۔ اور زہر جہاں سے پیدا ہو۔ یا جس کے ہاتھ سے دیا جائے وہ اُس کو اثر نہیں کرتی
دوسرے پر اپنا اثر دکھاتی ہے۔ پس ایسی دُکھ دینے والی اور حقیر کرنے والی عادت کو دل سے

دور کرنا نہائیت ہی انسب ہے۔ **فرد**

خشتم ہست خوردن من عیب ہست پوششم + اینست از زمانہ لباس و غذا مرا۔

پردہ پوش اور بردبار ہر کسی کو عزیز ہوتا ہے۔ خدا کو سب کوئی عزیز جانتا ہے۔ اور اپنا مونس غمگسار جانکر اُس سے دلی مراد کا مستدعی ہوتا ہے۔ سو وجہ یہ ہے کہ خدا پردہ پوش اور غفور رحیم ہے۔ اگر بندوں کی خطا کیطرف خیال کر کے خطا چینی کرے۔ تو بندوں کا کیا ٹھکانا ہے۔ پس ثابت ہے۔ کہ بندہ اگر پردہ پوشی اور بردباری اختیار کرے۔ تو درجہ اعلےٰ پاوے۔ ایک دفعہ ایک سنت نے خدا سے استدعا کی تھی۔ کہ یا باریتعالےٰ مجھکو فرشتوں کے ہمراہ اُڑنے کی طاقت حاصل ہو۔ حکم ہوُا کہ پانچ خصائل تو اپنے میں پیدا کر۔ اس وقت تیرا درجہ فرشتوں تک بلکہ اُن سے زیادہ ہو گا۔ اُس نے پوچھا کہ وہ کون عادات ہیں۔ ارشاد ہوُا۔ اوّل تواضع مانند روئے زمیں۔ دوم شفقت مانند آفتاب۔ سوم۔ سخاوت مانند دریائے رواں چہارم۔ حلم مانند مُردہ۔ پنجم۔ پردہ پوشی مانند شب۔ جس شخص میں یہ خصائل ہیں۔ وہ فرشتہ ہے۔ فرشتہ کیا۔ وہ ذات خدا سے۔ عادات سے انسان کو منزلت یعنی درجہ بندگی اور علامات سے اُس کو درجہ شرافت یعنے درجہ خدائی حاصل ہوتا ہے۔ پس عادات کو آراستہ کرنا کار دانشمنداں ہے۔

خوش خلقی سے اگر برتاؤ رکھا جاوے۔ تو کیا اچھا ہے نقصان تو ہوا لیکن دل کی شکست کا احتیاط کرنا واجب ہے۔ اور سب کام درست ہو جاتا ہے۔ لیکن دل ٹوٹا ہوا پھر نہیں بن سکتا۔ اس لیئے خاطر آزاری سے پرہیز اور احتیاط کرنا چاہیئے۔ کس چیز کیواسطے ہم غصّہ ہوتے ہیں۔ ایک روز ایسا ہوگا۔ کہ ہماری سب شئے دوسروں کے تصرف میں آجاویگی جس طرح چاہیں گے کرینگے۔ اس وقت ہمارا غصّہ کہاں اور کس پر ہوگا۔ پس ہم کیوں چندروزہ عمر کو تلخ کر رہے ہیں اور ہمیشہ کے لیئے اپنی یادگار کو بگاڑ رہے ہیں مناسب ہے۔ کہ جس وقت غصّہ آوے۔ اُس وقت غور کر کے مآل اندیشی کرے۔ اور تامّل کرے۔ تو کوئی نہ کوئی وجہ ایسی معلوم ہو جاوے گی جس سے ثابت ہوگا۔ کہ غصّہ کرنا محض بے سود ہے۔ کام نے ایسا ہونا ہی تھا ؛

گل ستائیس

میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ انسان پر جسقدر بلاہائے شہوت و خشم و طمع و اُلفت و نابہ یق کے طفیل سے نازل ہوتی ہیں وہ سب فراموشی اصلیّت خود و غفلت سے وارد ہوتی ہیں۔ اگر انسان ہر وقت اپنے سروپ میں سا و دھان یعنے اپنی ذات پاک میں قایم ہے۔ تو کوئی بلا اس پر نازل نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی چیز

اس کو لغزش دیسکتی ہے۔ پس مناسب ہے کہ دائیما اپنے آنند سروپ میں مگن رہے۔
کیا ضرورت ہے کہ خیال باہر کی طرف نکال کر دوسروں کی عیب چینی میں مصروف
ہو اور اُن کے گناہ و صواب کا شریک ہووے اور اپنی عادت بگاڑ کر تمام عمر
مغلوم پریشانی خاطر رہے۔ میری دانست میں مناسب ہے کہ سب کو گوبند روپ
جانکر کسی کے کردار کی شکائیت کرنی مناسب نہیں یا سب کو تماشا خواب جانکر
دل سے بھلا دینا واجب ہے۔ بقول دانا ؎

ہوش چشم ز اوضاع روزگار کہ نیست ... لباس عافیتے بہ ز چشم پوشیدن

اپنے کام سے غرض رکھنا چاہئے۔ دوسروں کے ساتھ کیا غرض ہے۔ عمل عمل ہیلی ہے
ہمیشہ اپنے اعمال کو آئینہ محاسبہ میں دیکھنا واجب ہے نہ کہ غیروں کے۔ یہ تو وہ طوفان
دانشمند کو اپنی طرف مائل نہیں کرسکتا نادان اُس میں گرفتار ہیں۔ اس میں کیا پڑا
ہے۔ دیکھئے موسم گرما میں کیا دھوپ ہوتی ہے۔ جسم مثل دانہ بریان کی سوخت
ہوا جاتا ہے۔ یہ تو حال اس جہان کا ہے۔ سوائے اپنے سروپ آنند کی کوئی حالت
یا موسم آرام دہ نہیں۔ تغیر و تبدل دو رکن عظیم اس ہنگامہ کے بنیاد کے ہیں۔
انسان کو چکر پر چڑھا کر گردش شب و روز میں مصروف رکھتے ہیں۔ وہی کام۔
وہی طعام۔ وہی صبح۔ وہی شام۔ بار بار انہیں اشیا کا برتاؤ۔ انہیں لوگوں

سے میل و ملاقات - وہی خیالات - پس ایسی ہیں نابینا ہو کر غفلت گرشتہ سی باندہے ہوئے اپنے وقت کو گذار رہے ہیں - دانائی تو یہ ہے - کہ اس چکر سے برداشتہ ہو کر وقت گذاری کرے - جو شخص دائیما آپ کو اس جسم اور جسم کے کارخانہ سے جدا مانتا ہے - وہ آنند سروپ ہے - آپ کو جسم کے تعلق سے پیوست کرنا ہی بندش ہے - اور جسم سے بے تعلق رہنا ہی مُکت ہے - پس اس معدن عیوب جسم کو نیست و نابود جانکر اس کی دوستی اور پیوند سے طلاق دینا ہی اولے تر ہے - باقی جو رہے اُس کو ست سروپ اپنا آپ سمجھنا ٭

گل اٹھائیس

ضرور جس قدر بدن میں ضعف بڑہتا جاتا ہے - اُسی قدر طاقت سرانجامی کار دُنیا کم ہوتی جاتی ہے - اس میں بھی ایک حکمت حکیم ازلی نے رکھی ہے یعنے یہ کہ اگر انسان کی طاقت ہزار سال تک بحال رہتی - اور حواس و قوا درست و بجا رہتے تو ہرگز کاروبار دُنیا یا اُلفت مال و اولاد و شہوت سے نافر ہو کر دست بردار نہ ہوتا - اس لئے قاعدۂ ازلی سے جسم انسانی کو پانچ حالات پر منقسم کیا گیا ہے - اوّل - بصورت نطفہ رحم میں داخل ہو کر بصورت طفل ہونا - دوم - طفولیت یعنے شیرخواری

سے تا سنِ بلوغت - سوئم - جوانی - چہارم - پیری - پنجم مرگ - ان حالات کی
تبدیل سے کار بار دنیا میں و بدن کی توانائی میں بھی کمی و بیشی کا اثر نمودار
ہوتا ہے جس قدر درجہ نزول پاتا ہے - اسی قدر ہمت جسمانی کم ہوتی ہے - اور
جس قدر کمی ہوتی ہے - اسی قدر اِس طرف سے کنارہ کش ہو کر طالب آرام ہوتا ہے -
پس ضُعف بھی بگر درد ہائے زمانہ سے وسیلہ نجات کا ہے - اور اس سے بڑھکر جب
حالت مرگ نازل ہوتی ہے - اُس وقت تمام جھگڑے طے ہو کر درجہ اتمام پر
پہونچتے ہیں - غرضکہ جسقدر طاقت جسمانی کم ہوتی ہے - اُسی قدر سکون زیادہ
ہوتا ہے - اور جسقدر سکون زیادہ ہوتا ہے - اسی قدر آرام متصوّر ہے ؛
بمصداق سُخن دانا **فرد**

بقدر ہر سکون راحت بود بنگر تفاوت را
دویدن رفتن استادن نشستن خُفتن و مُردن

مگر ایک شرط آرام دلی کے لئے یہ ہے - کہ جس قدر عمر مسن ہوتی جاوے - اُسی قدر
رشتہ اُلفت و دام طمع کو قطع کرتا جاوے - تو اخیر میں اس قدر آرام حاصل کرتا
ہے - کہ اگر اس کو دار الآرام یا دار الامن کہا جاوے - تو مناسب آتا ہے - ورنہ
برخلاف اس کے دار العذاب ہوتا ہے ؛

گل اُنتیس ۲۹

موت طبعی سے انسان تکالیف جسمانی و وسوسہ روحانی سے رستگاری نہیں پا سکتا۔ ہاں اگر حین حیات میں موت ارادی کو بذریعہ دانش کاملہ اپنے اوپر وارد کر کے قطع تعلّق جسمانی کرے۔ تو ضرور جس آرام کے لیے یہ موت طبعی کی آرزو کرتا تھا اور وہ بغیر وقت معہودہ میّسر نہیں ہو سکتی ہے۔ اِس موت ارادی سے بمقتضائے مُوتُوا قبل اَن تمُوتُوا وہ آرام حاصل کرتا ہے۔ موت ارادی سے مراد تبدیل اوصاف و تمیز حق و باطل واختیار صبر و شکر و آزادگی و تسلیم و رضا و دم نازدن و فتح بر نفس امّارہ و شناخت ایزد تعالیٰ و معرفت روح و دریافت پاکی روح و تمیز بہ روح و جسم اور ترک شہوت و طمع و خشم و اُلفت و انانیت ہے۔ اور مثل مردہ خوب و زشت اوضاع زمانہ سے چشم پوش رہنا بیخود ہو کر اس وار ناپائدار میں بہ آرام اپنا تعلّق جسمانی قطع کر سکتا ہے۔ ورنہ سوائے اِس کے اور کوئی وسیلہ نہیں ہے اگر بدون معرفت اس جسم کو چھوڑا تو آگے پھر وہی گرفتاری ہے پس لازم ہے۔ کہ جینے جی حالت موت کو اپنے اوپر وارد کر کے چاشنی آرام کا ذائقہ لیوے۔ بموجودگی جسم غنیمت ہی۔ ہر قسم کا درجہ ہم اسی جگہ حاصل کر سکتے ہیں۔ گویا بحر غفلت میں جسم ہم کو

کشتی ملی ہے - کہ اسپر سوار ہوکر بذریعہ باد نامرادی و سوغان دانش حقیقی او صحبت
عارف شوق صادق کے چپے لگاکر - بادبان فراغت از تعلق جسمانی کھڑا کرکے
ملاحان فکر و قیاس - یقین و علم کو کار بند کرکے - رفتار شغل سے - کنارہ معرفت
کردگار پر صحیح و سلامت پہونچکر - لنگر علم الیقین و عین الیقین ڈالکر - استقامت
حق الیقین میں مقیم ہوویں - پس جو لوگ اس صورت سے اس کشتی عنصری کو پاکر
اپنے اوقات کار مذکورہ بالا میں صرف کرتے ہیں - وہ سرور ابدی حاصل کرکے
ذات میں ذات ہوتے ہیں - ورنہ سوائے رنج و تکلیف کی زندگی میں اور پس از مرگ
کچھ نہیں حاصل ہوتا - انسان کا قدر و منزلت بھی تب ہوتا ہے - جب یہہ اپنا قدر
خود پہچانے - اگر اس نے اپنی پاکیزگی و لطافت کو چھوڑکر غلاظت و کثافت کو اختیار
کیا تو پھر قدر کیا اور منزلت کہاں - خود کردہ را چہ علاج - بے غرض و کم گوئی و
پردہ پوش و حلیم و فارغ از کاربار دنیا سے ہر کوئی لحاظ رکھتا ہے - ورنہ کون کس کو
جانتا ہے - آلودگی دنیا و گرفتاری تعلق سے انسان اپنی دانش حقیقی کو ہاتھہ
سے دیکر مثل مفلس بے زر ذلیل و خوار ہوجاتا ہے - جوانی کے ایام ہوا و ہوس
میں ضایع کرکے پیری میں آہ افسوس نکال نکال کر روتا ہے - بھلا اب کیا ہوتا ہے ؎

مصرعہ - گیا وقت پھر ہاتھہ آتا نہیں -

البتہ اگر اب بھی اپنی خود روی چھوڑ کر عارفان کے ارشاد کی تعمیل کرے تو فی الفور اِس
غم آباد جہان سے رستگاری نصیب ہوتی ہے۔ لیکن ایسا سلیم الطبع یہ کہاں سے
آیا۔ اِس کے دماغ میں تو یہ سمایا ہوا ہے۔ کہ میں نے فلانہ زمانہ دیکھا۔ یہ کام کئے
اِس قدر دولت حاصل کی۔ اولاد والا ہوں۔ میرا نام بڑا ہے میں بڑا عاقل ہوں میری
تدبیر کے برابر کسی کی تدبیر نہیں۔ میں بزرگ ہوں۔ جو کچھ پرمیشر کرے گا۔ دیکھا
جاویگا۔ اِن خیالات سے کیا حاصل ہوگا۔ صرف رنج و تکلیف برداشت کرکے خالی
ہاتھ چلا جاوے گا۔ پس جس قدر ہو سکے اِس غفلت کی نیند سے بیدار ہونا ہی واجب ہے
اگر کوئی شخص ہم سے نفرت کرتا ہے۔ یا قدر و منزلت پوری پوری نہیں کرتا
تو وہ ہمکو قطع تعلق کی ہدایت کرتا ہے پس اُس کو اپنا ہادی مان کر اُس سے
برکنار ہونا واجب ہے ؎

گُل تیس ۳۰

زندگی کا بھروسہ کچھ نہیں۔ اگر کچھ عرصہ گوشہ فراغت و بے انتظاری میں بسر
ہو تو لذت زندگی ہے۔ ورنہ تمام عمر خیالات واہی نقدی حیات ضائع کرنی
پھر خالی ہاتھوں۔ اِس دارِ ناپائدار سے کوچ کر جانا۔ گویا نتیجہ ندامت و عذاب

حاصل کرنا ہے ۔ مگر بوقت فرصت دل شناخت ایزدی کی طرف مائل ہو کر صحبت عارفان و مطالعہ کتب مقدس و مجاہدہ برائے صفائی قلب و ظفر بر نفس امّارہ کرے تو واہ واہ ۔ ورنہ اگر اسی طرح آرام سے گوشہ میں گذرے تو بھی اچھا ہے ۔ مگر تمام عمر خیالات مجازی میں اس گمان سے کہ کسی اعلےٰ درجہ پر پہونچ جاؤں اور میرا نام اس ذریعہ سے شہرۂ آفاق ہو کر صرف کرنی ۔ میری رائے میں دیدہ و دانستہ اپنے لئے چاہ عمیق کھود کر اس میں اپنے آپ کو ڈالنا ہے ۔ دنیا کے اعتبارات پر بہولکر مثل دیوانوں کے تمام عمر لوچ و پیچ کی تحصیل میں صرف کرنے سے درگاہ حق میں بے عزتی حاصل ہوتی ہے ۔ اس جہان کا یہ حال ہے ۔ کہ جس کو زمانہ اپنے ہاتھ سے پرورش دیکر درجہ بزرگی پہنچاتا ہے ۔ پھر اُسی کو اپنے ہاتہہ سے پامال کر کے اس طرح خاک میں ملاتا ہے ۔ کہ کوئی نشان باقی نہیں چھوڑتا ۔ بڑے بڑے شاہنشاہ و دلیر و دیوتا و اوتار و فقیر اس زمانہ کے ہاتھ سے مثل خس و کاہ آتش نابودی میں سوخت ہو کر مثل خاکستر باد گمنامی سے پریشان ہو گئے ہیں ۔ پس ہمارا کیا چارہ ہے ۔ ہم تمام لقمۂ مرگ ہیں ۔ جس گھڑی ملک الموت پروانۂ طلبی لیکر حلقہ زن در حیات ہوگا اُس وقت تمام ظرافت و عقلمندی گم ہو جاویگی ۔ تمام عمر کا کیا ہوا ۔ صدہا طرح کے خیالات اور عالی ہمتی و اقبال مندی خاک ہو جاوینگے

جسم مثل خشک لکڑی کے جلکر بھسم ہو جاویگا۔ سوا اپنے ور آور دشمن کے زیر نگاہ
ہو کر پھر اُس سے غافل ہونا دانائی سے بعید ہے۔ ہاں اگر انسان اپنی اصلیت
کو پہچانکر دُنیا فانی سے اُلفت کو توڑ اور آئینہ دل کو زنگ کدورت دوئی سے
پاک کرکے خیالات واہی سے فارغ ہوکر گوشہ قناعت و فراعت میں اپنی فرصت
کے وقت کو گذارتا ہوا جس طرح ہو نازاں ہو سکتا ہے۔ مگر اس کے سوائے دنیاوی
امورات پر نازاں ہونا محض نادانی ہے۔ اس دنیا میں سوا ئے آزاد لاطمع عارف
کے اور کوئی ایسا نہیں ہے۔ جو اس قسم کی نصیحت کرے۔ سب دُنیا کی
صلاح دینے والے ہیں۔ پس مناسب ہے کہ اپنی بہبودی کو زیر نظر رکھکر دُنیا داروں
سے پرہیز کرے۔ اور شوق صادق سے دل کو خدمت فقراء میں لگاوے کہ
ذریعہ اس طلسمات کثرت سے نکلنے کا ہے۔ موت کو ہر وقت حاضر جانکر کسی کام میں
ایسا مستغرق نہ ہو جاوے۔ کہ اُلفت جسمانی و مخزینہ میں جوش زن ہو کر
شعلہ شہوت و خشم و طمع و اُلفت و کبر پیدا کرے۔ بلکہ واجب ہے کہ ہر روز صبح کو
جس وقت بیدار ہووے۔ اوّل اپنے سروپ ست چت آنند کو نمسکار کرے
اور اس جسم کو نابود و نمود بے بود یقین کرے۔ مَن کو بخوبی تنبیہ کرے۔ کہ خبردار
اپنی اصلیت کو بھول کر اُلفت جسمانی سے نابینا نہ ہو خیالات واہی میں ہرگز

نہ بھولیو - تمام موجودات وخیالات وتصورات اسماء وصفات کو دریائے نیستی میں غرق

کرے - گویا سب کو فنا کرکے صرف ذات واجب الوجود میں قائم ہوکر اپنی ہستی کو غیریت سے

صاف کرکے ہستی حقیقی میں محو کرے - اور خود ذات وہب ہوا اپنے آپ میں قائم ہے -

اس صورت سے کوئی عرصہ مشق کرے - تو کُل کو فنا کرکے خود سمجھیں حیات باقی ہوگا -

اور موجودگی حواس وکردنی کارہائے مختلفہ میں اس کو کسی قسم کی لغزش نہ ہوگی - بلکہ

سوائے اپنی ذات کے اور کچھ نظر نہ آوے گا ؀

گُل اکتیس ۳۱

سوال اوّل - آزادگی کے معنے کیا ہیں ؟

جواب - آزادی نام فخر کثیف وفخر لطیف سے قطع تعلق کا ہے - یہ ایک

ایسا وصف ہے کہ جس کا تعلق ہمیشہ دل ہی رہتا ہے - جب پیروی نفس امّارہ سے دست

بردار ہوکر مائل بحق ہوا اور بذریعہ دانش کاملہ کے تعلق جسمانی کو جو دو قسم کا ہے

اپنی ذات سے متفرّق سمجھکر قطع کیا اور باقی صرف صرف محض محض عین آپ کو دیکھا

اس کا نام آزادی ہے - اس قسم کی آزادگی تقسیم اقسام سی فارغ واحد ہے کیونکہ آزادی

عادت ایزدی ہے - اور خدا قسمت پذیر نہ ہونے سے عادت خدا بھی قسمت پذیر

نہیں ہے۔ اور اگر عقل کے رو سے پوچھو تو آزادگی تین قسم کی ہے۔ اوّل آزادگی دنیا۔ دوم۔ آزادگی دین۔ سوم۔ آزادگی دین و دنیا۔ جو لوگ کاروبارِ دنیا سے دست بردار ہوکر اشغال دینی میں شغل رکھتے ہیں۔ وہ داخل آزادگی دنیا ہیں۔ جو لوگ کار دینی سے منہہ موڑکر صرف امورات دنیاوی کی سرانجامی کو افضل سمجھتے ہیں۔ وہ ضمن آزادگی دینی میں ہیں۔ جو لوگ دنیا و دین کو مثل فرزندان عقیمہ یا آب سراب جانکر اس کی طرف سے دل کو توڑ اور اپنی ذات بے انتہا میں مستغرق و محو رہتے ہیں وے آزادگی دین و دنیا سے موصوف ہیں۔ نجات و آزادگی و نرورتی و مُکت ان میں زبان و الفاظ کا فرق ہے معنے میں یکساں ہیں یعنے نجات و مکت ایک معنے رستگاری از بدن بذریعہ موت رکھتے ہیں اور نرورتی و آزادی ایک معنے فراغت از تعلق جسمانی بذریعہ دانش حقیقی رکھتے ہیں۔ پس علت جسمانی سے یہ چار الفاظ قایم کئے گئے ہیں۔ ورنہ اِن چاروں سے جو معنے مفہوم ہے وہ اقسام الفاظ اور تشبیہ اوصاف سے خالی ہے ٭

گُل بتّیس ۳۲

سوال دوم۔ حصولی آزادگی میں قواعد و منازل کیا ہیں ٭

جواب - حصولِ آزادگی کے لئے صحبت عارفان و مطالعہ کتب عارفان ایزدی و تیقن واثق بامداد فکر کاملہ ضروریات سے ہیں - اِن کے شغل سے سات منازل یعنے تبدیل خیال - دانش حقیقی - مراقبہ یا جمع خاطر - رویت بے اختیاری - فنا فی اللہ - عین ذات - بتدریج فزونی مشق و امداد امورات مذکورہ بالا سے حاصل ہوتی ہیں سب سے اوّل قاعدہ حصولِ آزادگی کا تمیز مابین حق و باطل - ترک باطل و اختیار حق ہے - سب سے عمدہ طریقہ اِس تمیز کے حاصل کرنیکا صحبت کاملان ہے - کہ ہمیشہ اپنے خیال کو تعلق دُنیاوی و اُلفت جسمانی سے روک کر شغل خود شناسی و جمعیت خاطری میں لگاوے تو خود بخود آزادگی ہوجاوے گی ؛

گل ۳۳ تینتیس

محویت بذات حق وہ حصار ہے جو تیرہائے غفلت مثلاً شہوت و خشم و طمع و اُلفت و تکبر کو روکتا ہے - گولہائے راحت و رنج و حیات و ممات و سرما و گرما و گرسنگی و تشنگی جس کی دیوار حق الیقین سے ٹھوکر کھاکر مثل بیضہ کے گر پڑتے ہیں - حواس و فکر و قیاس و تعین و گمان کو دخل نہیں - آرام در آرام و امن در امن و جمعیت در جمعیت ہی - ساکنان اس حصار کو دائما خوشی و طمانیت ہے - آفات جسمانی سے سوائے دخول اِس حصار

کے اور کوئی راہ نجات کا نہیں - پریشانی و تفرقہ و وسوسہ و الفت و غم و حسد - ان
عادات کو ہرگز راہ ندو - دائیما اپنے مَن کے نگران رہو - عمر کو مستعار اور سُبک رفتار
جانکر لذات نفسانی میں گرفتار نہو جیو جس قدر تاثیر ہوتی ہے - صحبت سے ہوتی ہے
اگر صحبت نیک ہو تو نتیجہ نیک ہوتا ہے - اور اگر صُحبت بد ہو تو نتیجہ بھی بد ہوتا ہے - حیوان
کو اگر صحبت انسان ہو تو اُس میں عادات اِنسانی رونما ہوتی ہیں - اور اگر انسان کو
موافقت حیوان ہو تو بعد عرصہ کے حیوان ہو جاتا ہے - انسان کو واجب ہی کہ صحبت
کا خیال ضرور رکھے اور سمجھکر موافقت کرے ایسا نہو کہ غفلت سے کسی ایسی بدصحبت میں
شاغل ہو جاوے - کہ تمام عمر کے اپنے سابقہ اعمال نیک اعمال اور نتیجہ صحبت عارفان
کو زائل کردی - ہوشیار رہنا - دُنیا پُر از رہزنان معرفت ہی - دیکھنے میں یہ عمدہ اور لطیف ہے
لیکن باطن میں غلیظ اور قابل ترک ہے - اس عمر جوانی اور آزادگی کو غنیمت تصور
کر کے صفائی قلب اور استحکام یقین اور آراستگی اخلاق میں بجان و دل کوشش
کرو - ظاہر آرام سے کچھہ حاصل نہیں ہوگا - باطنی آرام کو محنت کر کے حاصل کرو
جسم کے تعلّق سے روح پر وہ بلا نازل ہوئی ہے - کہ جس کی رفعگی بجز خودشناسی اور قطع تعلق
از بدن نہیں ہوسکتی - خیال کرو - کہ اس خاکی قالب سے اُلفت پذیر ہو کر کہاں سے
نزول پا کر کہاں پہنچا ہے - کہاں وہ حالت کہ جس میں جائے دم زدن یا گفتن یا

شنیدن نہیں - اور کہاں یہ حالت کہ ہزارہا عیوب سے معیوب اور بیشمار علتوں سے معلول اور انواع اوصاف سے موصوف ہے - کہاں وہ درجہ کہ نہ احتیاج معرفت اور نہ ضرورت عبادت نہ خیال خدا نہ نام بندہ - اور کہاں یہ رذالت کہ لذّات کو ترک کرنا معرفت کو حاصل کرنا - معبود کو الگ جانکر عبادت میں مصروف رہنا ہمیشہ آپ کو بندہ جانکر خوف خدا سے لرزان و ترسان رہنا - کہاں وہ حوصلہ کہ نہ خوف مرگ نہ خواہش حیاتی نہ خطرہ سوزندگی از آتش نہ لرزہ شیر و مار عین ذات ہی ذات - اور کہاں یہ تنگ ظرفی کہ موت کا خوف اور حیات کی خواہش - آتش کے جلنے کا خطرہ شیر اور مار سے لرزہ - پُر از غلاظت وجود - پس ایسے ناقص جسم کے تعلّق سے جس قدر جلد بریت ہوسکے اسی قدر باعث آرام ہے -

گُل چونتیس ۳۴

عزیز دیہ ہنگامہ صرف دیدنی ہے - ایسے ہی چلا آتا ہے - اس کو دیکھکر مت بھولیو - کوئی شے جو وجود دار موسومہ و موصوفہ ہے - پایدار نہیں - وقتیں نمودار ہوئی ہے - اور وقت میں نابود ہو جاوے گی - کسی کو قیام نہیں - کہنہ کا زوال اور جدید کا کمال یعنی اپنی اپنی نوبت پر راہ عدم میں قدم زن اور نوخیز باغ وجود میں سرسبز

ہوئے چلے آتے ہیں۔ اس صورت سے سلسلہ کاروبار دنیا جاری چلا آتا ہے۔ ایک مکان میں صدہا اشخاص اپنے اپنے وقت پر سکونت پذیر ہو کر اپنا اپنا ملک ظاہر کرتے ہیں۔ اور تنازعہ وغیرہ پیش کرتے ہیں۔ ایک ہی نام سے کئی اشخاص موسوم ہیں۔ ہر کوئی اپنا اپنا نام سمجھتا ہے۔ دوسرے کا اس کو خیال نہیں۔ غرضکہ جہالت سے انسان اس مال مشترکہ اور اسباب متفرقہ کو اپنا مانکر بے سود غم درد برداشت کر رہا ہے۔ نہ کوئی جہان ہے نہ نام ونشان ہے۔ صرف خیالی طوفان ہے۔ ظاہر اگر دیکھیں تو تمام اشیاء ساکن وخاموش اپنے اور بیگانہ کے خیال سے فارغ نام وصفت کے یقین سے پاک ہیں۔ صرف طاقت خیال جو صرف جنس انسانی میں موجود ہے۔ تمام کو مختلف اسماء سے موسوم اور مختلف اوصاف سے موصوف اور انواع عیوب سے معیوب کسی کو مالک کسی کو مملوک مان رہی ہے۔ اگر یہ خیال بھی ساکن اور خاموش ہو جاوے تو پھر کوئی تنازعہ ہے۔ نہ جھگڑا۔ صلح ہی صلح ہے۔ اور آرام ہی آرام ہے۔ پس مطلب ہے کہ اس طاقت خیال کو روکو یعنے حالت انتشار سے صورت جمعیت پیدا کرو

گل پینتیس ۳۵

ہمت یہ ہے کہ اس عمر شباب میں لذت نفسانی سے منہ موڑ کر تجسس باقی میں

کمربستہ ہووے۔ اگر دل خیالات دنیا سے جو سدِّ راہ شوق ایزدی ہیں۔ پاک ہو
تو ہدایت مُرشد اُس میں جانگیر ہوتی ہے۔ سو دل دو قسم پر منقسم ہیں۔ ایک صاف۔ دوسرا
ناصاف۔ صاف دل وہ ہے۔ کہ جس میں خواہش فرزند و زر و فخر ورن و آسرم ذات و ہوس حالت
لذات نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ پرماتما کی جُستجو میں مُتساعی و متدارک رہے۔ ایسے
دل میں اپدیش مہاتما پُرکھ کا جانشین ہو کر ذریعہ رُستگاری ہوتا ہے۔ دوسرا
دل ناصاف وہ ہے۔ کہ جس میں خیالات مذکورہ بالا بھرے ہوئے ہوں۔ اُس
میں سُخنان آبحیات عارفان ہرگز تاثیر نہیں کرتے۔ پس مناسب ہے۔ کہ اول اپنے دل کو
حُبِّ دنیا و اُلفت متعلقین و ہوس لذّات سے مثل آئینہ صاف کرے جس قدر
تکلیف انسان اس دار ناپائدار میں برداشت کر رہا ہے۔ اُس کی وجہ صرف بیدانشی
ہے۔ سو بیدانشی دانش کاملہ سے رفع ہوتی ہے۔ دانش یہ ہے۔ کہ جب من کسی
وشئے کی طرف راغب ہو۔ اُسی وقت اُس وشئے کے عیوب کو سوچکر اُس کی طرف سے التفات
باز رکھے۔ اس صورت سے جب ہمہ تن من کے روکنے میں مصروفیت ہوئی تو امید
واثق ہے کہ عرصہ قلیل میں اس دشمن خونخوار پر ظفر حاصل ہوگی۔ کیونکہ من بغیر وچار کے کسی
اوجہ سے زیر نہیں ہو سکتا۔ حسب قول دانا۔ فرد

آن خصم کہ ہست نفس کردہ ہان شوعطیع غافل مشو کہ تربیت شیر میکنی

چار سادہن مفصلہ ذیل لکھے جاتے ہین جن کے عمل سے صفائی باطن اور
ادہکار (لیاقت) گیان (علم حق) حاصل ہوتا ہے۔ شم (ضبط خیال) سنتوکھ۔ وچار (تفکر) ست سنگ (صحبت عارفان)۔ شم یعنے من کو جگت
کی اور (طرف) سے ہر وقت روکتے رہنا۔ جس وقت من اُٹھے اُسی وقت کمند دانش سے
اس کو ضبط کرنا۔ اور پرماتما کے چنتن مین شاغل رکھنا۔ یہہ سادہن منبع آسایش و
آرام ہے۔ حسب قول شاستر شم پرم سکھہ۔ سنتوکھ یعنے جو کچھہ سہج سے پراربدہ کر کے
حاصل ہو۔ اُس پر صابر و شاکر رہنا۔ کبھی موجودہ مال پر نارضامندی اور غیر موجودہ
مال کی ہوس نہ کرنا۔ یتھا لابھ سنتوشٹ (حصولی پر راضی) رہنا۔ یہہ سادہن انسان کو مستغنی اور
بے نیاز بناتا ہے۔ حسب قول شاستر۔ سنتوکھ پرم لابھہ (قناعت تونگری ہے)۔ دیگر۔ بیت

پا فشردم بسکہ در خاک قناعت ہمچو نخل
قسمتم آبے کہ شد خود میدہد و در ریشہ ام

وچار یعنے سوچنا کہ مین کون ہون۔ اور برہم کیا ہے۔ اور جگت کیا وستو ہے
ان سوالات کے جوابات کو حل کرنا اس کا نام وچار ہے۔ یہہ سادہن عین نورانی و
معدن دریائے کمالات ہے۔ حسب قول شاستر۔ وچار پرم گیان (دانش ہی معرفت ہے)۔ ست سنگ
یعنے جہان ست پرماتما کا نرنے (تذکرہ) اور جگت کے جھوٹاپن کا بیان ہو۔ اُس صحبت
مین ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھنا۔ سو یہہ ست سنگ دو نوع کا ہے۔ ظاہر اور باطن

ظاہر یہ ہے - کہ برہم گیانی مہاتما پرش کی خدمت میں جا کر تن و من و دہن نذر کر کے نہائیت ہی ادب و خاکساری سے بیٹھنا اور اُن کے سخنان کو گوش ہوش سے سُنکر راست و حق الیقین کرنا - اور باطن ست سنگ یہ ہے - کہ گوشہ تنہائی میں تمام خیالات بیرونی سے مَن کی برتی کو روک کر سخنان شنیدہ کو دچار کرنا اور اُن کے نتیجہ میں برتی کو قائیم کر کے سرور دائمی حاصل کرنا - سو یہ سادھن تین سادہن مذکورہ بالا کی مادر ہے یعنے اس سے تمام آگاہی اور کُل واقفیت یا حقیقت سم و سنتو کھ و دچار کی معلوم ہوتی ہے - غرضکہ اس سادھن کو تہِ دل سے عمل میں لانے سے کُل سادہن سِدہ ہوتے ہیں - اور اس کی فضیلت اظہر من الشمس ہے حسب قول شاستر "ست سنگ پرم گت" ہے ۔ (سبت حق یا محبت حق اعلیٰ ہے)

گُل چھتیس ۳۶

سوال - گرہستی کو کیا کرنا چاہئے ۔

جواب - گرہستی کو چاہئے کہ سائل کو اپنے دروازہ سے خالی نہ بھیجے مہمان کی تواضع میں کمربستہ تیار رہے سب سے خوش خلقی و سخاوت و خاکساری سے برتے وسیلہ معاش ایسا رکھے کہ جس میں کسی شخص کو تکلیف نہ ہو اور نہ یہ غلاظت گناہ کی دامن گیر ہو

ہوا اپنے گھر کو شل مہا نسرائے کے جانے او متعلقین کو مہمان شب باش تصور کرکے انکی الفت کے رشتہ سے گرفتار نہو مہاتما پرشوں کا سنگ کرے اور تن و من و دہن کرکے خدمت کرے مال املاک میں ہرگز فخر نہ کرے - اگر اس صورت سے کوئی شخص گرہست میں رہے - تو وہ جیون مکت ہے -

سوال - پرستش پرتما و کرم کانڈ سے شاستر کی کیا مراد ہے ؟

جواب - پرستش پرتما و کرم کانڈ سے شاستروں کی مراد صرف صفائی دل جمعیت خاطری کی ہے یعنے یہہ کہ نشیہ کرموں سے انتہکرن پاک شدہ ہوتا ہے سوا اس شخص کے لئے ہے کہ جسکو صحبت عارفاں حاصل نہیں ہوئی اور نہ شاستر کے وچن سمجھنے کے قابل ہوا ہے - جب یہہ صحبت مہاتما پرشوں ہیں وچنوں کو بخوبی سمجھہ سکتا ہے پھر اسی کو پرستش پرتما و دیگر توہمات کی کچھہ ضرورت نہیں جس طرح کہ طفل نادان کو اپنی بہلاوٹ کے لئے گلی یا چوبی کھلونے کی ضرورت ہے - سو اُن کے اس کا دل متوہم رہتا ہے لیکن جب سن بلوغت پر پہونچتا ہے - اس وقت اپنے ہمجنس لڑکوں کے ساتھہ بلا ضرورت کسی کھلونیکے اپنا دل بہلا سکتا ہے - اور جب کسی علم میں ادراک حاصل کرتا ہے - تو اس وقت بیکاری کو مطالعہ کتب میں بسر کرتا ہے - اسی طرح جب تک انسان کو بالکل جہالت و ضلالت سے تب تک پرستش پرتما جو کھلونوں کی کھیل ہے سچی ہے لیکن جب

صحبت عارفان و فہمید سخنان حاصل ہوتی ہے۔ اس کو وہ کھیل مطبوع خاطر نہیں ہوتی۔ پس مناسب ہے۔ کہ دل کو فرمودہ مہاتماپرشوں پر قایم کرے اسمیں کلیان ہوگا۔ اپنے شوق کو درجہ اتم پر پہنچاکر راہ معرفت میں قدم زن ہووے۔ اور سر انانیت کو آستان خاکساری پر سائیدہ کرکے فخر کونین حاصل کرے۔

گل سینتیس

سوال۔ پرالبدھ اور اودّم کس کو کہتے ہیں۔ ان میں کیا فرق ہے۔ اور ان میں سے کس کا آسرا کرنا واجب ہے؟

جواب۔ پرالبدہ اور اودّم دو الفاظ مختلف ہیں۔ معنے انکے ایک ہی ہیں یعنے پرالبدہ جنم گذشتہ کا اودّم ہے۔ اور اودّم جنم حال کا اودّم ہے۔ پس پرالبدہ اور اودّم کو اودّم ہی جانکر اودّم میں مصروف ضرور رہو۔ سو اودّم یہ ہے۔ کہ لذات نفسانی سے باز رہکر صحبت عارفان کرو۔ اور انکے سخن پر عمل کرو جس طرح ہوسکے من کو جیتو سماودھ کرو۔

ابیات

غیر حق را میدہی راہ درحریم دل ریا ۔۔۔ میکشی بر صفحہ ہستی خط باطل چرا

از رباط تن چو بگذشتی دگر معمورہ نیست ۔۔۔ زاد راہ بر نمیداری ازین منزل چرا

دیگر

ترا در بوتۂ گل بہر آن دادند این مہلت
کہ سیم ناقص خود راکنی کامل عیار اینجا

دیگر

اگر وطن بمقام رضا توانی کرد
غبار حادثہ را توتیار توانی کرد

کلید قفل اجابت زبان خاموش ست
قبول نیست دعا تا دعا توانی کرد

گل اڑتیس

مَن بڑا چنچل ہے۔ اس کی کسی حالت پر نازان ہونا چاہئے۔ یہہ ایسی لطیف طاقت ہے کہ ایک خیال میں سب سے تارک ہوکر فارغ ہوجاتا ہے۔ اور دوسرے خیال میں الفت یا شرم دنیاداری میں گرفتار ہوکر پریشان ہوتا ہے جسقدر اس مَن کو مارے اسیقدر آرام کی زیادتی حاصل ہوتی ہے۔ اس جگہ نازان اور مفتخر ہونا بعید از دانائی ہے ہزارہا برس گوشہ میں جائگیر ہوکر عبادت حق میں دل وجان سے شاغل رہے ہیں۔ اور ایک لذت کے دیکھنے میں سب دیراگ اور بھجن بھول گیا ہے۔ اس واسطے دانایان دوراندیش تمام عمر تادم واپسین اس خیال کو باہر کیطرف سے روک کر ذات باریتعالیٰ میں محو رکھتے ہیں۔ مَن کا جیتنا سوائے معرفت کی اس طرح ناممکن ہے کہ جسطرح کوئلہ بغیر آتش کے تبدیل رنگ

اختیار نہیں کرسکتا۔ پس واجب آیا کہ انسان آتم گیان حاصل کرے۔ تاکہ ظفر برنفس اماّرہ اسکو حاصل ہو۔ جسم انسانی ایسی ترکیب سے مرکب ہے کہ ہمیشہ خطرہ رہزنان و آوارگی خاطر درپیش ہے حواس خمسہ جنکو پانچ گیان اندری کہتے ہیں۔ راستہ من کے باہر جانے اور لذات نفسانی سے جمع ہونے کا ہے۔ جب تک من نہ روکا جاوے تب تک اندریوں کا روکنا محال ہے۔ کیونکہ یہہ دونو لازم و ملزوم ہیں۔ اور صحبت جسمانی ایسی ناقص ہے کہ بدون امداد حواس و تدبیر دل روح کسی کام کرنیکے قابل نہیں ہوتا۔ اس لئے زیادہ تر دانائی و غور مطلب سے کہ ان میں رہکر ان سے الگ رہے۔ صرف معمولی کارروائی کے سوا ہے اور کسی قسم کا کام حواس اور دل سے نہ لیوے۔ ہر وقت ان کو راہ معرفت میں روان و دوان رکھے۔ تب بعد عرصہ کے ان ہر دو دشمنوں پر ظفر پاکر جسم ملک کا بادشاہ ہوکر بیخوف حکومت کرتا ہے۔ آتما کو پہچاننا۔ جسم سے الگ رہنا عمدہ طریقہ حصول ظفر کا ہے۔ اپنے پرکھارتھ سے تمام امورات حاصل ہوتے ہیں۔ ضرور تاثیر لطف بھی ہوتی ہے۔ مگر اثر صحبت اور اپنا پرکھارتھ بہت ہی زور آور ہوتا ہی جو کچھ حاصل ہوا مہاتما کی صحبت اور انکی ہدایت پر عمل کرنے سے ہوا پس صحبت کرے اور فائدہ اوٹھاوے +

گل اونتالیس ۳۹

سوال۔ کہتے ہیں کہ انسان کو کس طرح برتنا چاہئے کہ برمانند بھی قائم رہے اور

گرہست کا دیوہار بھی پوُرن ہو؛

جواب۔ جب اس کو یقین کامل ہوا ہے کہ میں تمام تعلّقات سے فارغ اور تمام افعال سے برتر ہوں۔ اسوقت اُسکو چاہیے۔ کہ تمام متعلّقین کے ہوتے انکی محبت سے پاک رہے۔ سب کو اپنا آتما جانے یا خواب کے رشتہ داروں کی مانند جانے ان دونو میں سے جس طریق سے موافق طبع پسند کرے۔ وہی طریق اسکی خلاصی کے لیئے مکتفی ہے۔ سو شناخت اُسکی یہہ ہے۔ کہ جب کوئی رشتہ دار بیمار ہو یا سفر پر چلا جاوے یا جامہ تن کو چھوڑ کر عدم میں جاوے اُس وقت اسکا خیال مغموم یا مشوّش نہو۔ اور جب کوئی رشتہ دار صحت یاب ہو یا بعد مدت کے آکر ملے۔ یا حالت نزع سے بچکر پھر صحیح وسلامت ہو۔ اُس میں اسکا خیال نہ مسرور ہو اور نہ مغرور ہو۔ یعنے ہر حال میں یکساں رہے۔ یہہ طریق امتحان اُلفت سے پاک ہونیکا ہے۔ دولت و دیگر سامان کی حصولی و غیر حصولی میں بھی اسی شناخت کو عملدرآمد کرنا جو جو افعال موافق موقعہ ہوں اُن میں اپنا تعلق نہ مانے۔ کیونکہ کرم اندریوں سے موافق موقعہ ہوتے ہیں۔ جو جو پرابدھ بھوگنے کی ہوتی ہے۔ اُسی کے موافق خواہش افعال پیدا ہوتی ہے۔ یعنے کرم کے کرنے میں پانچ چیزیں شامل ہوتی ہیں۔ اوّل استھول سریر۔ دوم سوکھم سریر یا انتہکرن۔ سوم اندری۔ چہارم دیوتا۔ پنجم پراربدھ۔ اور میں ان پانچوں میں سے کوئی بھی نہیں ہوں۔ بلکہ ان سے الگ انکا شاہد ور وشن

کنندہ ہوں۔ پس مجھکو کرموں سے کیا تعلق ہے۔ اس کی شناخت یہ ہے۔ کہ شبھ
کرموں سے اس کے دھرم میں راگ (الفت) ہوکر دھرم (ثواب) کا خیال نہو اور اشبھ کرموں سے اس کے ردی
میں دویش (نفرت) ہوکر ادھرم (گناہ) کا خیال نہو بلکہ ان دونو کرموں کے ہوتے ہی راگ دویش سے فارغ
قائم بذات خود ہے۔ اور سریر کی الفت سے اسطرح پاک ہے جس طرح دوسرے سریر کی الفت سے
پاک ہے (یا جس طرح سریر کو اپنے سایہ سے کچھ الفت نہیں ہوتی۔ اسی طرح اس کو اپنے
سریر سے جو اسکا سایہ ہے۔ الفت کرنی واجب نہیں ہے۔ اور خصوص اوپر بیان ہو چکا
ہے۔ کہ سریر کا اور آتما کا کسی طرح سے تعلق نہیں (سریر جڑ ہے۔ اور آتما چیتن ہے
سریر ناسونت ہے۔ آتما انناشی ہے۔ سریر بہت چیزوں سے مرکب ہے۔ آتما ادویت
سروپ ہے سریر دکھوں کی کان ہے۔ آتما پرمانند سروپ ہے۔ اس صورت سے آتما
اور سریر کا ملاپ نہیں ہو سکتا۔ اور میں آتما ہوں۔ اس لیے سریر سے جدا ہوں۔
سریر سنکلپ تک ہے۔ اسکو اسی لحظہ میں فنا ہو جاوے۔ میری ذات میں کمی بیشی
نہیں یہ دکھی رہے یا سکھی رہے۔ یا پتلا ہو یا موٹا ہو یا سرخ ہو یا زرد ہو مجھکو اس سے
کچھ غرض نہیں۔ یہ میرے نہ جاننے سے پیدا ہوا تھا۔ اور میرے جاننے سے فنا
ہو گیا ہے۔ پس یہ کہاں اور میں کہاں اسکا سنجوگ میری ذات میں تینو کال
نہیں ہے۔ اس وچار سے آپ کو اسنگ جانکر دیہ کی الفت سے پاک ہے اسکی شناخت یہ ہے۔

کہ جسم کی بیماری اور صحت میں اپنے من کا شاہد ہوکر دیکھے کہ اس میں کسی قسم کا راگ یا دویکھ ہوا ہے یا نہیں اگر ہوا ہے تو سمجھے کہ ابھی تک من اُلفت جسمانی میں گرفتار ہے۔ پس مناسب ہے۔ کہ وچار مذکورہ بالا اور منن اور ندھیاسن کو خوب طور عمل میں لاوے اور اگر اس میں راگ دویکھ نہ ہو۔ تو یقین کرے۔ کہ اب من اُلفت جسمانی سے رستگار ہوکر برہم روپ ہوا ہے اپنی خوراک و پوشاک اس طریقہ سے رکھے جس میں اسکو احتیاج مندی دنیا داراں یا دل میں غم برداشت کرنا پڑے۔ سادہ خوراک و سادہ پوشاک سے آپ کو عادی بنا وے جس قدر ہو سکے اپنی ضروریات کو کم کرے قناعت و کفایت شعاری سے گذارہ کرے۔ معاش کے لئے کوئی ایسا ویوہار کرے کہ جس میں اس کو پریشانی یا رنجیدگی خاطر نہو۔ اور تمام وقت بھی اسی پر صرف نہو۔ وقت مقررہ کے لئے اس کام کو کرکے اس سے فارغ ہو جاوے۔ اور اس کام میں جو نفع یا نقصان ہو۔ اس کے خیال کو اپنی ذات میں راہ نہ دیوے۔ بلکہ اِن دونو حالتوں میں یکساں رہے۔ آمدنی کو پرالبدھ پر چھوڑکر جو بنتا جاوے۔ اسی میں آنند روپ رہے۔ وِشئی پُرشوں سے اُلفت نہ کرے۔ کیونکہ صحبت ایک پُر تاثیر شئے ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی لذت ہماری عادت سے شامل ہوکر ہماری خوگیر ہوے تو عمر بھر تک اس سے نجات نہ ہوگی۔ کسی منشی چیز سے اپنی عادت نہ بناوے زبان کا ذائقہ

اس قدر نہ بڑھا وے کہ لذیذ اور مزہ دار چیز کے سوائے کوئی حلق سے نہ گذرے۔ بلکہ صرف شکم پری کا خیال پیش رکھکر جو کچھ بلا جدو جہد سے حاصل ہو۔ اس پر صابر شاکر رہے۔ لوگوں سے با تواضع و خوش خُلقی پیش آوے مطلب کے سوائے لوگوں سے کلام نہ کرے۔ نہ کسی کی شکایت کرے۔ اور نہ سُنے سب کو اپنا آپ سمجھکر آرام دیوے۔ یا سب سے بے تعلق رہے اپنے وقت کو اس صورت سے تقسیم کرے کہ جس میں کاروبار دنیا بھی بسر ہو جاوے۔ اور اپنے ہیرو آنند میں مگن رہنے کے لئے بھی کافی فرصت ہو۔ سوائے ستگور کے کسی کو اپنا دوست نہ سمجھے۔ کسی سے تمسخر نہ کرے۔ سب سے باادب و بالحاظ برتے۔ تاکہ توقیر قائم رہے۔ اگر دولت خرچ ضرورت سے وافر ہو تو خدمت فقرا و محتاجاں میں صرف کرے۔ اپنے خانہ کو مہمانسرائے سمجھے۔ اپنے زن و فرزند و برادر و مادر و پدر کو سفر کے رفیق جانے جسم کو چند دم گذارنے کے لئے ہمیشہ بانہ جانے۔ کسی سے درشت روھوکر کلام نہ کرے۔ ہمیشہ باحوصلہ و حلیم و متواضع و راست گو و خوش خُلق و صابر و مستغنی رہے۔ اشیاء فانی کے لئے کسی سے سوال نہ کرے۔ سوال کرنا۔ گویا آپ کو خالی ظاہر کرنا ہے۔ پس ہمیشہ بھرا رہے اور اپنے آتم سروپ میں پرسن رہے۔ مکانات کے بنوانے یا دولت جمع کرنے یا زمینات کو خریدنے یا تجارت کے پھیلانے میں مصروف نہ رہے۔ گذارہ کے لئے کاروبار کرے یہ تمام ہنگامہ خواب ہے اس بات کو ہمیشہ یاد رکھے۔ چاہیے کہ اس موافق عمل کرے۔ تاکہ آرام دلی حاصل ہو۔

گُل چالیس

سوال۔ ویشنو کس کو کہتے ہیں؟

پرہیزگار
جواب۔ ویشنو دو قسم کا ہے۔ ایک ظاہر دوم باطن۔ ظاہر وہ ہے جو اپنے جسم کو غلاظت سے پاک رکھتا ہے۔ اور غذا اپنے ہاتھ سے بنا کر کھاتا ہے۔ سب کسی سے پرہیز کرتا ہے کسی کے ساتھ چھوتا ہی نہیں برتن کے صاف کرنے اور چونکا لگانے اور لکڑیوں کو دھونے اور کھانا بنانے میں اپنا وقت عزیز ضائع کرتا ہے۔ وہ کبھی پاک نہیں رہتا ہمیشہ پلید ہے۔ کیونکہ جس جسم کے پاک کرنے میں وہ مصروف ہے۔ اُس کی ترکیب استخوان گوشت۔ رگ۔ پے۔ خون۔ پیشاب۔ ونجاست سے ہے۔ اس لئے اُس کی محنت بے سود ہے دوم ویشنو باطن وہ ہے۔ کہ جو اپنے انتہکرن کو کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار۔ سے شُدھ پاک رکھے۔ اور کبھی دیہہ کا ابھمان یا ورن آشرم و کُل کا ابھمان نہ کرے۔ اور آپ کو دیہ بدن نسب
جو اگیان کا رچا ہوا ہے۔ الگ جان کر شدھ آتما ملنے ہمیشہ وشن کی مایا سے دور ہو کر ایک ہی وشن دیکھے۔ وہ بہت کو اپنے انتہکرن میں راہ نہ دیوے۔ اندر یوں روپی برتنوں کو مٹے دوئی
روپی غلاظت سے شدھ کرے انتہکرن کے چونکے کو ویراگ روپی پوچا دیوے۔ اور گیان وگیان روپی بھوجن بنا کر کھاوے۔ تاکہ سدا پاک اور پوتر رہے۔

ایک دفعہ جو شخص اس طریق پر عمل کرے۔ پھر اس کو ناپاکی نہ ہووے۔ پس مناسب ہے کہ دشنو باطنی ہونا چاہئے۔ کہ جسکا پھل جیون مکت ہے۔

گل اکتالیس

درحقیقت من بڑا چنچل ہے۔ من کے برابر کوئی چیز چنچل نہیں ایک پہر لنے میں آکاس پر دوسرے پھرنے میں پاتال پر۔ اسکا روکنا دو علاج کرکے ہوتا ہے۔ ایک ست سنگ دوسرا ست شاستروں کا وچار ست سنگ دو قسم کا ہے۔ ایک بیرونی۔ دوم۔ اندرونی۔ بیرونی یہ ہے۔ کہ برہم گیانی مہاتما پرکھ کی خدمت میں باادب و ارادتمندی حاضر ہوکر اُن کے سخنان کو گوش ہوش سے سننا۔ اور راستی انکی یقین کرنا۔ اور اندرونی یہ ہے۔ کہ شنیدہ سخنان کو گوشہ تنہائی میں تمام حواس ظاہری و باطنی کو اپنی اپنی لذات سے باز رکھکر شدھ بدھ سے وچار کرنا۔ اور اپنی دلائل سے پایہ ثبوت و راستی پر پہنچا کر صندوق حق الیقین میں جمع کرنا اور اگر کوئی اعتراض پیدا ہو تو اُن سے باادب دریافت کرنا اگر برہم گیانی موجود نہ ہو تو اس کے اُپدیش مکتوبہ پر طریق مذکورہ بالا سے عمل کرنا اس کو ست شاستروں کا وچار کہتے ہیں۔ یہ علاج اس واسطے قایم کیا گیا ہے کہ من نہایت لطیف شے ہے۔ اور وجود وار نہیں صرف ہوا کی مانند صورت سنکلپ میں نمایان

ہوتا ہے۔ اسواسطے اس کے مارنیکے لئے بھی لطیف آلہ چاہیئے۔ سو وچار بھی سنکلپ روپ ہے۔ اس سے من جلدی اپنی حرکت سے باز آکر قایم ہو سکتا ہے۔ من کو من کے ساتھ مارنا ہوتا ہے۔ اور کوئی بیرونی آلہ یا سامان اس کے قابو کرنے میں کارگر نہیں ہو سکتا من کہیں آتا جاتا نہیں۔ صرف اپنے منکلپ سے تمام گذشتہ امورات کو صورت یادگار میں اور آئیندہ امورات کو صورت انتظار میں اور موجودہ امورات کو صورت کار میں بنا لیتا ہے۔ اپنے متعلقین کی بیوفائی میں مغموم اور وفاداری میں مسرور رہتا ہے۔ جن جن اشیا سے اس کو تعلق ہے۔ اور جس چیز کا اس کو علم ہے۔ اسی کو یاد کرکے پریشان ہوتا ہے۔ دیکھیے جن آدمیوں سے ہماری واقفیت نہیں۔ یا جن ملکوں یا شہروں کو ہم نے دیکھا نہیں یا سنا نہیں۔ یا جن لذات کو ہم جانتے نہیں۔ یا جس غذا کو ہم نے کھایا نہیں۔ یا جس علم کو ہم نے پڑھا ہی نہیں اسکا خیال ہمارے دل میں نہیں آتا۔ صرف جس سے ہمارا تعلق دیدنی یا شنیدنی یا گفتنی یا خواندنی یا گرفتنی ہے وہی ہمارے دشمن خونخوار ہیں۔ پس سب کو دل سے فراموش کرنا نہایت عمدہ طریق حصولِ آرام کا ہے سو یہہ فراموشی اس وقت ہوتی ہے۔ کہ جب یہہ یقین واثق ہو کہ تمام ہنگامہ جو دید شنید یا گفتگو یا فکر وقیاس وعلم میں آرہا ہے۔ بمو دبے بود مثل آب سراب یا تماشائے خواب ہے ان کا اور میرا تعلق صرف اگیان سے ہے۔ کیونکہ میں نہ آپ کو جانتا ہوں

اور نہ اشیاء کی اصلیت سے علم رکھتا ہوں۔ اسواسطے یہہ فرضی اشیاء میرے آزار کا باعث ہو گئی

ہیں۔ ان اشیاء پر کچھہ الزام نہیں میرے من نے جو اگیان سے پیدا ہوا ہے۔ مجھکو بے بنیاد

تکلیف و بے سبب سونچ میں ڈالا ہوا ہے۔ ورنہ یہہ پدارتھ تو ساکن اور بے زبان اور ایک جا

قائیم نہ کسی سے اُلفت نہ کسی سے نفرت اپنی ہستی میں قائیم ہیں۔ میں اپنی ذات

کو بھول کر ان کو اپنا مانتا ہوں۔ اور دُکھ پاتا ہوں۔ اگر آپ کو سنبھالوں۔ تو

اُن اشیاء کی ہستی کچھہ ہی نہیں۔ آب سراب تب تک یقین ہوتا ہے۔ جب

تک سورج کا علم نہیں ہوا۔ رسن میں مار اُس وقت تک خوف دیتا ہے۔ جب تک بذریعہ

چراغ یا ہدایت کسی دانندہ کے رسن کو نہیں جانتا۔ صدف کو نقرہ مانکر تب تک ہم اُس کے

اُٹھانے کے واسطے دوڑینگے جب تک ہم کو صدف کا یقین نہو اُسی طرح جہاں اُس وقت

تک راست ہے جب تک ہم کا گیان نہیں ہوا۔ جہاں کوئی شے نہیں۔ زمین و آسمان

و دریا۔ کوہ۔ انسان حیوان جہاں نہیں ہیں۔ ان تمام کے اسماء و صفات کا مجموعہ

جہان ہے۔ اور میں فلان ہوں۔ اور فلانے کا بیٹا ہوں۔ یہہ میرا نام ہے یہہ میری

ذات ہے۔ یہہ میرا دشمن ہے۔ یہہ دوست ہے۔ ان تمام خیالات کا نام جہان ہے۔

اور ان تمام خیالات کو ماننا من ہے۔ اور یہہ خیالات اُس وقت دُور ہوں۔

جب یہ آپ کو نام اور ذات اور باپ اور بیٹے کے تعلق سے فارغ سمجھے۔ اور کل اسماء کو

مفروضہ جانے جب یہ علم ہوا اُس وقت نہ من رہیگا اور نہ جگت صرف ایک ذات مُطلق رہیگی - اس قسم کی فہمید سے غلاظت دلی دور ہوتی ہے نہ کہ صرف رام رام کہنے سے عوام الناس ہیں جو رام رام مشہور ہے بعضے تو صرف راجہ دسرتھ کے بیٹے کو رام خیال کرتے ہیں اور بعضے جگت کے کرتا کو اصل رام کے معنے دیا ایک سے یعنے محیط کل عالم کے ہیں جو ذات تمام اشیا میں رم رہی ہے سو رام ہے ایسا کوئی مکان یا زمان یا شے نہیں جو رام سے خالی ہو تمام اندریوں کو جو طاقت دیتا ہے سو رام ہے - زمین میں قائم ہو کر جو انواع اشجار کی روئیدگی میں طاقت دیتا ہے وہ رام ہے - سورج میں پرکاش روپ رام ہے - کال میں کال دیس میں دیس - جل میں سردی - چاند میں روشنی - زور آور میں زور - خوبصورت میں خوبی - گیان میں گیان اور اگیان میں اگیان غرضکہ سب رام روپ ہے اسی طرح سمجھنا اور یقین کرنا - دیکھنا - اپدیش کرنا - رام کا بھجن کہلاتا ہے وسرتھ کا بیٹا رامچندر بھی اسی گیان کو سمجھکر گیانی ہوا تھا - وہی رام میر آتما ہے جو سب میں رم رہا ہے سو رام ہے - رام کا لفظ اور رام کے معنے ہزاروں کوس کا فاصلہ رکھتے ہیں ::

چمن دوم درباب پیدائش وفنائے جہان

گلُ اوّل

سوال ۔ جہان کیا چیز ہے کس طرح پیدا ہوا کیونکر فنا ہوتا ہے اس کا ابتدا و انتہا ہے یا کیونکر ہے ؟

جواب ۔ جہان علم یا خیال ذات حق ہے ۔ اسکی پیدائش صرف خیال ہی سے ہے اگرچہ جہان کی پیدائش میں مختلف مسائل و صدہا دلائل ہیں مگر سب کا بنیاد خواہش ایزدی پر رکھا ہے یعنے جب اُس ذات تنزیہ و مطلق میں عشق خود بینی و تکثر خونیزن ہوا تو اسی وقت حالت تشبیہ و تقلید میں ظاہر ہو کر جہان کے نام سے مشہور ہوئی جس طرح ایک تخم سے درخت مشتمل بہ برگ و شاخ و گل و ست ہوتا ہے اسیطرح ایک ذات گوناگون جہان ہوا اگرچہ صورت تخم صورت درخت سے کسی قسم کی موافقت نہیں رکھتی مگر تو بھی تخم سے کسی طرح جدا نہیں تخم ہی میں نہاں ہے اور تخم ہی سے عیاں ہوتا ہے گویا تخم اور درخت ایک ہی شے کے دو نام ہیں ۔ اسی طرح اگرچہ جہان مختلف اقسام اشیاء و عجیب حالات سے معمور اور دیدنی ہے تاہم عین ذات ہی ہے کیونکہ تمام مذاہب

کی رائے اس امر میں کہ اول بھی خدا ہے اور آخر بھی خدا ہے متفق ہے - پس جائے
غور ہے کہ درمیان میں سوائے خدا کے کون ہوا - صرف خدا ہی خدا ہے - خدا کی بعلمی
سے جو اس کو جہان کہا گیا ہے یہی اس کا پیدا ہونا ہے - اور خدا کے علم سے جب یقین
ہوا ہے کہ جہان کچھ چیز نہیں ہے - یہی اس کا فنا ہونا ہے - یعنے بعلمی یا غفلت باعث
موجودگی جہان ہے وعلم یعنے دانش حقیقی باعث معدومی جہان ہے - جہان کو
صرف خیال ہی سمجھئے - جب خیال کو دور کیا جاوے تو نہ کوئی جہان ہے اور نہ جہان
کا نشان ہے - تو خیال کا پیدا ہونا جہان کا پیدا ہونا اور خیال کا گم ہونا جہان کا
گم ہونا ہوا اور اس کی ابتدا وانتہا اگر نظر حقیقت سے دیکھی جاوے تو نہیں ہے - کیونکہ
جہان علم حق یا عین حق ہے جس طرح حق ابتدا وانتہا سے فارغ ہے اسی طرح یہ بھی
ہے - اور اگر اس کو نظر دوئی سے دیکھا جاوے تو بعلمی اسکی ابتدا و علم اسکا انتہا ہی
اس اخیر کلام سے بھی کلام اول میں کچھ فرق نہیں آسکتا کیونکہ اصلیت سے نہ کچھ پیدا ہوا ہی
اور نہ کچھ فنا ہوا ہے صرف اس یقین نے جو جہان ہو کر دلنشین ہو رہی ہے اٹھنا ہے ورنہ
کسی چیز کا ثبوت سے عدم نہیں ہوتا

گل دوم

جہان صرف بازیچہ خواب ہے - قدیم سے ایسا ہی چلا آتا ہے - گویا مدت کی کھیل ہے

صدہا اس میں کھیل کھیل کر چلے گئے ہیں اپنی اپنی نوبت پر ہر کوئی نقارہ بجا گیا ہے۔ کیونکہ موت ایسی زورآور ہے کہ اس کے پنجہ سے کوئی نہ بچا ہر کہ ومہ اسکا لقمہ ہوا بڑے بڑے عالیشان بادشاہ جن کے پاس بے تعداد لشکر تھے اور ہر قسم کا سامان حرب وضرب تھا مثل پشہ کے اس ظالم مرگ کے ہاتھ سے نیست و نابود ہو گئے ہیں۔ حیران کی بات تو کچھ ہی نہیں دیکھئے جن کو لوگ اوتار و رشن کا مانتے ہیں مثلاً رامچندر۔ سری کرشن و بیاس و باون وغیرہ بھی اپنے اپنے وقت پر دریائے نیستی میں مستغرق ہو گئے ہیں۔ سوائے ان کے نام و افعال کی یادگاری کے اور کچھ باقی نہیں۔ برہما اور وشن اور ردر جو جگت کے کرتا مشہور ہیں۔ کئی بار پیدا ہوتے ہیں اور کئی بار ناس ہو جاتے ہیں۔ پس ایسے جگت پر دل باندھنا محض نادانی ہے۔ یہ صرف دیدنی و تماشا ہے اصلیت میں کچھ نہیں۔ غفلت میں اس کا سامان سب عمدہ و درست یقین ہوتا ہے۔ لیکن جب دانش کی آنکھ کھلتی ہے تمام نمود بے بود و ہیچ معلوم ہوتا ہے۔ کئی وشن ہوئے اور کئی برہما ہوئے اور کئی رودر کئی فقیر کئی امیر کوئی انتہا نہیں جس طرح گولر کے ثمر میں بیشمار کیڑے ہوتے ہیں اسی طرح یہ جہان انواع انواع مخلوق سے پُر ہے۔ کیا ہے کچھ بھی نہیں واہیات کھیل ہے۔ الفت کے رشتہ سے باندھے ہوئے انسان مثل پتلیوں کے ناچ رہے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ جہان کیا ہے اور ہم کون ہیں عارضی

رشتہ پر ایسے غلطاں ہوگئے ہیں کہ کسی کو زن وکسی کو فرزند مان لیا ہے اور ایک گھر قایم کرلیا ہے تمام اپنی نقدی حیات اُن کے آرام کے لئے ضایع کرتے ہیں ایسے مائل ہوگئے ہیں اگر اُن کے اختیار میں ہو تو کبھی اسکو نہ چھوڑیں مثل وشٹا کے کیڑے کے وشٹا میں پڑے سڑ گئے ہیں افسوس صد افسوس ایسے انسانوں پر ہے *

گُل سوم ۳

سوال۔ جگت کا وِستار کیونکر ہوا۔

جواب۔ سُدھ چیتن ست چت آنند برہم وِبہے جیووں کے کرموں کے پریک بھئے آرنبھ کال میں یہہ خواہش ہوئی کہ ایک ہوں اور بہت ہوں اس اچھا سے برہم کی اودیا وہ مایا مین کھوب یعنے لغزش ہوگئے تدریجاً آکاس وایو اگنی۔ جل۔ پرتھوی اُتپت ہوئی اول ان کا پنچی کرن نہیں تہا۔ اُن پنچی کرن مہابہوتن سے سمشٹ یعنے کُل وِیشٹ یعنے جزو سوکھم سرشٹا ہوئی چونکہ اس سوکھم سرشٹ سے پورا پورا بھوگ نہ ہوسکتا تہا اس لئے ایشور کی اچھا سے اِن پنچ بہوتوں کا پنچی کرن ہوت بہایعنے ایک ایک بھوت کے دو دو

لہ پنچی کرن سے مراد ہے کہ ایک ایک تت یعنے عنصر کے پانچ پانچ کرکے انکو آپسمیں ملانا تاکہ ایک ایک عنصر مین پانچ پانچ عنصر شامل ہوجاوین کہ جس سے کاروبار دنیا بخوبی چلنے لگا سے اپنچی کرن سے مراد ہے کہ جن کا اختلاط صورت مذکورہ بالا سے نہیں ہوا *

حصے ہوئے اُن حصوں میں سے ایک حصہ سالم اور دوسرے کے پھر چار حصے ہوئے
ایک بھوت کے سالم حصے میں اپنے خورد حصہ ملا کر باقی چار بھوتوں میں سے ایک ایک خورد
حصہ اس کے ساتھ شامل ہوا اسی طرح ایک ایک بھوت میں پانچ پانچ بھوت مخلوط ہوئے
اسی کا نام پنچی کرن ہے ان پنچی کرن پنچ مہا بھوتن سے سمشٹ ویشٹ و استھول سرشٹ
ہوئی اس پرکار جگت کا وستار ہوا ۔

سوال - اپنچی کرت پنچ مہا بھوتوں کا کارج کیا ہے ۔

جواب - پنچ تن ماترا یعنے شبد سپرس - روپ - رس - گندھ - چار انتھکرن
یعنے من - چت - بدھ - اہنکار - پنچ گیان اندری - سروتر - تیتر - ستچا -
رسنا - ناسکا اور پران ۔

سوال - پنچی کرت پنچ مہا بھوتوں کا کارج کیا ہے ۔

جواب - استھول دیہ جو وشیو نکے بھوگنے کا استھان ہے استھول اندری
جاگرت - سپن - سکھوپت - اوستھا ۔

سوال - دیہ کتنے قسم کا ہے ۔

جواب - دیہ تین قسم کے ہیں - استھول - سوکھم - کارن

سوال - ان کی تشریح کس طرح ہے ۔

جواب - استھول سریر پچیس ۲۵ تتوں کر کے رچا ہوا ہے یعنے ایک ایک تت کی پانچ پانچ وستو ملی ہوئی ہیں - آکاش کے پانچ تت کام - کرودھ - لوبھ - موہ - متسر پون کے پانچ تت - دوڑنا - اچھلنا - پسرنا - سنکوچنا - بلنا یعنے پھرنا - اگن کے پانچ تت - بھوک - پیاس - نیند - آلس - کرانت - جل کے پانچ تت - خون - منی - کف - پیشاب - پسینہ - پرتھوی کے پانچ تت - استھان گوشت - چرم - ناڑی - روم یعنے بال - ان پچیس تتوں سے جو مرکب ہے - اُس کو استھول سریر کہتے ہیں - سوکھم سریر ستارہ تتوں سے رچت ہے - پانچ گیان اندری - جس کی تشریح اوپر ہو چکی ہے - اور پانچ کرم اندری - یعنی واک ہاتھ - پاؤں - گدا - لنگ - پانچ پران یعنی پران - اپان - دیان - اودان سمان - اور دو انتھکرن یعنے من - بدھ - ان ستارہ تتوں کے مجموعہ کو سوکھم سریر کہتے ہیں - اور تیسرا کارن سریر کیول اگیان روپ ہے ۔

سوال - آتما تین سریر ہے یا ان سے جدا ہے اگر جدا ہے تو کون ہے ؟

جواب - آتما یہ تین سریر نہیں کیونکہ جن اشیا سے یہ تینوں سریر مرکب ہیں آتما ان سب کو جدا گانہ جانتا ہے اور ان اشیا میں سے کوئی چیز آتما کو نہیں جان سکتی - پس ثابت ہوا کہ سریر جڑ ہے - اور آتما چیتن ہے - اسلئے آتما سریر سے جدا ست چت انند روپ ہے

سوال - سرشٹی کی کریا کون کرتا ہے اور کس طرح ہوتی ہے ؟

(افعال) (چیتن)

جواب - سرشٹی کی کریا چار انتہکرن اور دس اندریٔ کرتے ہیں اور چدابھاس کے آسرے ہوتی ہے -

(حواس باطنی) (حواس ظاہری)

سوال - ان اندریوں کے کرموں کی تشریح کس طرح ہے ؟

جواب - بمفصل ذیل طریقہ ہے :-

۱	۲	۳	۴	۵	۶
قسم	اندریے ادھیاتمک	دیوتا ادھیدیوک	وشا ادھبھوتک	وہ تت جسکا یہہ کاریہ ہی	کیفیت
انتہکرن	من	چندرماں	سنکلپ وکلپ	پانچ تتوں کے مشترک ستوگن کی انس ہے	
	چت	وشن	چتونا		
	بدھ	برہما	نسچہ کرنا		
	اہنکار	رودر	میں میری		
گیان اندریے	سروت (کان)	دگپال	شبد	اکاس	ایک ایک کے ستوگن انس سے ایک ایک اندریے اوتپت ہوی
	تچا	پون	سپرس	پون	
	نیتر	سورج	روپ	اگن	
	رسنا	ورن	رس	جل	
	ناسکا	اشنی کمار	گندھ	پرتھوی	
کرم اندریے	واک	اگن	بولنا	اکاس	ایک ایک کے رجوگن انس سے ایک ایک اندریے اوتپت ہوی
	ہست	اندر	لینا دینا	پون	
	پاد	اوپیندر	چلنا	اگن	
	اوپستھ	پرجاپت	رت بھوگ	جل	
	گدا	یم	ل تیاگ	پرتھوی	

چدابھاس دو الفاظ سے مرکب ہے چد یعنے چیتن اور ابھاس یعنے عکس یعنے انتہکرن میں جو چیتن کا عکس پڑتا ہی اسکو چدابھاس کہتے ہیں

یہ چودہ ترپٹی یعنے اندرے وشے دیوتا جن کی تفصیل دیگئی ہے سب کرموں کو کرتی ہیں۔ آتما
ان سے نیارا ان کے جانینوالا اور روشن کرنیوالا ہی اسلئے کسی کام کا کرتا اور کسی دشے
کا بھوگتا نہیں ھے اگیان سے آپکو کرتا بھوگتا ماننا ھے اس لئے بے سود دکھ سکھ بھوگتا
ھے ثابت ھوا کہ آتما تینوں سریروں سے رہت الگ رہے ہے ۔۔

سوال ۔ اوستھا کتنی پرکار کی ہیں ۔۔

جواب ۔ اوستھا چار ہیں جاگرت ۔ سپن ۔ سکھوپت ۔ تریا ۔۔
بیداری ۔ خواب ۔ خواب گران ۔ علم حق

سوال ۔ ان کا سروپ کیا ھے ۔۔

جواب ۔ جب مذکورہ بالا چودہ ترپٹی کرم کریں سو جاگرت اوستھا ہے ۔ اس کا
استھان نیتروں میں ہے اور اس کا ابھمانی وشو ہے جب سولہم سریر جو ستارہ تتوں سے
مرکب ھے موجود ہو وہ سپن اوستھا ہے جس کا استھان کنٹھ ہے جس کا ابھمانی تیجس ہے اور جب
استھول و سوکھشم سماج اگیان میں محو ہو کر کیول آنند بھوگ اوستھا رہے وہ سکھوپت
اوستھا ھے اس کا استھان ہردہ ہے جس کا ابھمانی پراگ ھے اور جب تمام واہمات
و خیالات اگیان کے دور ہو کر صرف گیان سروپ آتما رہے وہ تریا ہے ۔۔

سوال ۔ آتما یہ چار اوستھا ہے یا ان سے جدا ہے اگر جدا ہے تو کس طرح ۔۔

۱ ۔ وشو نام جیو کا ہے جو حالت بیداری میں کام کرتا ہے ۔ ۲ ۔ تیجس نام نورانی ۔ حالت خواب میں اس روح کو اس نام کر
کہتے ہیں ۔ ۳ ۔ پراگ نام روح کا ہے جو حالت خواب گران میں ہوتا ہے ۔۔

جواب - آتما تین اوستھا جاگرت سپن سکھوپت سے الگ ہے اور اسکی اوستھا جو جاگرت اوستھا سپن میں نہیں ہے بلکہ سپنے کے آنے سے جاگرت گم ہو جاتی ہے اور سپن اوستھا جاگرت میں نہیں ہے بلکہ جاگرت کے آنے سے سپن گم ہو جاتی ہے اور سکھوپت میں یہ دونوں نہیں ہیں اور سپن اور جاگرت دونوں میں سکھوپت ہے بلکہ سکھوپت کے آنے سے یہ دونوں گم ہو جاتی ہیں اور ان دونوں کے آنے سے سکھوپت ناش ہو جاتی ہے اس لئے یہ تینوں متھیا ہیں اور آتما ان تینوں حالات میں یکساں ہے کیونکہ ان تینوں کی اوتپت اور ناش کو جانتا ہے اور پھر ان کی تبدیل سے تبدیل نہیں پاتا ہے اس لئے آتما ستیہ ہے آتما کا ان تینوں اوستھا کے ساتھ کسی قسم کا سنبندھ نہیں ہے یہ اگیان سے جیت گیان کے کارج سریر کی اوستھا ہیں اور آتما اگیان سے بہت کیول گیان سروپ ان سے نیارا کیول تریا وہ ہے تریا نام پرکاش کا ہے۔

فارغ صرف علم

جدا محض نورانی علم

سوال - جگت کو برہم سے کیا نسبت ہے۔

جواب - جس طرح وہم سے رسن میں سانپ آئینہ میں عکس صدف میں نقرہ ساکھی میں خواب ہوتا ہے ویسے ہی برہم میں جگت مفروض ہے بلکہ برہم عین جگت ہے۔

گل چہارم

اگرچہ موجودگی اجسام مثل موجودگی حباب ہے دم کا جو تمام حقیقت دم ہے غیر ستی ہے

تمام ہستی اس جسم کی ہے جسم سے قبل اور جسم کے بعد کا حال آج تک کسی کو معلوم ہوا ہے اور
نہ ہوگا تمام وصفات وعیوب روح و وجود خوب و زشت اس جسم کے ظہور
سے معلوم ہوتے ہیں ورنہ روح مجہولیت ہے اس میں تمیز کچھ نہیں ہو سکتا اور کاروبار دنیا
بھی اس جسم پر منحصر ہیں غرضکہ جہان تمام موجودگی جسم کا ہے جب جسم نہیں تو کیا
ہے کچھ بھی نہیں اس لئے جب تک ہنگامہ بدن بنا رہے اس کو غنیمت سمجھ کر اس سے
فائدہ اٹھانا ہے ورنہ ایک روز اس ہستی مثل دل کے معدوم ہو کر نیست و نابود ہو جاتا ہے
اس میں کچھ شک نہیں۔ اور پھر طرفہ یہ ہے کہ کوئی خاص وقت اس کے فوت ہونیکے
لئے مقرر نہیں ہے۔ گویا موت ہر وقت حاضر ہے صرف تجربہ سے لوگوں کو یقین ہوا ہے
کہ پیری میں وقت مرگ مقرر ہے لیکن یہ غلط اور خام خیال ہے دست تعدی مرگ
کا ایسا دراز ہے کہ اس نے طفل شیر خوارہ سے پیر عمر خوردہ تک سب کو احاطہ بازو میں لے
رکھا ہے۔ جو آگے آیا اسکو لقمہ کیا۔ نہ طفل دیکھتا ہے نہ جوان دیکھتا ہے اور نہ پیر
دیکھتا ہے اور ایسا بے رحم اور یکساں نظر ہے کہ سب کو اپنی اپنی نوبت پر درجہ عدم
پہنچاتا ہے۔ دیوتا و رکھیشر و منیشر و اوتار و پیغمبر و اولیا و رشی منی و بہادر و خوب صورت
عابد و زاہد و عارف کسی کو نہیں چھوڑتا سب پر دست مرگ دراز ہے تمام اسکے چنگ
میں مثل پشہ کے گرفتار ہیں اور تمام لوگ مرنے سے پہلے مرے ہوئے ہیں کوئی چار دن آگے

اور کوئی چار دن پیچھے آخر کار سب کو بھی حالت درپیش ہے جب تک بے نام و نشان نہو تب تک اس کی تکمیل نہیں ہوتی۔ پس وقت کے لحاظ سے کوئی جوان کوئی پیر کوئی زندہ کوئی مردہ اور کوئی قریب المرگ ہو رہا ہے اگر وقت کے لحاظ یعنے تفاوت کو درمیان سے اٹھا کر دیکھیں تو سارے لوگ مردہ ہیں کوئی زندہ ہی نہیں سارے ہی دریائے نیستی کے امواج و حباب ہیں۔ تمام ان کی رفتار و کردار نیستی کی طرف مائل ہیں اور آخر کار دریائے نیستی میں مستغرق ہو کر معدوم ہو جاوینگے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ابتدا و انتہا اپنی اصلیت کی سوچکر بیخوف و بیفکر رہے۔ موت تو ہماری دایہ ہے کہ جس کی گود میں ہم لوگ مثل طفلان پرورش پا رہے ہیں اور جو ہمارے ہاتھ پکڑ کر اپنی مرضی موافق جا بجا معدومی کی طرف لیجاتی ہے۔ دم کا گذرنا قدم کا بڑھنا ہے۔ ایسی حالت کو دلنشین کرکے اس سے برکنار ہو اور کسی حالت میں ملول و شادان نہونا گیان کہلاتا ہے۔ جو علم ان تمام حالات کو جانتا ہے اور بعد ان کی معدومی کے قایم بالذات رہتا ہی سو علم پرماتما۔ برہم۔ نرنکار۔ نارائن۔ اللہ۔ خدا۔ گاڈ وغیرہ کے ناموں سے موسوم ہے۔ اس کو اپنا آپ سمجھنا۔ یقین کرنا۔ دیکھنا۔ ہونا گیان کہلاتا ہی سوائے اس علم کے جو حق و بیزوال اپنی ہستی میں ہستے اور کوئی شے ایک حالت پر قایم نہیں رہتی اگرچہ اصلیت سے کوئی شے کالعدم نہیں ہوتی تو بھی تبدیل صورت ان اشیا میں

اس قدر ہوتی ہے کہ برابر نابودی کے ہوجاتی ہے اور عین علم جو ذات بحت ہے وہ ہمیشہ
ایک حالت عین علم میں مستقیم ہے اس میں تبدیلی اور تغیر کو راہ نہیں اور سب کی اصل وہ
ذات ہی تمام موجودات میں مثل جان مقیم ہے۔ تمام علوم کا علم تمام اذکار کا ذکر تمام
افکار کا فکر تمام الفاظ سے اول دانائی کی دانائی شنوائی کی شنوائی - گویائی کی گویائی
بویائی کی بویائی - بینائی کی بینائی سب سے اول اور سب سے آخر۔ کسی خاص
جگہ نہیں محیط کل شے ہے۔ اس کی جستجو میں کوئی سفر درپیش نہیں ہے۔ صرف آپ
سے گذرنا اور اس ذات سے واصل ہونا ہے اپنی ہستی سے قدم اٹھانا اور اس ذات
میں قدم رکھنا ہے ہم سب لوگوں کی وہی ذات ہے بلکہ ہم سب عین ذات
ہیں اور ذات عین سب ہم ہیں۔ کچھ فرق درمیان نہیں۔ صرف دانستگی
اور نادانستگی کا فرق ہے۔ رستگاری اور گرفتاری بھی اسی کو کہتے ہیں
سوائے اس کے اور نہ کوئی رستگاری ہے نہ گرفتاری ہے۔ خیالات کا مجموعہ صورت
جہان ہے اور جہان کوئی چیز نہیں انسان کے دل میں ہمیشہ سلسلہ خیالات
جاری رہتا ہے۔ اس واسطے اس کا جہان فنا نہیں ہوتا۔ اگر اس سلسلہ کو دانش
مذکورہ بالا سے توڑے تو جہان کا نشان بھی نہ ملیگا اور یہ انسان جو کچھ کہ اب بنا ہوا
ہے یا جو کچھ اس نے آپ کو مانا ہوا ہے۔ سو وہ بھی صرف اس کا اپنا خیال ہے۔ اب یہ

خیال سے اپنی ہستی و نام و ذات و فرقہ و رشتہ قایم کرکے آپ ہی اُس میں گرفتار ہے
اگر اپنے خیال کو اُٹھا کر دیکھے تو یہ بھی کچھ نہیں پس اس خیال کو رفع کرنا ہی اعلےٰ تر
ہے۔ جب خیال کو خیال جانا اور پھر اس کو متلون سمجھا تب اس کی نسبت اسے یقین
اور اسکے ہنگامہ سے دل کو لگاؤ نہ رہیگا صرف عین علم خیال سے برتر ہوگا جس میں کچھ
کہنا ہے اور نہ سُننا ہے۔ خود درخود قایم بالذات ہے۔

گُل پنجم

یہ مسئلہ کہ تمام امورات حکم ایزدی سے ہوتے ہیں درست ہے لیکن میں پوچھتا ہوں
کہ کس جگہ ہو رہے ہیں اور کس واسطے ہو رہے ہیں اور جو کچھ نظر آتا ہے وہ کیا ہے اگر کہا جاوے
کہ جگت میں ہو رہے تو اب چاہئے غور ہے کہ جگت کہاں ہے جگت ذات پرماتما میں قایم
ہے بلکہ عین پرماتما ہے جس طرح سمندر میں حباب۔ اگر آپ کہیں کہ زمین و آفتاب و
ماہتاب و ہوا و روشنی وغیرہ معدوم ہو جاوینگے سوچنا چاہئے کہ کس میں معدوم ہو جاوینگے
یہی کہنا ہوگا کہ برہم میں لین ہو جاویں گے۔ اب کہاں ہیں۔ اب بھی برہم میں ہیں
پس کیا ہوا برہم ہی برہم ہوا کوئی نہیں ہے نہ کوئی آفتاب ہے نہ ماہتاب ہے۔
صرف اسم سے تفاوت ہو گیا ہے کہ کئی لوگ جگت کہتے ہیں اور کئی برہم و حقیقت

ایک شئے کے یہ دو نام ہیں جس طرح تخم اور درخت۔ پس ثابت ہوا کہ نہ کچھ پیدا ہوا ہے
اور نہ فنا ہوتا ہے پرماتما ہی جگت روپ ہے۔ پرماتما کی بےعلمی سے اس کو جگت کہتے ہیں۔
اور اس میں بہت سی طرح کے نام اور صفات قائم کر کے دام دوئی پھیلا رکھے ہیں۔ قول۔ وہ
یہ وغیرہ جھگڑا کرتے ہیں اور جو کچھ ہو رہا ہے کچھ نہیں ہو رہا۔ کیونکہ آپ ہیں آپ قائم خود
تماشا کنندہ۔ خود تماشا۔ خود تماشا بینندہ ہے۔ مثل قول۔ فرد

چوں ناظر و منظور توئی غیر تو کس نیست

ایں اینچہ سبب گشت پدید ایں ہمہ غوغا

اور جو کچھ نظر آتا ہے وہ عین پرماتما ہے جگت یا دیگر کوئی شے فنا عدم نہیں
حقیقت ہے۔ جا غور ہے کہ سب وہ ذات جس کو پرماتما یا خدا کہتے ہیں اور جس کو پیدا کنندہ
و حاکم و مالک قرار دیتے ہیں واحد لاشریک ابتدا و انتہا سے فارغ ذات و نام سے پاک
خصوصیت مکان و زمان و شئے سے برتر نہ کسی کا بیٹا نہ کسی کا باپ دوئی سے علیحدہ
ہے۔ اس کو علت پیدا کنندہ معلول کرنا عدم فہمید علم اصلیت سے ہے۔ صرف بوجہ
نظر محدود کے انسان ہو کر آپ کو اور مثل اپنے دوسروں کو پیدا ہوتا اور مرتا دیکھتا ہے اگر
اس نظر سے پرواز کر کے نظر وحدت دیکھے تو نہ کوئی مرتا ہے اور نہ پیدا ہوتا ہے نہ کوئی
حاکم دیکھتا ہے اور نہ محکوم۔ جیسے حباب نظر حباب سے آپ کو اور دوسرے امواج و حباب کو

دبھرتا اور فرد ہوتا - آتا و جاتا ہوا دیکھتا ہے - لیکن نظر سمندر سے سوائے سمندر کے اور

کچھ بھی نہیں دیکھتا - پس نظر کل تمام تنازعہ و دوئی کو فیصل کر کے حکم آرام کہتی ہے

اور نظر جزویت تمام شر و فساد کا بنیاد ہے اسلیے نظر جزویت کو ترک کر کے دایما نظر

کل سے اپنے آپ کا نظارہ کرنا چاہئے - سوائے اس حقیقت کے اور تمام تقلیدیے وسود خیالات

ہیں - جائے غور ہے کہ اس جہان کی نسبت صدہا طرح کے مسائل ہیں بعض کہتے

ہیں کہ یہہ جہان برہما نے پیدا کیا ہے اور وہ برہما گل نیلوفر سے جسکی بیخ ناف وشن

سے نکلا ہے - بعض کہتے ہیں کہ برہم کو جب خواہش ایک سے بہت ہونیکی ہوئی ہے

اسی وقت اول مایہ مایا سے اکاس - پون - اگن - جل - پرتھوی پیدا ہوئی اور

ان سے تمام مخلوقات ہوئی - اور بعض کہتے ہیں کہ سنھو مُن اور ست روپا کے

اجتماع سے جنھوں نے مختلف تتوں کو اختیار کر کے اجتماع کیا جہان کی مخلوقات

ہوئی - بعض کہتے ہیں کہ پانچ تت نہیں ہوئے صرف تین تت سے جگت کی پیدایش

ہے یعنے آتش - آب - زمین سے - بعض کہتے ہیں کہ یہہ ایسے چلا آتا ہے خود بخود ہے

اس کے پیدا کرنے والا کوئی نہیں - پس کس کو راست اور کس کو دروغ سمجھا جاوے - اس سے

ثابت ہی کہ جگت پیدا نہیں ہوا - اگر پیدا ہوا ہوتا تو کسی کسی کی رائے آپس میں اتفاق

کر لی - جب تمام لوگ مختلف الرائے ہیں - تو ثابت ہوتا ہے کہ سب کا مدعا اس جگت کے

ہیچ جتلوائے ہیں ہے۔ نہ کہ اس کی اوتپتی ظاہر کرتے ہیں۔ اس لیئے ورتی لائے کی طرف خیال

(پیدائش)

نہیں کیا۔ جس طرح ہوا ہے اسکو نابود جانکر دل سے بہلایا ہے نابود کہنے سے یہ نہ سمجھیں کہ اس کا ناس ہو جاویگا۔ صرف تبدیل صورت ہوتی ہے۔ کیونکہ جگت حقیقت میں کچھ چیز نہیں جگت صرف لفظ ہے اور سراسر باطل ہے اس لفظ کو و اس کے معنے کو جو دوئی ہے دل سے فراموش کرکے ایک (واحد) ۔ ادویتیت (لاغیر یک) ۔ نردکار (بے عیب) ۔ پورن (ہمہ) برہم (محیط) دیکھنا اس کا نام پرم پد (اعلےٰ درجہ) اور مکت (نجات) ہے *

گل ششم

سوال ۔ جہان کو مانند خواب اور خواب کو جھوٹا خیال کیا جاتا ہے یہ کیا سبب ہے کہ جس وقت انسان کسی عورت کو خواب میں ہم پہلو دیکھتا ہے تو منزل ہوتا ہے ۔ گویا اس کا انزال ہونا حظ کے سوائے نہیں ہوتا اور جب اسکو حظ آیا تو وہ خواب جھوٹا نہوا سچا ہوا ۔ اگر خیال کیا جاوے کہ اس کو یقین ہو گیا کہ میں کسی عورت سے سویا ہوں لہذا تو پھر وہ خواب بھی نہ رہا ۔ کیونکہ خواب میں کچھ چیز ہی نہیں ہوتی *

جواب ۔ اول جہان کو سمجھنا چاہیئے کہ جہان کس کو کہتے ہیں بعد اس کے یہ مسئلہ کہ جہان مثل خواب کے کس طرح جھوٹھا ہے ۔ ثابت کیا جاویگا ۔ جہان زمین و آسمان وغیرہ

اشجار و جانور افق وغیرہ کا نام نہیں بلکہ ان تمام کے اسماء و صفات کے خیالات کا مجموعہ
یا اپنا نام ولدیت قومیت دیگر اشیاء میں تعلق خیال دشمن و دوست گناہ و صواب رنج
و راحت علیٰ ہذا القیاس خیالات کا مجموعہ جہان کہلاتا ہے ۔ اور یہہ خیالات خیال خود
شناسی و معرفت کردگار سے معدوم ہو جاتے ہیں یعنے مجموعہ خیالات جو جہان کے
نام مشہور ہے مثل خواب کے خیالات توحید کے نمایاں ہونے پر جو مثل بیداری کے
ہیں دور ہو جاتا ہے اس لئے جہان کو مثل خواب کے منسوب کیا ۔ اور خواب کی راستی
کی نسبت جو اعتراض ہے اسکے رفع کرنے میں اول خواب کی اصلیت دکھلائی جاتی ہے
چار حالات کل ذی روح پر دارد ہوتے ہیں ۔ اول جاگرت یعنے ناسوت یا بیداری
دوم سپن یعنے ملکوت یا خواب ۔ سوم سکھوپت یعنے جبروت یا خواب گران چہارم
تریا یعنے لاہوت یا عالم ذات ۔ جب خیال یعنے من کی برتی آنکھوں میں قایم ہوتی ہے
حالت ناسوت ہوتی ہے جب خیال وہاں سے نزول پا کر گلو میں قایم ہوتا ہے
حالت ملکوت یعنے خواب ہوتا ہے ۔ اور جب دل میں قایم ہو کر غفلت میں محو رہتا ہے
اس وقت جبروت ہوتا ہے ۔ اور جب گیان میں قایم ہو کر تعلق جسمانی سے پاک ہو
عین ذات حق ہوتا ہے وہ لاہوت یعنے تریا ہے ۔ پس ثابت ہوا کہ یہہ چار حالات
صرف منازل انتقال خیال ہیں اور انکی ہستی سوائے خیال کے اور کچھہ نہیں یعنے جب

خیال آنکھوں میں مقیم ہو کر صورت بیداری میں جہان کو دیکھتا ہے اُس وقت خواب اور خواب
گران دونوں نہیں ہوتے جب خیال گُنٹھ میں مقیم ہو کر صورت خواب میں جہان کو دیکھتا ہے
اُس وقت بیداری اور خواب گران نہیں ہوتے جب خیال دل میں مقیم ہو کر صورت غفلت
میں اپنی ہستی سے بیخبر ہوتا ہے اُس وقت بیداری اور خواب دونوں نہیں ہوتے اور جب
خیال گیان میں مقیم ہو کر صورت معرفت میں ذات حق کو پہچانتا ہے اُس وقت بیداری
وخواب وخواب گران تینوں نہیں ہوتے۔ پس لاہوت کی نسبت سے دیگر تینوں حالات
باطل ہیں کیونکہ یہ حالات ایک دوسرے کی مخالفت سے ہمیشہ قائم نہیں رہتے اور
لاہوت تمام حالات کے وجود اور عدم میں یکسان ہے اس لئے صرف لاہوت درست
اور حق ہے اور باقی تین حالات باطل ومفروض ہیں۔ جہان صرف تین حالات
کا نام ہے یہ تین حالات حالت چہارم کے مقابل مثل خواب کے ہیں اس لئے جہان
مثل خواب کے باطل کہا جاتا ہے اور حالات مذکورہ بالا سے تین حالات یعنے جاگرت
سُپن۔ سکھوپت ہر انسان پر وارد ہوتے ہیں اور حالت چہارم یعنے تریا صرف عارف
کی ہوتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ صرف عارف بیدار ہے اور تمام لوگ خواب میں ہیں
اور در باب انزال منی بحالت خواب جو پوچھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ خواب دو قسم کا
ہوتا ہے۔ ایک لطیف دوم کثیف۔ لطیف وہ ہے کہ جس میں صرف حواس لطیف کام کریں

اور کثیف کو بالکل دخل نہو۔ اور کثیف وہ ہے کہ جس میں لطافت سے اخراج پاکر حواس کثیف بھی کارروائی کریں یعنے آثار خواب بیداری میں ظاہر ہوں مثلاً منی کا نازل ہونا منہ سے بولنا۔ چارپائی سے اُٹھکر کسی طرف چلا جانا۔ دانتوں کو ملا کر آواز کرنا۔ خوف زدہ ہوکر بھاگنے سے کرنا۔ خوشی میں اگر خنداں ہونا۔ غم میں مُبتلا ہوکر رونا وغیرہ ان افعال سے جو جسم کثیف کے اعضا سے ہوتے ہیں۔ یا حالت بیداری ہیں جن کا آثار نمایاں ہوتا ہے۔ حالت خواب کی راستی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ یہ تینوں حالات صرف خیال کی منازل ہیں اس لئے یہ تین اجسام یعنے جسم کثیف جو بیداری ہیں کام کرتا ہے اور جسم لطیف جو خواب ہیں کام کرتا ہے اور جسم غفلت جو سکھوپت میں ہوتا ہے۔ خیال ہی سے مرکب مختلف افعال ہوتے ہیں یعنے یہ اجسام اس کے آشیانہ ہیں اور حواس ظاہری و باطنی اس کے آلات ہیں۔ جہاں جس سے چاہے کام لیوے۔ کیونکہ خواب اور بیداری بڑے نام ہیں اصل میں صرف خیال ہی ہے۔ اور تم جو انزال منی سے خواب کو سچا قرار دیتے ہو تو شائد تم اس حالت کو جس میں تم بیٹھے ہو راست سمجھکر اس کی نسبت سے خواب کو جھوٹا مانتے ہو ایسے نہیں یہ تمہاری حالت کہ جس میں تم کھاتے پیتے چلتے پھرتے ہنستے سُنتے عورت سے جمع ہوتے لڑکا پیدا کرتے ہو یہ بھی سراسر خیال کی تائید اور وہم کی تقلید مثل خواب کے ہے تمہاری ذات ان تمام حالات سے مبرا اور تمام

افعال سے معرا عین علم ہے اور تمہاری حالت تریا ہے کہ جس کے مقابل پھر راست ور باطل دونو باطل ہیں اور جو لکھا ہے کہ حالت خواب میں نہ یقین ہوتی ہے نہ اور کوئی چیز ہوتی ہے سو غلط ہے۔ کیونکہ حالت خواب میں سترہ چیزوں سے مرکب جسم لطیف کام کرتا ہے دو انتھکرن من۔ بدہ۔ پانچ گیان اندرے۔ گوش۔ لمس۔ زبان۔ چشم۔ بینی اور پانچ کرم اندرے۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ گویائی۔ گودا (مقعد)۔ لنگ (آلہ بول)۔ اور پانچ پران پران۔ اپان۔ اودان۔ ویان۔ سمان۔ سو ان سترہ چیزوں میں بدہ جس کا فعل یقین ہے شامل ہے۔ اور بیداری میں خواب باطل ہے۔ اور حالت خواب میں بیداری باطل ہے اور معرفت میں یہ دونو حالات مثل خواب کے باطل ہیں اور جہان ان دونوں حالتوں کا نام ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جہان جو مجموعہ خیالات ہے مثل خواب کے جھوٹا ہے۔ مناسب ہے کہ اب اس شک کو دور کر کے جہان کو مثل خواب کے دیکھ اور اس کی لذات و سامان سے دامن کش ہو۔

ابیات

آب حیاتی تو جہان ہمچو حبابیست	و ز نیز اگر آب رود بر سرش آبیست
حرفی است جہان از دو حرف علت	ہر چند کہ او خود بسر خویش کتابیست
از تشنگی آنرا کہ تو پنداشتہ آب	دریابیہ از دور کہ آن ہست سرابیست
بیدار شو از خواب کہ این جملہ خیالات	مانند نظر دیدہ بیدار چو خوابیست

از جانبِ او نیست حجابے بحقیقت　　از جانبِ ما باشد اگر زانکہ حجابیست

چمن سوم درباب خداشناسی وخودشناسی

حق جانِ جہان است جہاں جملہ بدن　　اقسامِ ملایکہ حواسِ این تن
اجرام وعناصر ومو الید اعضا　　توحید ہمین است دگر حیلہ وفن

گل اول

سوال - خدا کیا ہے - اُس کی شناخت اور معرفت کس طرح ہو سکتی ہے ۔

جواب - وہ ذات جو سب سے اول اور سب سے آخر قایم ہے - اور جو عین ہستی وعلم و سرور واحد لاشریک محیط کل عالم - قایم بذات خود - احاطہ فکر وقیاس وعقل وخیال سے بعید - واجب الوجود - اسم وصفت سے مُبرّا - صرف مفہوم محسوسیت حواس سے برتر - کثافت سے پاک ہے - اُس ذات کو برا و ہدائیت طالبان علمائے قدیم نے اسم خدا و اللہ و وہاب و واجب الوجود - پروردگار - کردگار وغیرہ سے موسوم کیا ورنہ وہ ذات جو تمام ظہورہ سے اول اور تمام ظہورہ کی اصل ہو - اُس کی صفت کسی پیدائش سے ہونی اس طرح محال ہے کہ جس طرح بیٹے کو اپنے باپ کی پیدائش کا وقت یا اُس کے

اڑکپن کا حال دریافت کرنا محال ہے۔ پھر وہ ذات مالامال صفات اپنی وحدت سے سرکشیدہ
ہو۔ بازار کثرت کو آراستہ کر۔ گوناگوں صورتوں میں آ۔ اپنے جلوہ کو اپنے تماشا کے
لئے ظاہر کرنے لگی۔ اور جس میں بندہ ہو۔ بندگی میں شاغل ہوئی۔ اور خدا ہو کر اپنی عبادت
کا معاوضہ دینے کے واسطے مدارج منازل مقرر کئے۔ پس یہ ظاہر ہے۔ کہ جو ذات تمام
علوم و خیالات و افکار و معقولات کی شاہد و سہ حالات یعنے ناسوت۔ ملکوت۔ جبروت
کے دانندہ و روشن کنندہ و یادگاری و فراموشی کے عالم۔ بینائی بینائی ہا۔ شنوائی
شنوائی ہا۔ گویائی گویائی ہا۔ بویائی بویائی ہا۔ خیال خیالات۔ فکر تفکرات
عقل معقولات۔ علم علمہا۔ و تمام اعداد سے اوّل بلکہ نقطہ مفہوم کا بھی جس
سے ابتدا ہے۔ وہ (ذات) خدا ہے۔ اُس کی معرفت صرف خیالات مذکورہ بالا کو
دلنشین کرنے سے ہو سکتی ہے۔ یا بہ تفصیل ذیل۔ اوّل فکر کرے۔ کہ سب
ظاہری و باطنی میں راست کیا ہے۔ اور باطل کیا ہے۔ اِس فکر کو اِس سلسلہ سے
شروع کرے۔ کہ جسم جو باعث تماشائے جہان ہے اُس کی ابتدا و انتہا کیا ہے
جسم عناصر سے بنا ہے۔ اور پھر معدوم ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح حواس عشرہ بھی
فنا پذیر ہیں۔ اور جسم لطیف جو حالت خواب میں کام دیتا ہے۔ وہ بھی فانی ہے
عقل و فکر و قیاس وغیرہ بھی اپنی حالت پر قائم نہیں رہتے۔ اور تمام ارکان جہان

مثلاً ہوا - آب - آتش وخاک - وچاند - سرما - گرما - صحت وبیماری - پیدائش و موت - تغیر پذیر ہونے سے فانی ثابت ہوتے ہیں - چونکہ فانی چیز بغیر امداد باقی شے کے کسی عرصہ کے لئے اپنی ہستی میں قایم نہیں رہ سکتے - اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی ذات باقی ہست حقیقی اس خیالی اسباب سے برتر ہے - کہ جس کے ذریعہ یہ تمام تودہ طوفان برپا ہوا ہے - جس میں ہے - اور جس میں زائل ہو جائیگا - وہ ذات خدا ہے پھر کیسی ہے - کہ باوجود اپنی لطافت اور تنزیہ کے صورت کثافت وتشبیہ میں آکر واحد سے کثیر وفاقی سے فانی ہو - ظاہر ہونے لگی - تو بھی اپنی ہستی واصلیت میں سرموئے تبدیل نہیں پائی - اس لئے اب بھی موجودگی بوقلموں شیائے ونیرنگی صفات میں وہی ذات فارغ از اسماء وصفات عیاں ہے - جس طرح کہ موجودگی و معدومی امواج وحباب میں پانی یکساں ہے - اسی طرح موجودگی تشبیہ وتنزیہ میں ایک ذات عین علم ہے - اپنی ہستی میں قایم خود بخود وروشن ہے - کیسی ذات ہے - کہ جس کا نہ اول ہے - نہ آخر ہے - نہ باپ ہے - نہ بیٹا ہے - نہ آمد ہے - نہ رفت ہے نہ اسم ہے نہ صفت ہے - نہ دشمن ہے نہ دوست ہے - نہ پیدا ہوئی ہے - نہ پیدا کرتی ہے - یکساں آپ میں آپ ہے - اور پھر کیسی ہے - اول بھی وہی آخر بھی وہی - باپ وہی - بیٹا وہی - اسم وہی صفت وہی - دشمن وہی - دوست وہی - پیدا ہونیوالا

وہی - پیدا کرنے والا وہی - اور تمام تعینات تشبیہات میں عیان جز سے کل وکل سے جز - کہیں میں - کہیں تو - کہیں وہ - کہیں یہ کہیں بندہ - کہیں خدا - کہیں داتا - کہیں بھکھاری - کہیں دنیا دار - کہیں گوہر - کہیں خشک کہیں تر - کہیں مادہ - کہیں نر - کہیں نرم - کہیں درشت - کہیں خوب - کہیں زشت - ہو رہی ہے - اس طرح اس کو دیکھنا سمجھنا - تصور کرنا - اور یقین کرنا معرفت حق ہے - اور پھر یہہ جاننا کہ میں نہ جسم ہوں نہ میرا جسم ہے - کیونکہ میں جسم کے تمام حالات کا شاہد ہوں - اور جسم مجھکو نہیں جان سکتا - اور اسی طرح نہ میں حواس ہوں نہ میرے حواس ہیں - اور نہ عقل ہوں اور نہ میری عقل ہے - نہ میں فکر ہوں نہ میرا فکر ہے - نہ میں خیال ہوں نہ میرا خیال ہے - کیونکہ یہہ تمام اربعہ عناصر کے جزو ہیں - میں ان تمام کو جانتا اور روشن کرتا ہوں - ان میں سے کوئی مجھکو نہیں جان سکتا - اور اسی طرح حالت ناسوت میں نہیں - اور نہ مجھ میں حالت ناسوت ہے - کیونکہ یہہ حالت ملکوت کے وارد ہونے سے فنا ہو جاتی ہے - اور میں یکساں رہتا ہوں - اسی طرح حالت ملکوت بھی میں نہیں ہوں - اور نہ مجھ میں حالت ملکوت ہے - کیونکہ یہہ حالت جبروت کے آنے سے محو ہو جاتی ہے - اور میں یکساں رہتا ہوں اور حالت جبروت میں نہیں ہوں - اور نہ مجھ میں حالت جبروت ہے - کیونکہ

یہہ حالت پھر ناسوت کے آنے سے گم ہوجاتی ہے - اور میں برابر رہتا ہوں پس ثابت ہے - کہ یہہ تین حالتیں بار بار پیدا اور فنا ہونے سے باطل ہیں - اور میں ان سے الگ یکساں عین علم وحق ہوں - اسی طرح نام وذات وفرقہ سے بھی میں فارغ ہوں - کیونکہ یہہ تمام امور فرضی ہیں - اور میں ان تمام امور کو بخوبی جانتا ہوں - اس لئے میں تمام تعینات کا شاہد اور دانندہ ہوں - اور کسی قسم کا تعلق میری ذات میں دخل نہیں پاسکتا - روح کا نام جو مجھکو علماء نے دیا ہے - وہ بھی صرف علت جسمانی کی وجہ سے ہے - ورنہ میں یکساں بے صورت عین ہستی علم سرمد ہوں - اس صورت سے آپ کو پہچاننا خود شناسی ہے - اور پھر دیکھنا کہ جو اوصاف اس روح کے ہیں - وہی اوصاف حق کے ہیں - اس لئے روح حق ہے - اور حق روح ہے - ثابت ہوا کہ میں یعنے روح جس کی صفت اوپر بیان ہوچکی ہے - ذات خود ہوں اُس ذات مطلق میں بباعث کلیت وجزویت تمیز خدا و روح کی ہوئی ہے - یعنے جو ذات کل جہان کی روشن کنندہ وکارندہ ہے - اسکو خدا کہتے ہیں - اور جو اس جسم کی روشن کنندہ وکارندہ ہے - اسکو روح کہتے ہیں پس علت کل یعنے جہان سے وہ ذات درجہ خدا وعلت جزو یعنے جسم سے درجہ روح پر پہنچی - مگر اصل میں اپنی ہستی میں یکساں بے تبدیل بے نام و بے صفت ہے - علت کے دور کرنے سے روح اور خدا میں فرق نہی

ذات رہتے ہیں۔ بلکہ اِن اسماء کی بھی سمائی نہیں۔ اِس لئے مناسب ہے کہ اِن دونو علتوں کو دور کرکے روح اور خدا کو ایک ذات یقین کرے۔ کیونکہ دانہ اور خرمن کہتے میں صرف دو ہیں۔ ورنہ ذات دونو کی ایک ہے۔ اسی طرح روح اور خدا کو سمجھکر تمام واہمات دوئی وتعینات اسم وصفت وخیالات چون وچرا کو دل سے دور کرکے شراب وحدت سے سرمست قائم بذات خود رہنا چاہئے۔ اِس کا نام معرفت ہے +

گل دوم

سوال۔ جس کو برہم۔ پرماتما۔ ایشور۔ پرمیشر۔ بھگوان۔ ایک اونکار۔ اور نرنکار کہتے ہیں۔ اُسکا کیا روپ ہے۔ اور کیا شکل ہے۔ کہ اُسکو اسی طرح سمرن کیا جاوے اور اپنے دل ہیں دھارن کیا جاوے +

جواب۔ وہ ذات جو سب کے اوّل اور سب کے آخر ہے۔ اور جو تمام الفاظ سے اول بلکہ نقطۂ مفہوم سے بھی اول سدہ ہے۔ اُس ذات کو رکھیشروں نے اپدیش کے واسطے برہم۔ پرماتما وغیرہ اسماء سے موسوم کیا ہے۔ ورنہ وہ تمام اسماء سے مُبرّا ہے بلکہ جس کے آسرے یہ تمام نام سدہ ہوتے ہیں۔ اور جو اِن تمام اسماء کے کو جانتی ہے۔ وہ اصل ہے۔ اُسکا سروپ گیان ہے۔ جاگرت کی انت اور سُپن کی آد یعنے بیداری جب ختم ہوئی اور خواب ابھی

شروع نہیں ہوا۔ اُس وقت جو حالت ہے ۔ وہ پرماتما ہے ۔ وہ حالت تمام خیالات اندرونی
وبیرونی سے پاک خواب وبیداری سے برتر بلکہ دونوں کی شاہد عین علم ہوتی ہے ۔
اس حالت کو اپنا آپ جانکر قایم ہونا یہ اصل سمرن ہے ۔ ہستا اور است کے درمیان یعنے
درمیان جو علم ہے ۔ وہ پرماتما ہے ۔ ہے اور نہیں ہے کے درمیان جو علم ہے وہ
پرماتما ہے ۔ من جیت ۔ بدہ ۔ اہنکار کا جو شاہد ہے ۔ وہ پرماتما ہے ۔ یادگاری
اور فراموشی کا جو دانندہ اور شاہد ہے ۔ اور ان دونوں کے درمیان قایم ہے ۔ وہ ذات
پرماتما ہے ۔ اس سروپ سوائے گیان کے اور کچھ نہیں جس قدر اشکال اور رنگ
اور روپ ہیں ۔ یہ تمام فانی ہیں ۔ بیداری میں صورت کثیف میں نمایاں ہوتے
ہیں ۔ اور حالت خواب میں صورت لطیف میں ظاہر ہوتے ہیں ۔ اور سکھوپت
یعنے خواب گران میں دونوں صورتیں معدوم ہوکر بالکل بے خبری رہجاتی ہے ۔ سو
اشکال اور رنگوں کا حال تو یہ ہے ۔ پس ان تینوں حالتوں کا جو جاننے والا اور
باقی ہے جس میں کسی قسم کا تغیر وتبدل نہیں آتا ۔ وہ ذات پرماتما ہے ۔ اُس ذات
کو بدہ کے نیتروں یعنے چشمان یقین سے دیکھا جاتا ہے ۔ سو دیکھنا اسکا یہ ہے ۔ کہ تقریر مذکورہ
بالا کو بخوبی سمجھکر متفرق حالات میں خیال ٹہرا کر آرام قایم ہونا اور من کو اُس حالت میں
جو عین آرام اور شانت روپ ہے قایم کرنا ۔ اور الفاظ مذکورہ بالا کے معنے جدا گانہ حسب ذیل ہیں

(۱) جو ذات کل اشیا میں محیط یعنے پورن ہے۔ اندر و باہر و زیر و بالا راست و چپ بلا فرق و دخل غیریت پورن و قایم بخود ہے۔ اُس کو برہم کہتے ہیں ؛

(۲) سب سریروں میں جو قایم ہوکر اندریوں کو پرکاشنا اور طاقت دیتا ہے وہ آتما کہلاتا ہے ؛

(۳) جب آتما سریر سے رہت ہوتا ہے۔ وہ پرماتما ہے

(۴) جب مایا کے ساتھ ملکر اپنی خواہش سے جگت کو رچتا ہے۔ اور رچ کر پالیتا ہے۔ اور ناس کرتا ہے تب ایشور کے نام سے نامزد ہوتا ہے ؛

(۵) تمام علتوں سے فارغ ایشوروں کا ایشر پرمیشر کہلاتا ہے ؛

(۶) جو سب گنوں کا آسرے اور سب کرموں کے پھل دینے والا ہے۔ اُسکو بھگوان کہتے ہیں

(۷) جو ہمیشہ ایک حالت پر رہے اور کبھی تغیر نہ پاوے۔ وہ ایک اونکار کہلاتا ہے ؛

(۸) جو آکار اور روپ و رنگ سے پاک کیول گیان ہر روپ ہے۔ وہ نرنکار ہے ؛

پس ثابت ہوا کہ ایک ذات کے اس قدر اسما ہیں۔ اور وہ ذات سب کا آتما ہے صرف اگیان سے وہ نظر نہیں آتی۔ سو گیان کا حاصل کرنا اُس کا سب سے اُتم سمرن دھرن ہے۔ سوائے خودشناسی کے اس ذات میں کماحقہ قیام نہیں ہوتا جبکہ یہ ابھی نہیں اُٹھتا۔ اُس وقت جو حالت آرام و بے خیال ہے۔ وہ ذات حق ہے

جب خیال اُٹھکر نابود ہوگیا ہے - بعد اُس کے جو حالت ہے - وہ ذات برحق ہے - جب خیال اُٹھا ہے - اور ایک جگہ سے دوسری جگہ گیا ہے - اور پھر اگر گُم ہو گیا ہے - اِن تمام حالات کی دانندہ اور شاہد جو ذات ہے وہ ذات پرماتما ہے - جو خود بخود روشن تاریکی و روشنی کا روشن کنندہ عین علم محض دانائی ہے - وہ دانائی کہ دانائی سے برتر ہے - وہ ذات پرماتما ہے - سورج میں پرکاش روپ وہی ہے - اگن میں گرمی وہی ہے - پَون میں حرکت وہی ہے - اکاش میں خلا وہی ہے - جڑ میں جڑ - چیتن میں چیتن - کال میں کال - وست میں وست - غرض سب روپ وہی ہے - تین پھولوں سے اُس کا پوجن ہوتا ہے - بودھ - سمبگت - شم -

بودھ - آتما کو تقریر مذکورہ بالا کے موافق جاننا اور یقین کرنا ؛

سمبگت - اُسکو سروپ ویاپی جانکر سب طرف اُسکو دیکھنا ؛

شم - مَن کو تمام اطراف سے روک کر اُس میں قایم کرنا ؛

اِن تین پھولوں سے پرماتما کا سمرن ہوتا ہے - اور اگر مَن صرف اس طرح نرگن سروپ میں قایم نہو سکے - تو اُونکار کا وچار ہِردے میں کرے - سب طرف سے مَن کو ہٹا کر اونکار میں مگن کرے - جب اونکار میں مگن ہو جاوے - اُسوقت اونکار کی اتھہ وچار کرے ؛

کل سوم

سوال - شدھ[۱] چیتن مکھے[۲] جیو ایشور کی کلپنا کیونکر ہوئی اور کس طرح دور ہووے؟

جواب - شدھ برہم کا پرکرت کے ساتھ کلپت تادآتم[۳] سنبندھ ہے - یعنے بھید ابھید رہت سنبندھ ہے - اور وہ پرکرت مایا اور اودیا کے باعث دو حصوں میں منقسم ہوئی - پرکرت نام اعتدال ستہ گن کا ہے - شدھ[۴] ستوگن مایا کہی ہے - اور ملن[۵] ستوگن اودیا ہے - شدھ ستوگن مایا وکھی جو برہم کا پرتبنت اور ادھشٹان برہم اور مایا تینوں ملکر ایشور کہلاتے ہیں - چونکہ ایشور کے اوپادھ یعنے علت مایا ویاپک ہے ایک ہے - اور شدھ ہے - اس لئے ایشور بھی ویاپک ہے - ایک ہے - مکت[۶] ہے - نت مکت انتر جامی ہے - اور ملن ستوگن اودیا وکھی جو چیتن کا پرتبنت اور ادھشٹان کوٹستھ[۸] اور اودیا یہ تینوں ملکر جیو کہلاتے ہیں - چونکہ جیو کے اوپادھ اودیا پرچھن[۹] اور نانا ہی اور ملن ہے - اس لئے جیو بھی پرچھن ہے - نانا ہے - اور الپگیہ[۱۰] ہے - بندھ ہے - دین وغیرہ ہے ان دونوں اوپادھ سے ایک چیتن جیو اور ایشور کے نام سے موسوم ہو کر دو ہوا ہے - اگر ان

---

۱ ذات مطلق ۲ میں ۳ علت یا غرض ۴ تعلق یک جہتی یعنے بلا مخالفت و موافقت ۵ صفت خاص ۶ صفت ناقص ۷ ہمہ دان ۸ وہ ذات جو حواس باطنی کی شاہد اور مثل اہرن آہنگر کے قائم بالذات ہے ۹ محدود ۱۰ جزو دان۔ نوٹ - مایا علم کے معنے دیتی ہے - اور اودیا جہالت کے معنے دیتی ہے۔

دونو او پادہ کو چو گلپت ہیں - دو رکیا جاوے - تو باقی ایک اُوتی جستین سدہ ہے ۸ہ
واحد ذات ثابت

گل چہارم

سوال - گیان کیا ہے ؟ -

جواب - آپ کو شُدھ جاننا - کہ میں تین سریر - استھول - سوکھم - کارن -
کثیف لطیف ظلمت
اور تین اوستھا - جاگرت - سپن - سکھوپت - اور پانچ کوش سے اتیت ہوں -
حالات بیداری خواب خواب گران پردہ فارغ
اسی کا نام گیان ہے -

سوال - تین سریر اور تین اوستھا اور پانچ کوش کی تشریح کس طرح ہے -

جواب - تین اوستھا اور تین سریر کی آگے تشریح ہو چکی ہے - اور پانچ کوش کی تشریح اب کی جاتی ہے - کوش نام تلوار کے میان یا بھنڈار کے رکھنے کا استھان یا
خزانہ مکان
کوش کار کا آشیانہ ہے - سو کوش پانچ ہیں - ان مَی کوش - پران مَی کوش -
منو مَی کوش - گیان مَی کوش - انند مَی کوش -

سوال - ان مَی کوش کیا ہے -

جواب - ماتا اور پتا کے بیرج اور رج سے ان روپ سریر کی اوتپتی اور پہر
نطفہ خون مادر پدر

۱ علم حقیقی ۲ تحقیق کر کے درست جاننا ۳ دیکھو گل سوم چمن دوم در باب پیدائش و حقیقت جہان ۴ ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے
۵ پردہ یا میان خاکی ۶ پردہ ہوائی ۷ پردہ خیالی ۸ پردہ دانش ۹ پردہ سرور ۱۰ پیدائش ہو

اَنّ سے پالنا اور پھر اَنّ روپ پرتھوی وِکھی لیٹا ایسا جو استھول سریر ہے ۔ سو اَنّ مَی کوش ہے ۔

سوال ۔ اَنّ مَی کوش کیا ہے ۔

جواب ۔ دُکھ اور سُکھ اور وِشے بھوگ کا استھان ہے ۔ اور جنم مرن کا پاتر ہے ۔

سوال ۔ اَنّ مَی کوش سے میں کس طرح نیارا ہوں ۔

جواب ۔ سریر سے پیشتر بھی میں تھا ۔ اُس کے ہوتے بھی اُس کے دُکھ سُکھ کو جانتا ہوں ۔ اور اُس کے ناس کے بعد بھی میں باقی ہوں ۔ اس لئے میں اَنّ مَی کوش نہیں ۔ پس نیارا ہوں ۔

سوال ۔ پران مَی کوش کیا ہے ۔

جواب ۔ پانچ کرم اندری اور پانچ پران ۔ پران مَی کوش کہلاتے ہیں ۔

سوال ۔ پانچ کرم اندرے اور پانچ پران کیا ہے ۔

جواب ۔ پانچ کرم اندرے کے نام وِشی اور دیوتا کی آگے تشریح ہو چکی ہے (دیکھو جدول مندرجہ گل سوم چمن دوم) پانچ پران کی تفصیل آچکی ہیں ۔ لیکن اُنکے کرم اور استھان اس جگہ لکھے جاتے ہیں ۔

لہ گم شدگی ٢ہ لذات حواس ٣ہ دیکھو جدول مندرجہ گل سوم چمن دوم ۔ رباب پیدائش وفنائے جہان ۔

پران - سواس کا آنا و جانا اس کا کرم ہے - اور ہردہ استھان ہے ؀

اپان - مل موتر کا تیاگ اس کا کرم ہے - اور گدا استھان ہے ؀

اودان - شبد کا ڈکھانا اور ہچکی وغیرہ کا آنا اس کا کرم ہے - اور کنٹھ استھان ہے ؀

سمان - کھائے پیے ہوئے ان اور جل کا پچانا اور اپنی اپنی ناڑیوں میں پہنچانا

اس کا کرم ہے - اور ناف اس کا استھان ہے ؀

ویان - سرو انگوں کا پھیرنا اس کا کرم ہے - اور سرو انگ اسکے استھان ہیں ؀

سوال - پران می کوش سے میں کس طرح جدا ہوں ؀

جواب - خواب کی حالت میں پران آتے جاتے ہیں - اگر کوئی چور گھر لوٹنے کو

آوے - تو اس کو نہیں روکتے - یا اگر کوئی رشتہ دار آوے - تو اس کا قدر - تواضع

نہیں کرتے - اس لئے ثابت ہوا - کہ یہ جڑ ہیں - اور میں چیتن ہوں - یہ بناسی ہیں (فانی)

اور میں ابناسی (باقی) ہوں - اس لئے میں پران می کوش نہیں ہوں - اس سے

جدا ہوں ؀

سوال - منومی کوش کیا ہے ؀

جواب - من اور پانچ گیان اندرے ملکر منومی کوش کہلاتے ہیں ؀

سوال - من اور گیان اندرے کیا ہیں ؀

جواب - گیان اندریہ کی تشریح آگے ہو گئی ہے (دیکھو جدول مندرجہ کل
سوم چین ددم) باقی من کا سروپ یہ ہے - وہ یہیں قائم ہو کر دیہہ میں اہنکار یعنے
(میں) اور دیگر پدارتھوں میں ممتا یعنے میرا میری کرنے والا اندریوں کو وشیوں
کی طرف پریرنے والا سنکلپ وکلپ دہرا کرنے روپ من ہے ؎

سوال - منومی کوش سے میں کس طرح جدا ہوں ؟

جواب - کام اور کرودھ وغیرہ خیالات من کو دکھی کرتے ہیں - اس لئے من
دکاری ہے - اور میں نردکار ہوں - من سنکلپ وکلپ کرتا ہے - میں نروکلپ
ہوں - اس لئے میں منومی کوش نہیں ہوں - بلکہ اس سے نیارا ہوں ؎

سوال - وگیان می کوش کیا ہے ؟

جواب - بدھ اور پانچ گیان اندرے ملکر وگیان می کوش کہلاتے ہیں ؎

سوال - بدھ اور گیان اندری کیا ہے -

جواب - گیان اندری کا ذکر ہو چکا ہے - اور بدھ اس کو کہتے ہیں - کہ جو ناخن
پا سے لیکر سر تک محیط ہو کر سرب اندریوں کے وشیوں کو نسچے روپ کرکے
ہو گئی ہے - سو کرتا روپ بدھ ہے ؎

۱؎ ترغیب دینے والا یا رجوع کرنے والا ۲؎ خیال ۳؎ اغراض ۴؎ عادت والا ۵؎ آلہ اعلیٰ ۶؎ تکمیل افعال حواس ۷؎ معیوب

سوال ۔ وگیان مے کوش سے میں جُدا کس طرح ہوں ۔

جواب ۔ سکھوپت اوستھا میں بدھ اگیان میں لین ہو جاتی ہے ۔ اور میں جیوں کا تیوں انبھو روپ رہتا ہوں ۔ اور جاگرت و سُپن میں بدھ ایک حالت پر نہیں رہتی ۔ کبھی کسی لذّت کی طرف اور کبھی کسی لذّت کی طرف ۔ اور میں اِس کے تمام حالات کا دانندہ یکساں رہتا ہوں ۔ اِس لئے میں وگیان مے کوش نہیں ہوں ۔ بلکہ اُس سے جُدا ہوں ॥

سوال ۔ آنند مے کوش کیا ہے ॥

جواب ۔ پُن[۱] کرم کے پھل بھوگنے کے وقت اتفاقاً برتی ۔ آتم سروپ[۲] بہوت آنند کی پرت بنت یعنے عکس کو اختیار کرے جس کو پریے[۳] مود اور پرمود[۴] کہتے ہیں ۔ اور اگیان میں سکھوپت روپ ہو جاوے ۔ یہ آنند مے کوش ہے ॥

سوال ۔ آنند میں کوش کا سروپ کیسا ہے ॥

جواب ۔ برتی کو جو مطبوع چیز کے دیکھنے سے پریہ یعنے خوشی ہو ۔ وہ اِس کا سر ہے ۔ اور مطبوع چیز کے حاصل کرنے سے جو برتی کو مود یعنے راحت ہو ۔ وہ اِسکا راست پر ہے ۔ اور مطبوع چیز کے بھوگنے سے جو برتی کو پرمود یعنے سرور ہو ۔ وہ اِسکا

[۱] نیک اعمال [۲] سوروپ ذات [۳] ۔۔ [۴] ۔۔ یہ تینوں الفاظ معنے سرور کے دیتے ہیں لیکن فرق اِن میں صرف تفصیل کا ہے ۔ جو یعنے مطلوبہ شے کے دیکھنے سے جو خوشی ہوتی ہے اسکو پریہ کہتے ہیں ۔ اور مطلوبہ شے کے حصول پر جو خوشی ہوتی ہے اسکو مود کہتے ہیں ۔ اور مطلوبہ شے کے بھوگنے سے جو خوشی ہوتی ہے اسکو پرمود

چپ پر ہے - اور آتم سروپ بھوت آنند کے پرت بنب کو اختیار کرنا اسکا سر ہے

اور بنبہ روپ آتم آنند اُس کی دُم ہے ایسا مُرغ آنندمی کوش ہے ۔

سوال - آنندمی کوش سے میں کس طرح جُدا ہوں -

جواب - یہ آنند وشے کے سنندہ یعنے حصولی لذات مطبوع اور سکھوپت سے

تعلق

حاصل ہوتا ہے - اور تھوڑی دیر رہ کر پھر زائل ہوتا ہے - اِس لئے ناسی ہے - اور میں سدا

خالی

آنند روپ ہوں - بلا امداد غیریت اپنے سروپ میں قائم ہوں - اور نہ سکھوپت او تھا

مجھکو زائل کر سکتی ہے - اِس لئے میں آنندمی کوش نہیں - بلکہ اس سے جُدا ہوں -

سوال - سوائے اِن پانچ کوشوں کے اور کچھ انبھو نہیں ہو سکتا پس میں

کون ہوں ۔

جواب - سچ ہے کہ اِن پانچ کوشوں کے سوائے اور کچھ سمجھ میں نہیں آسکتا لیکن

انبھو کرنے والا جو ہے - وہ اُن سے نیارا ہے اور انبھو روپ ہے -

سوال - پس میرا کیا سروپ ہے ۔

جواب - میں ست چیت آنند انبھو روپ آتما ہوں - اِس گیان سے

مکُت حاصل ہوتی ہے ۔

سلہ اصل شے جس کا عکس پڑے ۔

گل پنجم

سوال - وشیش چیتن اور سامان چیتن کا کیا روپ ہے؟

جواب - انتہکرن میں جو سامان چیتن کا آبھاس ہے سو وشیش چیتن کہتی ہے اور اسنت بھانت پرسے روپ جو سرو ٹھور دکھی پورن ہے - سو سامان چیتن کہتی ہے -

سوال - وشیش اور سامان کے کیا معنے ہیں؟

جواب - جو تھوڑے دیس یعنے محدود مکان اور تھوڑے کال یعنے محدود زمان میں ہو - اُس کو وشیش کہتے ہیں - اور جو بہت دیس اور بہت کال میں ہو اُس کو سامان کہتے ہیں - سو انتہکرن دیس اور اگیان کال میں جو چیتن کا آبھاس ہے اُس کو وشیش چیتن کہتے ہیں - اور سرو دیس سرو کال میں جو چیتن اسنت بھانت پرسے روپ کر کے ویاپک ہے - سو سامان چیتن ہے - تمثیل - جیسے سورج کا پرکاش سرو ٹھور کے ویاپک ہے - اور جہاں پانی سے پُر برتن یا آئینہ ہو - اُس میں اُس کا عکس بھی نمایاں ہوتا ہے - سو اس پانی یا آئینہ میں سورج کا وشیش انس ہے - اور دیگر کل جہان میں سامان ہے؟

سوال - دو ہر کون کرتا ہے؟

جواب - وتینی چتین یعنے انتھکرن میں جو چید آبھاس ہے - وہ سعے انتھکرن

کہان - پان - چلنا - پھرنا - بولنا - فکر کرنا - سوچنا - نسچے کرنا - علی ہذا القیاس
خواہش نشستن رفتار

ووہار کرتا ہے اس لئے وکاری ہے - اور متھیا ہے - اور سامان چتین کسی ووہار
کاروبار تبدیل

کا کرتا نہیں - اس لئے نروکار ابناسی ہے - تمثیل - جیسے سورج کبھی دوہار یعنے جلانا
ناقل

یا ان پکانے وغیرہ کا کام نہیں کرتا - مگر آتشی شیشہ کے تعلق سے جو آگ پیدا ہوتی
غلہ

ہے - وہ جلانے اور روٹی وغیرہ پکانے کا کام دیتی ہے - اسی طرح سامان چتین

کیول ست بھاشت پرسے روپ کرکے پرکاش روپ ہے - کوئی دوہار کسا وپادھ

اسپر قایم نہیں ہوسکتی - لیکن انتھکرن ہی جو اس کا پرتبنب پڑتا ہے - وہ شریر

کے افعال کا فاعل ہے - پس ثابت ہوا - کہ وتینی چتین ہی شریر وو ہاردن کو کرتا ہے

سوال - یہ بات کہ ہے جو شریر کے دوہار گم ہوجاتے ہیں - اسوقت کون

چیز گم ہوجاتی ہے - چتین تو ابناشی ہے - اور ہمیشہ ایک حالت پر قایم رہنیوالا ہے

اس میں یہ جانتیں یعنے زندگی و موت کیوں نمودار ہوتی ہیں

جواب - جیسے مٹی کے برتن پر از آب میں سورج کا عکس پڑتا ہے - اور اگر پانی خشک

ہوجاوے یا برتن ٹوٹ جاوے - تو عکس ظاہر نہیں ہوتا - حالانکہ وہ عکس کہیں آتا

---

۱ چدبیتہ یعنی چیتن ۲ آبھاس یعنے عکس ۳ معیوب یا تبدیل پذیر ۴ علت فعل ذوال و معلول ۵ موت یعنے قطع تعلق نفس ناطقہ از جسم خاکی ...

اور گیا نہیں - بلکہ وہیں ہے - صرف اُس چیز کے گم ہونے سے کہ جس میں عکس کے
پیدا کرنے کی طاقت ہے جو وہ معدوم معلوم ہوتا ہے - ورنہ سورج کا جزو ہمیشہ سورج
میں ہے - علت کے باعث سے اس میں ہونا نہ ہونا یہ دو حالتیں قایم ہوئیں - اسیطرح یہ
روپ برتن میں پران روپ جل ہے - اُس میں جو دیا پک چیتن کا پرت بنت پڑتا
ہے - تو سریر چیتن ہوکر قسم قسم کی چیشٹا کرتا ہے - جب پران اور سریر کا آپس میں
وبجوگ ہوا - اُس وقت وہ عکس ظاہر نہیں ہوتا - اور اُس کے ظاہر نہونے سے
سریر میں جو حرکت تھی - وہ بند ہو جاتی ہے - اُسکو لوگ مرنا کہتے ہیں - مگر سامان
چیتن اُس وقت بھی است بھانت پرے کرکے موجود ہے - صرف پرانوں کے گم
ہونے سے جو عکس پڑتا تھا - اور جس کے آسرے سریر چیتن تھا - وہ اب نہیں ہے
سو یہ عکس علت سے پیدا ہوتا ہے - اسلئے جھوٹھا اور فانی ہے - اور سامان چیتن
سدا اناشی ایک رس قایم بذات خود ہے - اُس میں جینا مرنا دونو صورتیں نہیں
بن سکتے - اگیان سے اس میں دیکھتے ہیں - ورنہ وہ سدا ایک حالت پر سرحد کاروں
سے پاک تمام علتوں سے مُعرا کیول ست چت آنند روپ ہے - اور وشیش چیتن انہیں
کلپت اور متھیا ہے - اور جسقدر سریر کی چیشٹا ہوتی ہے - سو وشیش چیتن سے
ہوتی ہے - اس لئے تمام کرم بھی متھیا اور کلپت ہیں - اور انکا پھل جنم مرن کے

لوک میں آ جانا بھی مِتھیا اور کلپت ہیں ؛

سوال - میں کون ہوں - آیا وشیش چیتن ہوں یا سامان چیتن ہوں ؟

جواب - میں سامان چیتن ہوں - وشیش چیتن نہیں ہوں - یہی اگیان سے
جو میں آپ کو کرتا اور بھوگتا مانتا ہوں - درحقیقت میں است بھانت پریے روپ کرکے
فاعل
سرو کا پرکاشک اور ادھشٹان ہوں - سریر میں آتم روپ کرکے پرکاش مان ہوں
اور جگت میں ایشور روپ کرکے پرکاش مان ہوں - اور پرلے کال میں برہم روپ
کرکے پرکاش مان ہوں - لہٰذا میں تمام علتوں سے فارغ کرتا - کرم - کرتا سے بھن شدھ
فاعل فعل مفعول جدا
میں وہ ایک کیول است بھانت پریے روپ ہوں ؛

حقیقت محبت

سوال - اس گیان سے مجھکو کیا فائدہ حاصل ہوگا ؟

جواب - اس گیان سے جیو کو اپنی واستو سروپ کا گیان ہو کر سریر کے سنبندھ سے
جو جنم - مرن - سکھ - دکھ - دھرم - ادھرم - راگ - دویش کی بھرانت - یعنے وہم تھا
دور ہو جاتا ہے - اور آپ کو سریر کے ہوتے ہی نت مکت اور پرانند سروپ نشچے کرتا ہے ؛

سوال - تمام چیزیں میں سامان چیتن کس طرح ویاپک ہے -

جواب - کل اشیا پانچ امور سے سدھ ہوتی ہیں - نام - روپ - است - بھانت

اسم صورت

ف تینوں احوال شعار است مدعی کا حاصل کرنے والا - روشن کنندہ - قیامت ؛

پرتے ہے۔ مثلاً گھٹ نام۔ گول روپ۔ است ہے۔ بھانتی اسکی پرتیت اور پریہ خوشی
یعنے جل بھرنیکے کام دینے سے پیارا لگتا۔ اب ان پانچ امور میں سے نام وروپ
وبھچاری یعنے تغیر پذیر ہیں۔ اور است بہانت پری سامان یکساں ہیں۔ کیونکہ دوسری
چیز یعنے پٹ میں گھٹ کے نام اور روپ نہیں ہیں۔ مگر است بھانت پریے یکساں
ہیں۔ سو ثابت ہوا۔ کہ نام روپ کے دور کرنے سے دونو چیزیں است۔ بہانت پریے
روپ رہتی ہیں۔ اس طرح اگر کُل جہان کی اشیاء مین نام روپ جو جہوٹھا ہے۔ دور
کیا جاوے۔ تو باقی است بہانت۔ پریے روپ رہتا ہے۔ اِس طرح کُل اشیا است
بھانت پریے روپ ہیں۔ یہہ بیرونی ہے۔ اور اندرونی یہہ ہے۔ سریر نام۔ موٹا پتلا
یا کالا۔ پیلا وغیرہ روپ۔ است ہے۔ بہانت علم۔ اور پریے سرور۔ نام روپکے دور
کیئے مٹی ہے۔ مٹی نام۔ گندھ روپ۔ استی ہے۔ بھانتی علم۔ اور پریے سرور۔
نام روپ کے گم کیئے جل ہے۔ جل نام۔ رس روپ۔ است ہے۔ بہانت علم۔ اور پریے
سرور۔ نام وروپ کے گم کرنے سے اگن ہے۔ اگن نام۔ پرکاش روپ۔ است ہے
بہانتی علم۔ اور پریے سرور۔ اگن کے نام روپ گم کرنے سے پون ہے۔ پون نام۔
سپرس روپ۔ است ہے۔ بہانت علم۔ پریے سرور۔ پون کا نام وروپ گم کرنے
آکاس ہے۔ اکاش نام۔ شبد روپ۔ است ہے۔ بہانت علم۔ پریے سرور۔ اکاس کا نام

دروپ گُم کرنے سے آگے میں نہیں جانتا ہوں۔ یہ اگیان ہے۔ اگیان نام۔ نہ جاننا روپ۔ استی ہے۔ بہانتی علم۔ پرے سرور۔ اگیان کا نام۔ روپ گُم کرنے سے باقی کچھ نہیں۔ اُس کو سوں کہتے ہیں۔ سوں نام۔ او رخالی روپ۔ است ہے۔ بہانت علم پرے سرور کے نام روپ اُٹھانے سے باقی رہا ہورہتا ہے۔ جو نام روپ سے فارغ است بہانت پرے روپ ہے۔ سو است بہانت پرے روپ میں ہوں۔ اس طریقہ کو اگر بخوبی سمجھکر یقین کیا جاوے۔ تو ظاہر اور باطن۔ زیر او ربالا۔ راست اور چپ۔ مَیں۔ اور تُو۔ ایک است بہانت پرے روپ چتین بہاستا ہے۔ چاہئے کہ جگیاسی اس کو دل و جان سے منن اور ندہیاسن کرے ۞

گُل ششم (۶)

سوال۔ جیو اور ایشور کی ایکتا کس پرکار ہوتی ہے ۞

جواب۔ بھاگ تیاگ لکھنا سے بخوبی ہوتی ہے ۞ (یعنے)

سوال۔ بھاگ تیاگ لکھنا کس کو کہتے ہیں ۞

جواب۔ دروُدہی یعنے مخالف بہاگ کا تیاگ (ترک) کرنا اور سم (برابر) بھاگ کا انگیکار (اختیار) کرنا

سلہ دو چیزوں سے مخالف حصّص کا ترک کرنا

سوال - بھاگ تیاگ لکھنا سے کس طرح جیو ایشور کی ایکتا ہوتی ہے ؟

جواب - شام ویدکی چھاندوک اپنکھت میں مہاواکیہ ہے - تتو مسی یعنے ایشور جیو ہے - تت بمعنے ایشور - توام بمعنے جیو - اسی بمعنے ہے - اب اس وقت یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے - کہ ایشور سرو سرشٹ کا کرتا - انترجامی - نت مکت ایک سروگ کس طرح جیو پیدا شدہ ہو سکتا ہے - انا - پند - الپگ ہے تو اُس کے جواب میں یہ لکھا جاتا ہے - کہ ایشور میں جو سروگتا وغیرہ دھرم ہیں - سو مایا کے تعلق سے ہیں - کیونکہ ایشور نام مایا وشسٹ چیتن کا ہے - یعنے چیتن موصوف بہ مایا - اور جیو میں جو الپگتا وغیرہ دھرم ہیں - سو اودیا کے تعلق سے ہیں - کیونکہ جیو نام اودیا وشسٹ چیتن کا ہے - یعنے چیتن موصوف بہ اودیا - اگر ورودھی بھاگ یعنے مخالف حصص دونو کے درمیان سے دور کئے جاویں - تو باقی سمان بھاگ یعنے یکساں حصہ دونو کا ایک رہتا ہے - مراد یہ کہ ایشور میں جو سروگتا وغیرہ دھرم ہیں - سو مایا کے تعلق سے اُس میں فرض کئے گئے ہیں - اُس کے ذاتی دھرم نہیں - اُس کا ذاتی سروپ صرف چیتن ہے جس میں کسی قسم کا دھرم یعنے سرشٹ کا اُتپت کرنا یا پالن کرنا یا سروگ ہونا نہیں کہا جا سکتا - اس طرح جیو میں جو الپگتا وغیرہ دھرم ہیں سو اودیا

ہ کلمہ تو میں وہ دل کی جاننے والا ہے مدام ستگار ... کل شے داندہ ...

کے تعلق سے ہی ہیں مفروض ہیں جیو کے ذاتی دھرم نہیں جیو کا ذاتی سروپ چیتن ہے۔ چیتن میں الپگ ہونا۔ دین ہونا۔ دکھی ہونا۔ نہیں بنتا۔ بس ثابت ہوا۔ کہ جیو اور ایشور میں اختلاف کا باعث فرضی دھرم مایا۔ اور اودیا کے ہیں۔ ورنہ اِن دونو کا ذاتی سروپ ایک چیتن ہے۔ اس لئے بھاگ تیاگ لچھنا کے ذریعہ سے مایا اور اودیا کے دھرموں کو جیو اور ایشور سے جُدا کرنے سے باقی چیتن دونوں میں یکساں ہے۔ یعنے جیو چیتن ایشور چیتن ہے۔ اور ایشور چیتن جیو چیتن ہے۔ اس صورت سے جیو اور ایشور کی ایکتا ہو کر جو اعتراض کہ مہاواک میں پیدا ہوا تھا۔ رفع ہوتا ہے۔ اِس امر کو ایک مثال دیکر کہ جس سے بھاگ تیاگ لکھنا کا مطلب صاف طور سے ظاہر ہو سمجھایا جاتا ہے۔ کسی نے ایک شخص مسمّی دیودت کو کانشی شہر میں بوقت دوپہر گھوڑے پر سوار بڑی شان و شوکت سے دیکھا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد اُسی شخص کو مُلتان شہر میں بوقت شام سر دیا برہنہ دروازہ پر گدائی کرتا ہوا دیکھا۔ اور کہا۔ کہ یہ وہی شخص ہے۔ جس کو مینے بڑی شان شوکت سے سوار کانشی میں دیکھا تھا۔ اب اِس جگہ ایک مانوکھ میں دو مخالف صورتوں سے کتنا بڑا فرق عائد ہوتا ہے۔ لیکن جب کانشی شہر دوپہر کا وقت گھوڑے پر سوار ہونا اور مُلتان شہر شام کا وقت دربدر گدائی کرنا جو آپس میں اختلاف رکھتے ہیں۔

صدر کئے جاویں۔ تو ما نوکھ ایک ہے۔ اس کو بھاگ تیاگ لکھنا کہتے ہیں۔ اس مثال کو طریق مذکورہ بالا
میں جو درباب جیو اور ایشور کی ایکتا کے ہے۔ بیان کیا گیا ہے۔ بغور سمجھنا واجب ہے ۞

گل منقسم

سوال۔ گیان کی کتنی بھومکا ہیں ۞

جواب۔ سات بھومکا ہیں۔ سبھ اچھا[1]۔ سوو چارنا[2]۔ تن مانسا[3]۔ ستوا پت[4]
اسنسک[5]۔ پدارتھ ابہاونی[6]۔ تریا[7] ۞

سوال۔ سبھ اچھا کیا ہے ۞

جواب۔ پورب جنم یا اس جنم کے نسکام[8] کرم اور اوپاسنا سے ایکاگر چت والے
پرش کو دوویک[9]۔ ویراگ[10]۔ کھٹ سمپت[11]۔ اور موکھ اچھا[12] یہ چار سادہن ہوکر آتما
کے جاننے کی اچھا یعنے خواہش ہوئی اس کا نام سبھ اچھا یعنے اول بھومکا ہے ۞

سوال۔ سوو چارنا کیا ہے ۞

جواب۔ آتما کے جاننے کا خواہشمند ہوکر برہم گیانی مہت پرش کی خدمت میں

---

[1] ارادہ نیک [2] دانش حقیقی [3] شغل و مراقبہ [4] حصولی ذات [5] بے اختیاری [6] فنا فی اللہ [7] لاہوت [8] بے خواہش نتیجہ [9] تمیز درمیان حق و باطل [10] ترک لذات دنیا و عقبے [11] اس میں چھ امور شامل ہیں۔ سم یعنے ضبط نفس۔ دم ضبط حواس۔ تتھیا برداشت۔ اوپرام آزادی۔ سردھا یقین صادق۔ سمادھانا بیداری و ہوشیاری۔ [12] خواہش رستگاری ۞

با ادب وار ارادتمندی حاضر ہوکر اُن کی زبان مبارک سے سخنان ویدانت دربارِ
ایکتا جیوا ور برہم سُننے اور سنکر اُن کو اپنے من میں صدہا دلائل عقلی و نقلی سے منن
کرکے یقین کرنا یہ سوو چارنا نام گیان کی دوسری بھومکا ہے ❊

سوال - تن مانسا کیا ہے -

جواب - سرون اور منن کیئے ہوئے ارتھ کو ساکھیات کرنیکے واسطے باربار چتین کرنا
فکر
یعنے برتی کو ادویت وستکے اکار رکھنا یہ تن مانسا نام گیان کی سوم بھومکا ہے ❊

سوال - ستواپت کیا ہے -

جواب - سرون - منن - ندہیاسن کیئے ہوئے ارتھ کا ساکھیات انبھو ہو کر سنسے
وہم
اور وپرجی رہت نروکلپ آتھتی ہونی یعنے چت کا شدہ ستوگن روپ ہونا یہ گیان
صفت خالق
بیخیال قیام
کی چترتھ بھومکا ستواپت ہے ❊

سوال - اسنکت کیا ہے ❊

جواب - نروکلپ سمادھ کے ابھیاس سے ویہ میں ہر طرح سے مَیں میری کا نشان
بھی نہ رہنا - اور دیہ و کہی پریت یا اشکت بدہ زائل ہو جانے یہ اسنکت نام
گرفتاری
محبت
گیان کی پنجم بھومکا ہے ❊

---

۱ عین الیقین ۲ ایک شے میں دوسری شے کا علم ❊

سوال پدارتھ ابھاونی کیا ہے ۞

جواب - سرو پدارتھوں کے ادھشٹان برہم روپ گیان کرکے سب کا ابھاو یعنے

اپرتیت ہوتی یعنے یہ کہ سوائے برہم کے اور تمام اشیاء کو جو احاطہ بدھ میں آسکتے ہیں

اتینت ابھاو والا پرتیت کرنا یہ پدارتھ ابھاونی نام گیان کی چھٹی بھومکا ہے - کالعدم یقین

سوال - تریا کیا ہے ۞

جواب - گیاتا (عالم) گیان (علم) گی (معلوم) جو چوتھی اور پانچویں بھومکا

میں بھاو روپ اور چھٹی بھومکا میں ابھاو روپ پرتیت ہوتے تھے - اب ان

دونوں سے رہت اپنا آپ بھاستے ہیں - "اپنے بیگانہ سے فارغ" - نہ میں نہ تو

نہ یہ نہ وہ - صرف ذات ہی ذات یہ تریا نام گیان کی ستیم بھومکا ہے ۞

سوال - یہ بھومکا کس کے سادھن ہیں ۞

جواب - اوّل تین بھومکا نت گیان کا سادھن ہیں - چوتھی بھومکا تت

گیان روپ ہے جیون مکت اور ودیہ مکت کا سادھن ہے - باقی تین بھومکا جیون

مکت کی ولکھن آنند یعنے سرور ابدی کا سادھن ہیں ۞ خالص

سوال - ان بھومکا کے جاننے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے ۞

جواب - ان کے جاننے سے اپنی برتی کی اوستھا یعنے طبیعت کا حال اور دیگر

گیانوانوں کی اوستھا یعنے طبیعت معلوم ہوسکتی ہے۔ اور جو فرق کہ درمیان گیانوانوں
اوستھا کے ہے۔ اس کا باعث صرف ابھیاس کی کمی بیشی ہے۔ سواس ریاضت سے
وہ گمان دل سے دور ہوکر طبیعت ترقی کی طرف راجع ہوتی ہے۔

گل ہشتم

سوال۔ سرون۔ منن۔ ندہیاسن۔ وساکھیات ان کا سروپ کیا ہے؟
جواب۔ جو تقریر کہ پیشتر بیان ہوچکی ہے۔ اس کو ساودھان ہوکر ست گورو کی
زبان مبارک سے سُننا سرون کہلاتا ہے۔
پھر گوشہ تنہائی میں بیٹھکر شنیدہ سخنان کو دلائل عقلی ونقلی سے راست ماننا اور
تسلیم ہردے میں لاکر اس سے اپنے من کو سیر کرنا۔ جو جو امورات سنے ہیں۔ ان میں
اگر اعتراض پیدا ہو۔ تو اسکو پھر تحقیق کرنا۔ غرضکہ بار بار ان کا وچار کرنا منن کہلاتا ہے۔
جن سخنان کو بذریعہ سرون کے جانا ہے اور بذریعہ منن کے مانا ہے۔ ان کو اپنی برت
کے ساتھ اس طرح ملانا کہ برت اور ان وچنوں کا تات پرج روپ برہم ایک ہو جاویں
سب طرف سے اندریوں کو روک کر من میں لین کرنا۔ اور من کو سنکلپوں سے روک کر بدھ میں
لین کرنا۔ اور بدھ کو دوئی سے پاک کرکے سم روپ آتما میں محو کرنا۔ یعنے ایک ذات

ہوجانا۔ بار بار اس کا ابھیاس کرنا ندہیاسن کہلاتا ہے ؂

جب ندہیاسن کے کرنے سے کل اشتباہ و پریشانی برت سے دور ہوکر برت برہم روپ ہوجاوے۔ اور اس کو اپنا آپ جانے۔ کسی حالت و مکان و زمان میں شبہ پیدا نہ ہو آپ کو سرب میں اور سرب کو آپ میں دیکھے۔ اور پھر دیکھنے اور نہ دیکھنے سے پاک ہوکر قائم بذات خود ہووے۔ یہ ساکھیات کہلاتا ہے ؂

گل نہم

سوال۔ جسم کا تعلق آتما سے کچھ نہیں ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نیک و بد کا عوضہ جیو مرنے کے ملتا ہے۔ پھر اجگیہ سوخت ہوگیا۔ اور آتما لازوال ہے۔ پس نرک و سرگ کون بھوگتا ہے ؂

جواب۔ جب تک جیو کو اگیان ہے۔ اور سریر کے ساتھ اپنا تعلق مانکر اس کے نیک و بد افعال آپ میں دیکھتا ہے تب تک اسکو جنم مرن رہتا ہے۔ اور اسی کو سرگ نرک کہتے ہیں۔ اور جب گیان ہوا۔ اس وقت کسی فعل کا عوضہ اس کو نہیں ملتا ؂

مثال۔ ایک دفعہ ایک شخص نے اپنے باغ میں دو محافظ مقرر کئے۔ ایک ان میں سے نابینا تھا۔ اور دوسرا بے دست و پا تھا۔ ایک روز محافظ بے دست و پا نے اپنے رفیق نابینا سے کہا۔ کہ باغ میں عمدہ عمدہ میوے پختہ ہوگئے ہیں۔ و تمام باغ میٹھے

مالا مال ہو رہا ہے۔ میں لاچار ہوں۔ نابینا نے کہا۔ کہ تو میرے کندھے پر سوار ہو۔ اور جہاں
چاہو۔ میں تجھے لے چلوں۔ میوہ توڑ دونوں ملکر کھا لیں گے۔ انہوں نے اسی طرح کیا۔ میوہ توڑ کر
دونوں نے ملکر کھایا۔ دوسرے روز جب مالک باغ میں آیا۔ اور اس نے درختوں سے میوہ اترا
ہوا دیکھا۔ تو پوچھا کہ میوہ کس نے توڑا ہے۔ وے دونوں اپنا اپنا عذر پیش کرنے لگے۔ مالک
نے سمجھا۔ کہ درحقیقت یہہ دونوں اس قصور سے بری ہیں۔ غرض کہ وے روزمرہ ملکر یہہ کام کرتے
رہے۔ اور مالک باغ بھی روزمرہ اپنے باغ کا نقصان دیکھتا رہا۔ ایک روز دیوار کے
پیچھے چھپکر اس نے دیکھا۔ کہ بے دست وپا نابینا کے دوش پر سوار ہو کر ارتکاب جرم کا
کرتا ہے۔ پس اس نے دونوں کو ملزم جانکر اسی حالت میں ماخوذ کیا۔ اگر وے دونو شامل
نہوتے۔ تو کبھی یہہ قصور ظہور میں نہ آتا۔ پس ان دونوں کے اجتماع کو باعث ارتکاب جرم
وحصول سزا سمجھنا چاہئے۔ اسی طرح جہان ایک باغ عظیم ہے۔ اور ایشور باغبان ہے
اور محافظ جیو آتما و سریر ہیں۔ جن میں سے جیو بے دست وپا ہے۔ اور سریر نابینا ہے۔
جب جیو آتما اس سریر سے شامل ہوا۔ اسی وقت میوہ جات باغ عالم جو نیک وبد افعال ہیں
توڑ کر کھانے لگے۔ یعنے مرتکب افعال ہو کر ان میں اپنا تعلق مانا۔ اور امیدوار سزا وجزا
کے ہوئے۔ جس کا نتیجہ زادن ومردن یا نرک وسرگ ملا۔ پس ثابت ہوا۔ کہ تعلق جسمانی ہی
جیو کے لئے باعث عذاب عظیم ہے۔ مثال دیگر۔ ایک دفعہ ایک شخص مہاپورکھ کے پاس

جاکر پوچھنے لگا - کہ بعد مرون جسم جلایا جاتا ہے - اور جیو اتما آکار اور شدہ ہے - نرک
سورگ کون بھوگتا ہے - مہاپورکھ فرمانے لگے کہ اس کا جواب کل دیا جاویگا - دوسرے
روز جب سائل آیا - تو دروازہ بند تھا - اُس نے آواز دیا - اندر سے سنت نے پوچھا کہ تو
کون ہے - اُس نے جواب دیا کہ میں ہوں - وہ فرمانے لگے - کہ یہی میں نرک سورگ بھوگتی ہے
مطلب یہ کہ جب تک جیو جانتا ہے - کہ میں سر سے لیکر پاؤں تک بھی شریر ہی ہوں - فلانے
کا بیٹا ہوں - یہ میرا ورن اور آسرم ہے - یہ میرا نام ہے - یہ فعل نیک میں نے کیا ہے
اس کا نتیجہ اچھا ہوگا - اور یہ بد کیا ہے - اس کا پھل بد ہوگا - تب تک اس کو رستگاری
نصیب نہیں ہوتی - اور جب اسکو یہ گیان ہوا - کہ میں شریر سے فارغ و جدا ہوں - نہ میرا
ورن اور نہ آسرم ہے - نہ میں کسی کا بیٹا اور نہ باپ ہوں - نہ میرا کوئی نام ہے - میں ان
سب سے فارغ اور سب کا شاہد و روشن کنندہ ہوں - اس وقت کوئی فعل نیک خواہ بد
اسپر اثر نہیں کرسکتا - اور یہ جیتے جی مکت ہوجاتا ہے - جس کو جیون مکت کہتے
ہیں - اور اگر بہ نظر حقیقت دیکھا جاوے - تو سوائے سدھ ادویت برہم کے نہ
کچھ ہوا ہے - اور نہ کچھ ہوگا - جب تمام جہان کو نیست و نابود دیکھا - تو نرک سُرگ
کہاں سے ست ہونگے - یہ تمام باطل خیالات حالت نادانی میں ہوتے ہیں - دانائی
میں تمام خدائی ہے - اور اگر منظر دوچار بنے دانش نہ دیکھا جاوے - تو یہ تمام ملکی اوصاف

یعنے اوصاف حمیدہ کا ہے۔ مثلاً چیت یعنے ضبط۔ دھیرج یعنے حوصلہ۔ سنتوکھ یعنی قناعت
و صبر۔ ویراگ یا ترک۔ وچار یا دانش حقیقی۔ و تواضع و سخاوت و معرفت و آزادگی
و شکر اور پاپ نام شیطانی اوصاف یعنے اوصاف ذمیمہ کا ہے۔ مثلاً کام یعنی شہوت و
کرودھ یعنے خشم۔ لوبھ یعنے طمع۔ موہ یعنے اُلفت۔ اہنکار یعنے انانیت۔ تلخ گوئی
خشک مزاجی۔ بخل۔ شکایت و جہالت و تعلّق وغیرہ۔ پس پُن روپ اوصاف حمیدہ
سے جو خوشی حاصل ہوتی ہے اُسکو سُرگ یعنے بہشت کہتے ہیں۔ چنانچہ قول بیت

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد　　کسے را با کسے کارے نباشد

اور پاپ روپ اوصاف ذمیمہ سے جو رنج حاصل ہوتا ہے۔ اس کو نرک یا دوزخ قرار
دیتے ہیں چنانچہ گیتا کا سخن ہے۔

سہ دروازۂ دوزخ اند اے جوان　　طمع ہست خشم است شہوت بدان

اب راحت و رنج ہی نرک و سُرگ ہوا جنکی بنیاد بیدانشی از اصل خود و تعلق جسمانی
ہے جس کو ان دو عارضوں سے صحت حاصل ہوئی ہو اسکو نہ راحت ہے اور نہ رنج
ہے نہ نرک ہے نہ سُرگ ہے وہ ان تمام سے فارغ یعنی ہستی علم سرور نت نگت
دوئی نام دوزخ کا ہے جس کی ہمشیرہ ہیں۔ تو۔ یہ۔ وہ۔ میرا۔ تیرا۔ اِسکا۔ اُسکا۔ اپنا
بیگانہ۔ دشمن۔ دوست۔ نیک و بد سینہ میں جاگیر ہوکر دل کو خیالات واہی سے

پریشان رکھتی ہیں۔ اور یکتائی نام بہشت کا ہے کہ جس کے باعث تمام مجازی معاملات
دل سے خارج ہو کر ہمیشہ مستقیم المزاجی و مسرور ابدی ہمدم دل کے رہتی ہے۔ اس
دنیا سے باہر کوئی نرک و سُرگ نہیں ہے۔ سب کچھ یہاں ہی ہے۔ نیک و بد فعل کا
ارتکاب بھی اسی جگہ ہے۔ اُس کا اجر دُکھ یا سُکھ بھی اسی جگہ ہے۔ اس سے باہر کچھ
نہیں۔ وہ صرف خام خیالات نادانان پیدا کیے ہیں۔ دوسرا اس کا کوئی حساب لینے
والا نہیں۔ یہ خود ہی کرتا ہے اور خود ہی اُمید نتیجہ کی رکھکر سُکھ یا دُکھ دیکھتا ہے۔ جیسا
بوتا ہے۔ اُٹھاتا ہے۔ جیسے گورو نانک صاحب نے فرمایا ہے۔ پُنّی پاپی آکھن
ناؤن۔ کر کر کرنا لکھ لے جاؤن + آپے بیج آپے ہی کھاؤن۔ نانک حکمی
آوے جاؤن + جائے غور ہے کہ اگیان کیسا زور آور ہے۔ یہ جوہر لطیف و
پاک جس کو جیو کہتے ہیں وہ ذات ہے جو احاطہ عقل و فکر و قیاس سے بعید ہے اور جسکی
دریافت بجز نادریافتگی اور جس کا علم بجز بعلمی کے آج تک کسی کو نہیں ہوا۔ برہما۔ وشن
رودر جو اس جگت کے کرتا مشہور ہیں اس ذات بیچون و چرا کے دریافت میں مثل
طفل شیر خورہ نادان ہیں اور بڑے بڑے رشی اور مُنی جو اپنے اپنے وقت میں علامۂ عصر
ہوئے ہیں اور جنھوں نے دریافت حقیقت اصلیت ذات فارغ از صفات میں توسن
فکر دوڑائے ہیں اور چابک دلائل سے اُنہیں میدان دانش میں تیز رو کیا ہے۔

سوائے خاموشی کے کچھ نہیں کہہ سکے - اور یہ ذات وہ ہے جو تمام عیوب سے مبرا اور تمام اوہام سے مُعرّا نہ کسی کا خوف نہ نیاز نہ خیال دوزخ و بہشت اور نہ ساجد نہ مسجود نہ میں نہ تو نہ وہ صرف صرف محض عین مطلق ہے لیکن بباعث عدم دریافت حال اصلیت خود بسبب کثرت شوق جو مثل سوال پانی کے اوپر چھا گیا ہے یہ حال ہوا ہے کہ یہ تمام مصایب یعنے زادن و مُردن و پُن و پاپ و نرک و سُرگ عابد و معبود و فرض پتران و دیوتا و دیگر بلاہائے عظیم یعنے خواہش و شہوت و خشم و طمع وغیرہ اس پر نازل ہو کر اس کو ایسا دبایا ہے کہ اب نہ راہ رفتن نہ جائے ماندن کا معاملہ ہے - پس ایسے دشمن خونخوار کو جو اگیان ہے جس قدر جلدی ضایع کیا جاوے اُسی قدر باعث آرام ہے اور اگیان کا دور کرنا ہی تمام آفات سے رستگاری حاصل کرنا ہے ٭

گُل دہم

سوال - کرم کانڈ بجز جسم کے نہیں ہو سکتا اور جسم سوائے امداد آتما کے کچھ نہیں کر سکتا آتما کرم کانڈ سے علیحدہ ہے اور سریر مثل سنگ کے مردہ ہے پس کرم کون کرتا ہے ٭

جواب - جیسے آفتاب کے نکلنے سے کاروبار دنیاوی شروع ہوتے ہیں اور اُسی کے

اثر سے ہوتے رہتے ہیں لیکن سورج سب سے علیحدہ بلندی فلک پر قائم سب کو
روشن کررہا ہے اسی طرح کرم سریر کے آتما کے اثر سے ہوتے ہیں۔ لیکن آتما تمام کرم اور
جسم سے علیحدہ ہے اور جسم فانی اور دروغ ہے اسی طرح تمام کرم بھی حال میں خواب
کی حالت میں صدہا طرح کے کرم کئے جاتے ہیں بیداری میں کسی کا نام و نشان
نہیں پایا جاتا۔ اور نہ اُن کا نتیجہ نکلتا ہے۔ صرف خیال ہی خیال ہے۔ اسی طرح
جو کچھ کرم ہورہے ہیں اگیان روپی خواب میں ہو رہے ہیں جب بیداری گیان حاصل
ہوتی ہے اس وقت تمام کرم اور کرم کرنے والا جسم باطل اور ہیچ معلوم ہوتا ہے اگر
بغور دیکھا جاوے تو جسم کچھ چیز نہیں ہے۔ پانچ تت یعنے اکاس۔ پون۔ اگن۔
جل۔ پرتھوی کی اجزاء سے اس کی ترکیب ہے اور وہی پانچ تت تمام کرم کررہے ہیں
اور پانچ تت آتما سے ظاہر ہوئے ہیں اور اُسکے آسرے ہیں اور اس ہی میں فنا ہوجاتے
ہیں پس ہم کرم کو اور کرم کے کرنے والے کو کیا قرار دیں جیسے آہن سنگ مقناطیس کی
کشش سے حرکت کرتا ہے اسی طرح جسم آتما کی چیتنیا یا کرچیتن ہے ورنہ جسم جڑ یعنے
بے حرکت گنگ شگ مثل تھم کے یکجا ساکن ہے جب جیو کا سریر سے پرواز ہوتا ہے اسوقت
سریر کی کیا حالت ہوتی ہے اگر جسم کچھ ہوتا تو اس وقت بھی اس میں کوئی حرکت نمودار
ہوتی۔ جسم مثل آشیانہ کے ہے اور جیو آتما مثل مرغ قدسی کے اس میں سکونت

رکھتا ہے لیکن نادانی کے سبب سے اس مرغ نے آپ کو آشیانہ مان لیا ہے اور اپنا ذاتی سروپ بھول گیا ہے۔ اس سبب سے رنج وراحت اور زادن ومردن دیکھ رہا ہے جسم مثل ارابہ یعنے رتھ کے ہے۔ اندریان مانند اسپ کے ہیں خواہش لذات رسن ہیں جس سے گھوڑے رتھ سے جُڑے ہوئے ہیں من اس رتھ کے چلانیوالا ہے۔ اور آتما اس میں سوار ہے جس صورت سے سوار کو سواری سے کسی قسم کا ناطہ یا تعلق نہیں ہے اسی طرح آتما کا جسم سے کچھ تعلق نہیں ہے جسم بہت چیزوں سے بنا ہے اس لئے اس میں مختلف افعال ظاہر ہیں۔ اگر خوب طرح سے دیکھیں تو جسم کرم روپ ہے۔ کرم اور جسم ایک چیز کے نام ہیں کیونکہ جب تک جسم سے کرم ہو سکتے ہیں لوگ اُسے زندہ کہتے ہیں اور جب اس سے کرم ہونے بند ہو جاتے ہیں پھر لوگ اُسے مُردہ وناکارہ قرار دیکر آگ میں جلا دیتے ہیں پس ثابت ہوا کہ کرم جسم کا سروپ ہے۔

اگر کرم جسم سے ہوتا ہے۔ تو کیا تعجب ہے یہ جسم کا سروپ ہے۔ کرم ہوتا رہے ہمارا سروپ جسم نہیں اس واسطے نہ ہم کرم ہیں اور نہ ہم کرم کرنیوالے ہیں سریر اور کرم سے فارغ ست چت آنند گیان ماتر سب کے ساکھی ہیں تین طرح کے کرم اس جسم سے جو نیز تین طرح کا ہے۔ تین حالات میں ہو رہے ہیں جاگرت میں استھول کرم استھول سریر سے اور سُپن میں سوکھم کرم سوکھم سریر سے سکھوپت میں صرف اگیان روپ کرم کارن سریر سے۔ اس صورت سے ہر حالت میں جسم کرم کر رہا ہے لیکن اسکا شاہد ایک اور ہے

جو اس کے کرموں اور حالت سے باخبر ہے سو آتما ہے اس آتما میں نہ کوئی حالت ہے اور نہ کوئی سریر
ہے نہ کوئی کرم ہے ۔ تین سریر اور تین حالات اور تین کرم سے جدا صرف گیان سروپ
سب کا ساکھی اپنے آپ میں قایم ہے ۔ نہ کبھی مرتا ہے نہ پیدا ہوتا ہے جسکو ایسا گیان
آتما کا ہوا ہے اور اس کے آتما کو اپنا آپ جانتا ہے وہ پرکھ تریا یعنے چوتھی پد میں قایم
ہوتا ہے جہان پرمیشر سروپ ہو جاتا ہے ۔ دیکھئے تمام جہان کا تخم اگیان ہے گیان
سے کُل ظہور ہوا ہے اور اگیان میں یقین ہو رہا ہے اگیان کے دور ہونے سے تمام
گم ہو جاتا ہے ۔ پس جب یہہ حال ہے تو جسم اور جسم کے کرم بھی اگیان سے ظاہر ہیں
اگیان کی کونسی چیز راست قرار دیجاوے ۔ سکھوپت اوستھا میں تمام کرم گم ہو جاتے ہیں
تو حالت مرگ کی بابت کیا کہا جاوے ۔ پس ثابت ہوا نہ جسم ہے اور نہ کوئی کرم ہے
یہہ تمام بھرم یعنے وہم ہے ایک آتما اپنے آپ میں قایم ہے ۔ آتما کو آلایش گناہ
و صواب و خوف زادن و مردن و خواہش نیک و بد اس باعث سے ہو رہی ہے
کہ آپ کو جسم سے ملا ہوا مانتا ہے ۔ اور کرم کرنے کی خواہش کرتا ہے اس لئے گرفتار ہے ۔
جب یہہ گیان ہوا کہ میں نروکار ۔ گیان سروپ ۔ اکری ۔ ساکھی ہوں ۔ سریر کا
تعلق میرے ساتھ کچھ نہیں اس وقت مکت ہو جاتا ہے ۔ پس سریر کو بالکل نابود
اور اس کے کرموں کو نمود بے بود جانکر آپ کو چدانند ۔ اکری ۔ آتما جانے جب یہہ تمہید

دلنشین ہو جاتی ہے اُس وقت من خود بخود قائم ہو جاتا ہے خواہش بند ہو جاتی ہے
سنتوکھ اور دیگر نعمتہائے حاصل ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ جب تک جسم کو اور جگت کو ست
مانا ہوا ہے تب تک من خواہش کے ساتھ ملکر اِدہر اُدہر جاتا ہے۔ جب سب
کچھ نیست معلوم ہوا اور آتما صرف ست جانا اور اُس کو اپنا آپ سمجھا پھر کس کی خواہش
کون کرے۔ گیا نوان کو نہ کچھ جسم بھاستا ہے نہ کوئی جسم کا کرم معلوم ہوتا ہے
صرف چداکاس تمام الفاظ سے مبرا ہوتا ہے۔ یہ صرف مشق کی فضیلت ہے۔
جو اس درجہ پر پہونچتا ہے اور عدم مشق سے انسان چاہ تاریکی میں پڑا رہتا ہے۔
اندریاں اپنے اپنے کرم میں لگی ہوئی ہیں۔ ایک کے دہرم کو دوسری نہیں کرتی
جیو ایسا نادان ہے کہ اپنا دہرم فراموش کر کے دوسرے کے دہرموں میں برتنے لگا ہے
اور اپنا دہرم جو ساکھی گیان سروپ ہے۔ اُسکو نہیں جانتا اپنے دہرم میں قائم ہونا ہی
مناسب ہے ✿

گلِ یازدہم

سوال۔ بے وطنی میں تسلی کس طرح ہو ✿

جواب۔ حالات جسمانی بباعث اختلاف عناصر دائما تبدیل پذیر ہیں کبھی گاہ
راحت۔ گاہ رنج۔ گاہ صحت۔ گاہ علالت علےٰ ہذا القیاس لیکن ذات جو عناصر سے مُبرّا

اور صورت و نشان سے معرا ہمیشہ یکسان و بر یک قرار ہے۔ اس ذات کو اپنا آپ دیکھکر ہمیشہ انسان بحالت یکسانی مسرور رہتا ہے اور بمصداق محیط کُلّ شیئٍ وہ ذات مثل مرغ تمام قالب عنصری میں جو آشیانہ سا ہیں جلوہ فرما ہے اس لئے انسان کی ہستی بھی بغیر رنگ تغیّر و تبدیل ہے۔ اور اس کی خوشی سرور سرمدی ہے۔ جسم کا آنا وجانا صرف نظر بالائی میں معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر بنظر غور دیکھا جاوے۔ تو موج کا آنا وجانا ظاہر ہونا و معدوم ہونا پانی سے سر مو جدا نہیں اگر موج ہزارہا کوس کے فاصلہ پر گئی تو پانی سے کسی طرح جدا نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کا پہلا مقام اور درمیانی رفتار اور آخر منزل تینون پانی ہیں۔ تو اس کا آنا کہان سے اور پہونچنا کہان تک اور کوچ کس راستہ سے قرار دی جاوے اسی طرح بیضۂ عنصری میں تمام اجسام مثل امواج ہیں اُن کے آنے وجانے میں صرف تبدیل خیال ہے۔ اور اصلیت میں کچھ نہیں بدلا وہی قالب عنصری وہی نفس ناطقہ وہی حواس عشرہ ویسے ہی افعال و اعمال وہی زمین وہی آسمان وہی خورشید وہی ماہ وہی حالت بیداری و خواب و خواب گران پس کس لحاظ سے وطن یا بیوطنی یا ایک جگہ سے انتقال دوسری جگہ قیام قرار دیا جاوے۔ اگر تعلّق جسمانی و رشتۂ اُلفت قطع ہو جاوے۔ تو ہر جگہ رہنا خانہ و ہر شخص یار یگانہ ہی جدائی

کار بج اُس موقعہ پر اُس شے سے ہوتا ہے۔ جہان مقصود فانی ہو لیکن جبکہ دوست دائما موجود و ہستی کل بود ہے۔ تو علیحدگی کا قلق محض بیسود ہے۔ عارف کا وجود وجود حقیقی ہے۔ جو ہمیشہ اور ہر حال میں پایدار بریک قرار ہے ضرور سفر میں بباعث اختلاف واقعات تجربہ کامل حاصل ہوتا ہے لیکن حصول تجربہ کے لئے ضبط حواس و نفس امارہ و پرہیز از لذات نفسانی و اجتناب از صحبت جہلا لازمہ ضروری ہی نفس کی عادت مثل بچھیرے اسپ کے ہے جو ہمیشہ تگ و پو میں رہتا ہے جب اسکی دہان مین عنان دانش ڈالی جاتی ہے۔ اور اُس کی پیٹھ پر زین بُردباری رکھکر اُس کو تنگ ضبط سے کسا جاتا ہے تو سوار کے زیر ہوکر حسب مرضی سوار براہ راست چلا جاتا ہے اور اگر اِس سامان سے توسن نفس کو آراستہ نہ کیا جاوے تو اسپ مادہ خواہش کے پیچھے پیچھے حواس کی گلیوں میں خیالات کی چھلانگیں مارتا پھرتا ہے۔ پس بہتر ہے کہ جس قدر ممکن ہو۔ اِس دشمن خونخوار پر دست تعدی دراز کرکے اس کو ایسا پامال کرے۔ کہ پھر اس سے خوف کسی حال میں عائد نہ ہو۔ اگر بنظر غور دیکھا جاوے۔ تو بے وطنی میں انسان کو صدہا طرح کے فوائد حاصل ہوتے ہیں چنانچہ چند ان میں سے اِس جگہ قلمبند کئے جاتے ہیں۔ اوّل یہ کہ اِنسان کو وطن چھوڑنے میں قطع اُلفت پدری و پسری و دیگر احباب کی تلقین ہوتی ہے۔ دوم۔ خوب و زشت سرد و گرم درشت و نرم اوضاع

زمانہ کے برداشت کرنے کے قابل ہوتا ہے - سوم - وہ حالت ابتدائی کہ جس کے رو سے
ہم سب لوگ اس مہمانسرائے جہان میں مثل مسافران شب باش ہیں یاد آتی ہے -
چہارم - ملاقات مردم مختلف الطبع سے میل بطرف آزادگی و گوشہ نشینی پیدا ہوتا ہے
پنجم - مصائب سفر سے جو مصداق السفر دشوار ہیں جہان کی طرف سے نفرت
و آزادگی کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے - ششم - تکالیف حصول معیشت سے جو یک نیم پاؤ
آرد سے منتفی ہوتی ہے اور بر خلاف جس کے رشتہ طمع سے گرفتار ہو کر صدہا طرح کی
تشاویش و تکالیف ازدیادی مال و منال کے لئے برداشت کرتا ہے چشم بینا کو عبرت حاصل
ہوتی ہے علے ہذا القیاس اور بھی فوائد ہیں جو ہوشمند اپنے بحر فکر میں غوطہ زن ہو کر
مثل غواص دریافت کر سکتا ہے *

گل دوازدہم

یہ جو جہان میں مشہور ہے کہ جو کچھ پرمیشر کو منظور ہے وہی ہوتا ہے - یہ بات
بہت دور ہے - راضی برضائے الٰہی رہنا کام فقراء کا ہے دنیا دار و عیالدار کے پاس یہ
حوصلہ کہاں ہے وہ تو اپنے تدارک پر نازان ہوتا ہے اور اگر کام پورا ہو جاوے
تو شادان ہوتا ہے اور اگر خراب ہو جاوے تو ملول ہوتا ہے اگرچہ اسکی مرضی کے سوا

کوئی کام جہان میں نہیں ہوتا تو بھی انسان کو اس نے تمیز بخشی ہے کہ اپنے نفع یا
نقصان یا تکلیف و تفریح کو سمجھے۔ حکمت ایزدی سے جو کام ہوتا ہے وہ پورا ہوتا ہے
کوئی اس پر انگشت نہیں رکھ سکتا اور انسان کا کام صدہا طرح کے نقص کے
ساتھ ملا ہوا ہے صدہا لوگ کہتے ہیں کہ یہہ کام اس نے درست نہیں کیا تو اس
میں پرمیشر کی مرضی کہنا روا نہیں اور خصوصاً تمام امورات باطل و تقلیدی ہیں۔
اگیان سے معلوم ہو رہے ہیں اور اگیانی کو خوش کر رہے ہیں پرماتما تم تقلید سے
پاک اور اگیان سے بری ہیں۔ فاسق ہستی ہیں ہست ہے اسکو ان امورات تقلیدی اور
واہیات سے اگر منسوب کیا جاوے تو شناخت الٰہی میں بہت ہی فرق آتا ہے جگت
کا ہونا۔ رہنا اور ناس ہو جانا اس ذات مطلق میں کچھ نسبت نہیں رکھتا۔ جیسے
سمندر کو امواج و حباب کے پیدا ہونے اور فرو ہونے کی کیا پرواہ ہے وہ اپنی الوہیت
میں مست ہے۔ اسی طرح ہزارہا طرح کی مخلوق جو اس جگہ مختلف کارروائی کرتی ہوئی معلوم ہوتی
ہیں اس ذات بے پایان اور ناپیدا کنار میں موج کی نسبت بھی نہیں رکھتی۔ کئی کروڑ
برہما۔ بشن۔ مہادیو ایک لحظہ میں پیدا ہوتے ہیں اور گم ہوتے ہیں۔ بے شمار
برہمانڈ مثل گرد و غبار اٹھتے ہیں اور محو ہوتے ہیں وہاں کچھ بھی کم و بیش نہیں ہوتا
ایسے عالیجناب میں ایسے خسیس کاموں کی نسبت دینی معرفت سے بعید ہے اس ذات کی

صِفت کو رکھیشر اور منیشر اوتار ۔ وویوتا نہ سمجھکر دم بخود ہو گئے ہیں ۔ اور کلمہ تمام لوگوں میں پھیلا ہوا ہے ۔ کہ کرن کراون ہار وہی ہے ۔ اُسکے یہ معنے ہیں کہ جو کچھ ہے سو وہی ہے ۔ اُس کی ہستی میں غیر کی سمائی نہیں ۔ اس فہمید سے تمام دُکھ دور ہو جاتے ہیں ۔ لیکن لوگ جو کام کرتے ہیں ۔ اُس میں اُس کو آلودہ کر کے کہتے ہیں یہ غلط فہمی ہے ۔ یہ جہان تماشا خواب ہے ۔ بیت

چندین ہزار جامہ بدل کردہ چہ حباب ۔ دریائے بیکران حقیقت ہمان کہ ہست

عارف کے لئے تماشا ہے ۔ اور اگیانی کے لئے جالی کا پھاسا ہے ؛

گُل سیزدہم

سوال ۔ انسان کی پیدائش از خود ہے ۔ یا یہ مخلوق ہے ۔ اگر مخلوق ہے ۔ تو خالق کون ہے ۔

جواب ۔ انسان دو چیز سے مُرکّب ہے ۔ ایک رُوح ۔ دوسرا جسم ۔ رُوح کو بسبب ہستی و علم ہونے کے مخلوق قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ کیونکہ جو چیز پیدا ہوتی ہے ۔ وہ آخر کار مرتی ہے اگر روح کو مخلوق یا پیدا شدہ جانیں تو اُس کی موت بھی ماننی پڑے گی ۔ اس سے کلام الٰہی میں فرق آئیگا پس ثابت ہُوا ۔ کہ انسان کی جزو اعلےٰ یعنے روح مخلوقیت سے مبرّا عین ذات حق ہے ۔ اور دوسرا حصّہ جسم عناصر سے مرکّب ہے ۔ عناصر قدرت ایزدی

سے موجود ہوئی ہیں۔ اور وہ قدرت قادر ہیں ہے۔ پس تمام پیدائیش قادر کی قدرت سے جدا نہیں اور قدرت قادر سے جدا نہیں بلکہ عین قادر ہی ہے۔ اور اگر ہم یہہ جانیں کہ خدا نے انسان کو بنایا تو اس سے دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔ اوّل یہہ کہ خدا نے کس مصالح سے بنایا۔ اور دوسرا اس کو بنا کر کس جگہ رکھا۔ اِن کے جواب میں اوّل مصالح خدا سے جدا قایم کریں۔ تو خدا کی وحدت میں فرق آتا ہے۔ اور اگر خدا کی قدرت ہی کو مصالح قایم کریں تو قدرت قادر سے جدا کسی حالت میں نہیں رہ سکتی۔ اور دوسرا وہ انسان بھی کسی غیر جگہہ نہیں بلکہ وہ ذات خود زاون و مُردن سے مبرّا نام و صورت سے معرّا۔ مکین و مکان سے فارغ خالق و مخلوق سے خارج اپنے تماشا کے عشق سے سرشار ہوکر وحدت کو چھوڑ کر کثرت کو اختیار کر انواع انواع کے اجسام کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہے۔ کیونکہ شوق تماشا بینی ایک سے پورا نہیں ہوسکتا تھا بلکہ صدہا طرح کے رنگ و روپ سے بنکر آپ کو آپ دیکھنے والا اور دکھانیوالا ہوا۔ جیسے ایک مٹی سے کئی صورتیں مثلاً سبوچہ۔ صراحی۔ کاسہ وغیرہ ناموں سے نامزد ہوتے ہیں۔ کیونکہ مٹی سے کوئی کام کسی چیز کے بند رکھنے یا ایک جگہہ سے دوسری جگہہ اٹھا لیجانے یا ایک دوسرے کو لینے دینے کا نہیں ہو سکتا تھا۔ اُس مدعا کے پورا کرنے کے لئے اس کو مختلف صورتوں میں بنا کر مختلف اسمار سے موسوم کر کے کارروائی کثرت ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ

ذات جو بے رنگ و بےصورت و بے نام تھی - اپنے شوق سے تمام رنگوں کل صورتوں اور کل ناموں میں آکر اپنے کثرت کے شوق کو پورا کرنے لگی - یعنے وہی ذات لطیف خیال کثیف سے باد - آتش - آب - خاک ہو صدہا صورتوں میں تبدیل پاکر آپ سے آپ پیدا آپ میں آپ فنا ہونے لگی - جب ایسی حالت ہے - تو کس کو پیدا کنندہ اور کس کو پیدا شدہ قرار دیا جاوے - اس خیال دوئی کو دل سے دور کر کے یہی دیکھنا ہے کہ ایک ہی ذات احد خود بخود قایم موجود ہے - اور انسان کوئی دوسری چیز نہیں - بلکہ وہی ذات ہے - **بیت**

سین انساں گر بیفتد از میاں　　اول و آخر نماند غیر آں

حضرت انساں کہ وصلش در جہاں چوں خلقت است
معنئ او را بفہم ایں جا کہ از حق صورت است
در لباس آدمی کار خدائی میکند　　آدمی را طرفہ ایجاد دستگاہ قدرت است

گل چہاردہم

سوال انسان اپنی اصلیت سے کیوں گمراہ ہو گیا ہے ؟

جواب بباعث نشہ کثرت و غفلت اس پر ایک مثال دیجاتی ہے - ایک پادشاہ ایک روز محل میں معمول سے زیادہ شراب پی نشہ سے سرمست ہو کر محل

سے باہر نکل آیا۔ دروازہ پر جو سپاہی کھڑا ہوا تھا۔ اُس سے کہا کہ تو اپنے کپڑے اُتار دے اب میں پہرہ دیتا ہوں۔ سپاہی نے کہا حضرت آپ میرے پادشاہ آقا ہیں یہہ کیا کرتے ہیں۔ پادشاہ نے کہا چپ رہو ایسا نہو کہ پادشاہ اندر سے دونو کی آواز سنے۔ اور سزا دے۔ غرضکہ جبرًا وہ پوشاک لے اور خود پہنکر دروازہ پر گشت کرنے لگا۔ یہہ بات تمام ملازماں میں پھیلی کہ پادشاہ آپ غیر معمول لباس میں دروازہ پر پہرہ دے رہا ہے۔ وزیر آیا اُس نے کہا حضرت یہہ آپ نے کیا کیا ہے۔ اُس وقت پھر بادشاہ کہنے لگا کہ چپ رہو۔ ایسا نہو کہ پادشاہ ہم دونو کی آواز سنکر خشمناک ہووے۔ وزیر حیران ہوا۔ اس کا باعث دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ پادشاہ نشہ شراب سے مست ہے یہی سوچا کہ جب اِس کا نشہ اُتریگا یہہ خود ہی اپنی کردنی سے شرمندہ ہوگا۔ اسی طرح دوپہر تک پادشاہ اُسی حالت میں رہا۔ دوپہر کو اُس کو نشہ کے اُترنے سے ہوش آئی۔ کہ میں کون ہوں اور کیا کر رہا ہوں۔ یہہ سوچتے ہی اُس نے اپنا لباس سپاہیانہ اُتارا۔ اور محل میں جاکر لباس شاہانہ پہن دربار میں آکر تخت نشین ہوا۔ نتیجہ اس طرح ہے۔ کہ وہ ذات یعنے روح نشہ عشق خود بینی سے سرمست ہو محل وحدت سے باہر نکل دروازہ کثرت پہ لباس انسانی پہن گشت تعین کرنے لگی۔ کسی صورت سے یہ نشہ نہیں اُترتا۔ لیکن صرف اپنی معرفت سے جب اپنی پہلی حالت یاد آتی ہے۔ اُس وقت اس حالت

سے شرمندہ ہوکر اُس حالت کو اختیار کرتا ہے۔ **دیگر مثال**۔ ایک بازیگر سوانگ بناتا
بناتا کسی ایسے سوانگ میں مشغول ہوا کہ اُس کو اپنا نٹ پنا بھول گیا۔ اور آپ کو
وہی سوانگ مان لیا۔ جس سے تمام تکالیف و برداشتگی برداشت کرنے لگا۔ تماشا
بینوں میں سے کسی دانا نے مہربانی کر کے اُس سے کہا کہ اے بازیگر تو اپنی اصلیت
کو بھولکر ایسا خراب ہوتا ہے۔ لیکن اس سخن سے اُس کے دل میں کچھ تاثیر نہ ہوئی
کیونکہ اُس نے آپ کو سوانگ مانا ہوا تھا۔ پھر اُس دانا نے اُس کا ایک ایک کپڑا
اُتار کر اُسے عریان کیا۔ اور پھر اُسے آئینہ دکھایا اور پوچھا کہ تو کون ہے۔ اُس وقت اُس
کو یاد آیا۔ بلکہ یقین ہوا کہ میں سوانگی یعنے بازیگر ہوں۔ جب سوانگی جانا۔ اُس
وقت کُل تکالیف سے خلاصی پائی۔ اُسی طرح روح مثل بازیگر کے لباس جسم کثیف
ولطیف وغفلت واسم وصفت وذات ودولت و اقبال وغیرہ سے جو مثل سوانگ
کے ہیں اپنی اصلیت کو بھولکر آپ کو اِنسان ماننے لگا ہے۔ اور تمام تکالیف برداشت
کر رہا ہے۔ جب زمرۂ عارفاں میں سے جو مثل تماشا بینوں کے ہیں۔ کسی کو اس کیطرف
توجہ ہوتی ہے۔ تب وہ اُس کو جتلاتا ہے۔ اور لباس جسم کثیف ولطیف و اسم وصفت
وذات سے اُس کو معرّا کر کے مسائل متقدمین وسُخنان محققین مثل آئینہ کے دکھاتا
ہے۔ اور پُوچھتا ہے۔ کہ اب تو کون ہے۔ اُس وقت یہ اپنی اصلیت کو یاد کر کے کہتا ہے۔ کہ

میں عین ہستی علم سرور ہوں۔ میں جسم یا جسم والا نہیں ہوں۔ **دیگر مثال**

ایک شیر کا بچہ کسی گڈرئے کے ہاتھ لگ گیا۔ اُس نے بکریوں اور بھیڑوں میں شامل کر دیا۔ وہ بچہ اُن کا دودھ پیتا رہا۔ اور اُنہیں کے ساتھ صحبت کرتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اپنی اصلیت شیر کو بھولکر آپ کو بکری یا بھیڑ ماننے لگا۔ اُسی طرح بولے اور اُسی طرح گھاس چرے۔ ایک دن کسی دوسرے شیر نے اُسے اجڑ میں دیکھا۔ اور حیران ہوا۔ کہ شیر ہو کر بکریوں میں چر رہا ہے جب اُسکے نزدیک گیا تو وہ مثل بکریوں کے اُس سے خائف ہو کر بھاگ گیا۔ اُس نے اُسے جبراً پکڑا۔ اور جتلایا کہ اے بیعقل تو آپ کو بھولکر اس قدر اندھا ہو گیا ہے۔ کہ اپنے ہمجنس سے خائف ہوتا ہے۔ اور غیر جنس سے جو تمہاری خوراک ہیں۔ ملکر رہتا ہے۔ آ تو میری مانند شیر جنگل کا بادشاہ سب پر قادر بکریوں کے مارنیوالا ہے۔ اِس سخن سے اُسے یقین نہ آیا۔ اِس پر شیر اُس کو لب آب پر لیجا کر اُسے اپنا اور اُس کا عکس دکھایا۔ اور کہا کہ دیکھ تو اور میں یکساں صورت والے ہیں۔ اِس سے اُس کو یقین ہوا کہ میں بھی شیر ہوں۔ پھر وہ گرجا اُسے دیکھکر دوسرا گرجا۔ تب اُس شیر نے اُس بچہ کو کہا کہ اب جا کر بکریوں میں گرج اور پھر اپنی شان دیکھ۔ اُس نے اُسی طرح کیا۔ تمام بکریاں اُس کی آواز سُنکر خوف سے بھاگ گئیں وہ اکیلا جنگل کا بادشاہ ہو کر رہنے لگا۔ اُسی طرح یہ روح شیر بچہ حواس ظاہری و باطنی سے جو مثل بکریوں

اور بھیڑوں کے ہیں۔ بلکہ آپ کو بھول گیا ہے۔ اور اُن کے ساتھ ملکر لذات نفسانی کا گھاس چرتا ہے۔ اور جسم اسم وصفت میں مثل بکریوں کے مَیں مَیں کرتا ہے۔ جب کوئی دوسرا شیر یعنے عارف اس کو اس حالت میں دیکھکر اسے ہدایت کرتا ہے۔ کہ تو عین ذات ہے تو یہ اُس سے خائف ہو کر نفرت کرتا ہے۔ جب کُتب مقدّس جو مثل آب کے ہیں دکھاتا ہے سمجھاتا ہے۔ تو اُس کو اپنی اصلیّت سوجھتی ہے۔ اور پھر نعرہ خود شناسی سے تمام حواس سے الگ جسم جنگل میں بادشاہ ہوتا ہے۔ اِن تمثیلات سے ظاہر ہے۔ کہ روح کو صُحبت جسمانی سے ذات حق کی طرف سے گمراہی ہوئی۔ کیونکہ لطافت میں جب کثافت شامل ہوتی ہے۔ اُس وقت لطافت فراموش ہو جاتی ہے۔ اور دوسری وجہ اس کی فراموشی کی یہ ہے۔ جو چیز بالکل ہی قریب ہو۔ اُس کا علم نہیں ہوتا۔ جیسے آنکھ میں سُرمہ ہے۔ اُس کو آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔ یا آنکھ میں جو مردمک ہیں۔ اُن کو آنکھ دیکھ نہیں سکتی یا بینائی کو بینائی دیکھ نہیں سکتی۔ اُسی طرح روح جو بالکل ہی حق کے قریب ہے بلکہ اُسی کے آسرے ہے۔ اُس کو بھول گیا ہے۔ جب اُس کو جُستجو کرتا ہے۔ تو وہی ذات سمجھنے سے واصل ہوتا ہے۔ سوائے اسکے اور کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ تو ثابت ہوا کہ قرابت ہی باعث فراموشی ہے۔ اور تیسرا روح کو لباس جسمانی سے آلائش غفلت ہوئی ہے۔ جس وجہ سے یہ آپ کو محدود و موسوم و موجود سمجھتا ہے۔ اور یہی

گمراہی اور غفلت کی وجہ ہے۔ کہ جب ذات بیچون وچرا میں خواہش چون وچرا ہوئی۔ تو واحد سے کثیر اور بیحد سے محدود اور عالم سے غافل ہوا۔ یعنے وہ خواہش ہی باعث گمراہی ہے جب خواہش زیادتی دور ہو۔ اور وحدت باقی ہے یہہ اصلیت ہے؛

گل پانزدہم

سوال۔ عام لوگ جسے مرنا کہتے ہیں۔ اُس کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ اور بعد مرنے کے روح کہاں جاتی ہے؛

جواب۔ قطع تعلق نفس ناطقہ از جسم خاکی و مخالفت عناصر و ساکن شدن حواس و اعضائے و اجزائے بدن موت کہلاتی ہے۔ جسم کی پانچ حالتیں ہوتی ہیں اوّل بصورت نطفہ حمل میں آکر مجسّم ہونا۔ دوم لڑکپن۔ سوم جوانی۔ چہارم پیری۔ پنجم موت۔ یہہ حالات جسم کی منازل ہیں جس طرح دیگر منازل کو اس نے طے کیا ہے اُسی طرح اُس کو بھی طے کرکے اپنا سفر پورا کرتا ہے۔ زندگی نام حرکت اعضاء و صلح عناصر ہے۔ و موت نام سکون اعضاء و مخالفت عناصر ہے۔ اس حالت کے وارد ہونے سے جسم میں کسی چیز کا نقصان نہیں ہوتا۔ جیسے کسی دانا نے کہا ہے۔ **بیت**

ماٹی کی ماٹی آگ اگن جل نیر یوں کی پوں ہوئی۔

ز اختلاط دل پریشانم نمیدانم چرا ہستا عشق از خود گریزانم نمی دانم
سر نوشت ہر دو عالم را ز حرف خواندیم - ۱۶ - بجز یک حرف و یک حرفی نمیدانم نمیدانم چرا

اب کس سے پوچھیں کون موا اور کس کو کہئے کون ہوئی

صرف زندگی کی مخالفت و مناسبت سے لوگوں میں یہہ حالت موت کے نام سے مشہور ہے - ورنہ یہہ حالت تمام حالات سے افضل و برتر ہے - کیونکہ اس حالت کے وارد ہونے پر تمام آفات سے فراغت اور سب افعال کا انجام ہوتا ہے - ع

نشنیدہ کہ ہر کہ بمیرد تمام شد - بیت

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصئے قضئے پاک ہوئے

اور روح کی نسبت مختلف مسایل وخیالات لوگوں میں مشہور ہیں کئی کہتے ہیں کہ روح ایک جگہہ جمع ہوتے ہیں - قیامت کے دن اپنے اپنے اجسام کو پہچان کر ان میں داخل ہونگے - اور اپنا حساب دیں گے کئی کہتے ہیں - کہ روح حسب کردار خود مختلف قالبوں میں آتا جاتا رہتا ہے - تا وقتیکہ معرفت حق وخود شناسی اُس کو حاصل نہو نجات نہیں پاتا - کئی کہتے ہیں - کہ روح کوئی چیز نہیں - جسم میں جو حرارت عزیزی ہے اس کو روح کہتے ہیں - پس اُن کے یقین میں آنا - وجانا نہیں ہے - علے ہذا القیاس جو بنظر حقیقت روح پیدا ہونے اور فنا ہونے سے بری ہے - اور ذات حق سے متفرق نہیں بلکہ ذات ہے محیط کل ہے جہاں جسم سے ہمصحبت اور حواس میں داخل ہوتی ہے

وہاں روح سے موسوم ہوتی ہے جس طرح کہ جہاں پانی جوشزن ہوتا ہے وہاں موج و
حباب سے موسوم ہے لیکن سوائے پانی کے اور کچھ نہیں۔ اُسی طرح حق محیط کل بلکہ آپ
ہی آپ ہے اُس میں صدہا طرح کے اجسام مثل موج و حباب ہوتے ہیں اور مٹتے ہیں اِن
میں کس کو آنا و جانا قرار دیا جاوے۔ جیسے سبوچہ کے پھوٹنے سے اُسکا خلو کہیں آتا جاتا
نہیں بلکہ کل خلو کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ اُسی طرح جسم سبوچہ کے پھوٹنے سے روح حق
سے شامل ہو جاتا ہے کیونکہ آگے بھی شامل تھا صرف نظر جسمانی سے جدا یقین ہوتا ہے۔ جیسے
سبوچہ پُر از آب کو دریا میں رکھیں تو اُسکے اندر و باہر سوائے پانی کے اور کچھ ہی نہیں لیکن صورت
سبوچہ کے باعث وہ پانی آب دریا سے جدا معلوم ہوتا ہے۔ اگر سبوچہ ٹوٹ پڑے تو پانی ایک
ہی ہے۔ اُسی طرح علت جسم سے روح حق سے جدا معلوم ہوتا ہے جب یہ علت دور ہوئی تو
دونو ایک ذات ہی ہیں اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اِس صورت سے نیک افعال و بد
افعال میں تمیز نہ رہی بلکہ سب یکسان ہوئے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ بیان مذکورہ بالا محقق
لوگوں کے یقین کے موافق ہے ورنہ جیسا جیسا جس کو یقین ہو رہا ہے ویسا ویسا اُسکو نتیجہ ملتا
ہے کیونکہ اِس جہان کی بنیاد خیال پر قایم کی گئی ہے سو تمام معاملات خیال میں قایم ہیں اور محقق
اِس خیال سے فارغ ہے۔ اِس لئے تمام تعینات و اوہامات سے بھی بری ہے۔ جیسے دو شخص ایک
جگہ باہم بیٹھے ہیں۔ ایک اُن میں سے بیدار ہے دوسرا سویا ہوا خوفناک خواب دیکھ رہا ہے۔ اب ہمنشین

بیدار کو اُس کے خوف سے کچھ آگاہی نہیں وہ خود ہی اپنے خیال سے آپ دکھ پا رہا ہے
اور بیدار آرام سے بیٹھا ہے اسی طرح عارف و جاہل دو شخص اس جہان میں موجود ہیں۔
عارف بیدار ہے اور جاہل خوابیدہ ہے بیداری کی توجہ سے عارف کو ایک خاص فرحت
ہی معلوم ہوتی ہے اور جاہل کو خواب غفلت کی توجہ سے ایک ذات میں صدہا طرح کے
خیالات و خوف وغیرہ معلوم ہوتے ہیں بیدار کے قول پر یقین کرنا دانائی ہے اس لئے
جو کچھ عارف حق ہیں جن کو حق جو سمجھا ہے وہی درست ہے یعنے کہ نہ کچھ پیدا ہوتا
ہے نہ فنا ہوتا ہے۔ نہ کوئی کہیں سے آیا ہے نہ کہیں جائیگا۔ ایک ذات احاطہ کئے ہوئے
ہے باہر بھی آپ میں قائم ہے ہزارہا لوگ اپنے اپنے خیالات کے توسن راہ استدلال
پر بیدار اس ذات میں دوڑا گئے۔ دوڑاتے ہیں۔ اور دوڑائیں گے۔ لیکن بجز نادانگی
کے کچھ دریافت نہیں کیا اور نہ کریں گے۔ بیت

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں پنڈت کروڑ دانا ہزار سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

ہم سب لوگ ایک احاطہ میں جس کو خدا کہتے ہیں بند ہیں۔ اسی میں سے ہوئے ہیں اور
اسی میں رہتے ہیں اور اسی میں سما جاتے ہیں ہم سب ہماری ابتدا و وسط و انتہا
ایک ہی خدا ہے بلکہ یہ کلمہ خدا کا بھی جو اس موقع پر مقلد ہے جب یہ صورت ہے تو کیا

کہا جاوے مسکان دم زدن نہیں۔ بیت

لب بہ بند از گفتگو چوں وقت گفت و گوئے نیست

جائے تقریر نیست در دے باش حیراں دم مزن

دیگر

چشم در صنع الٰہی باز کن لب را بہ بند ۔ بہتر از خواندن بود دیدن خط اُستاد را

چونکہ بیمار کو اپنی بیماری کے ہٹانے سے غرض ہے اسکا کچھ فائدہ نہیں ہے کہ بیماری کے پیدا ہونے کا باعث اور ادویہ کے پیدا ہونیکا مسکان اور نشان دریافت کرے بلکہ مناسب ہے کہ حکیم کے حسب مرضی علاج کرے اور پرہیز رکھے تاکہ جلد تر شفا حاصل ہو اسی طرح ہم کو غفلت کا دور کرنا ہی فرض ہے اور اس سے علاوہ دیگر خیالات کہ یہ جہان کس طرح پیدا ہوا اور روح مرنے کے بعد کہاں جاویگا۔ فضول ہیں کیونکہ جہان جس طرح پیدا ہوا سو ہوا ہم کو اس کا دور کرنا فرض ہے اور روح بعد مرنیکے ہمارے خیال کے موافق جائیں گے یعنے اگرچہ ہمیشہ حق ہیں محو رہتے ہیں تو حق ہونگے۔ پس واجب ہے کہ سب کام کو چھوڑ کر اس صورت سے جو اوپر بیان کی گئی ہیں خداشناسی وخودشناسی کرے اور جہان کو بالکل معدوم تصور کرے اور ہمیشہ خوش رہے۔ بقول حافظ۔ بیت

حدیث مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو ۔ کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمارا

گلشن یازدہم

ویرانے مکان سے رنجہ خاطر نہونا چاہئیے بلکہ پریشانی دل کا احتیاط کرنا واجب ہے
صحبت ظاہری میں ہمیشہ خوف مہجوری درپیش ہے مگر صحبت باطنی دائما حاصل ہے اور
خود بخود موجود ہے چشم بینا کے لئے ہر برگ وہر خار راہبر ہے۔ اور ہر ومجموعہ اُس کے
واسطے سبق عبرت ہے اور ہر لفظ اُس کے لئے دفتر معرفت ہے جو اشیاء موجود ہیں تمام ہست
وعلم وسرور ہیں کسی میں سر مو کمی وبیشی نہیں اگر پوچھو کس طرح۔ اُس کا جواب یہہ ہے کہ
ہر شے جو ظاہر اور وجود دار ہے۔ پانچ امور سے ثابت وقایم ہے۔ وے یہہ ہیں۔
اِسم وصُفت وہست وعِلم وسُرور۔ سوائے ان صفات خمسہ کے کوئی چیز ثبوت نہیں
ہوسکتی سو ان کی تشریح یہہ ہے اِسم بمعنے نام و صفت بمعنے شکل ہست بمعنے ہے علم
بمعنے یقین۔ اور سرور بمعنے خوشی۔ جیسے میز۔ یہہ نام۔ اور مربع یہہ صفت۔ ہے ہست
تینوں کا یقین علم۔ اور بعد علم کے جو خوشی ہوتی ہے وہ سرور ہوا۔ اب دیکھئے کہ تمام
اشیائیں یعنے پدارتھ ان پانچ امور کرکے ثابت ہوتی ہیں مگر اسم وصفت ہر ایک شے
کی جُدا جُدا ہے اور ہست وعلم وسرور تمام کا یکساں ہے جیسے میز کا اسم وصفت کرسی
کے اسم وصفت سے متفرق ہے مگر باقی تین امور ہست وعلم وسرور یکساں ہیں اسی طرح تمام

اشیا میں اسم وصفت متفرق ومختلف ہیں اگر ان کو اُٹھا دیا جاوے تو باقی ہست و

علم وسرور جو یکسان وشامل ہے برابر رہیگا اور جو چیز متفرق وعدم پذیر ہے وہ جھوٹھی

ہے اس واسطے اسم وصفت باطل ہیں اسکو باطل تصوّر کرکے اپنے دل سے بھلا دینا چاہیے

اور باقی جو راست ویکسان امور ہیں انکو مصمم کرنا چاہیے تو ثبوت ہوا کہ تمام اشیاء

ہست وعلم وسرور ہیں کوئی غیر نہیں غیریت اسم وصفت کی وجہ سے ہے اس باعث

سے جو چیز اسم وصفت کرکے جاگیر ہے اسکو ہمت مردانہ ومعرفت یگانہ سے باہر

نکالکر ہستی وعلم وسرور میں محو ہوکر ہمیشہ خواہش سے فارغ رہنا چاہیے - جہان کو کچھ

اور تصوّر کرنا بھی گمراہی ہے - جب تحقیق کرکے دیکھا کہ جہان اسم وصفت ہے اور اسم

وصفت باطل ہے - اور باطل شے دائما معدوم ہے اُسپر دل لگانا دانائی سے بعید

ہے پھر اسکو کوئی حالت اور شے اور وقت تکلیف دینے والا نہیں ہوتا ہمیشہ اپنی

یکسان حالت میں خوش رہتا ہے - صبر وتحمل وخوش خلقی ویکسان نظری واستغنا

ایسے جو ملکی اوصاف ہیں انکو ہمیشہ اپنے عمل میں رکھنے سے معرفت حق کی مشق خوب

پختہ ہوجاتی ہے - اور آزادی بھی نہایت عمدہ چیز ہے - سردردی ہمہ تعلق ہی

وسیلہ ریتگاری کا بھی ہے ابتدا وانتہا آرام وبیخبری ہے - صرف درمیان

میں بباعث غفلت مُفت کے دکھ اور سردردی ہے سوائے حسرت ورنج کے فریاد امر

میں داخل ہونے سے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا پس اِس خیال کو چھوڑ کر دل کو جمع کر کے اپنے آپ میں قائم رہے جو آتم سروپ ہے۔ آزاد کون ہے جو کثیف و لطیف کبر دہنی سے فارغ ہے اور جس میں کسی طرح کی اُلفت و محبت نہیں ہے۔ شانتی۔ شانتی۔ نہ کچھ ہوا ہے نہ کچھ ہوویگا اِس سچ کو پختہ کر کے کیول شدہ چیتن آتما کو جہاں کہاں دیکھو ⁂

گل ہفدھم

دنیا جو مثل بحر عمیق منظر بیدائشی یقین ہو رہی ہے اگر بچشم تحقیق دیکھا جاوے تو صرف خیال ہے۔ خیال کے طلوع سے جہان نمودار ہے۔ اور خیال کے غروب ہی جہان کی نابودی ظاہر ہے۔ پس کمر ہمت باندھ کر اس خیال سے پاک و منزہ رہنا چاہیے خیال سے پاک رہنے کے لئے یہ وچار سوچ کہ یہ خیال یعنے مَن کہاں سے اُٹھا ہے اور کس کے آسرے اپنے فعل کی تکمیل کرتا ہے اور پھر کس میں محو ہو جاتا ہے اور کون ان تین حالات کا شاہد ہے رعب استغراق اور دانش کامل سے ثبوت ہوا کہ مجھ سے اس خیال کی پیدائش ہے اور میرے ذریعہ یہ متحرک ہے اور مجھ ہی میں نابود ہو جاتا ہے میں ان تین حالتوں کا شاہد ہوں اس تقیہ پر اس خیال کی پیروی کرنی گویا دیدہ و دانستہ چاہ عظیم میں آپ کو ڈالنا ہے خیال بمنزلہ موج ہے اور آتما مثل

بحر ہمیں ہے بحر کو امواج کے پیدا ہونے یا مٹ جانے سے کسی قسم کی کمی یا بیشی نہیں -
صرف باد کی آمیزش سے بحر صورت امواج میں ہو رہا ہے ورنہ بحر میں بلحاظ اپنی اصلیت
کے کسی قسم کا فرق نہیں آتا ہی طرح تحرک قلب سے شاہد آتما میں کسی طرح کا فرق نہیں آتا
صرف بیدانشی کے باعث سے ہزارہا طرح کے اوہامات آپ میں دیکھتا ہے جب یقین
واثق ہوا کہ میں من چت - بدھ - اہنکار - جاگرت - سپن - سکھوپت اور تمام
حواس کا دانندہ و شاہد ہوں اور ان کے افعال نیک یا بد سے مجھ میں کچھ آلائش
نہیں میں واحد بے زوال لا شریک فارغ از ایں و آں قایم بذات خود ہوں پھر
اُس کو کسی حالت میں تغرش نہیں ہوتی ہمیشہ یکساں رہتا ہے پس مناسب ہے کہ
اپنے سروپ کو بخوبی دریافت کر کے دایما اُسی میں مستغرق رہو سوائے دانش حقیقت
اصل کے اور کوئی وسیلہ اس فضول ہر دو دی سے رستگاری کا نہیں ایسے وقت
بے بہا کو دریافتگی حقیقت میں صرف کرنے سے تمام اسرار نہانی منکشف ہو سکتی ہیں - مگر
فضیلت تب ہوتی ہے جب تمام حقایق مندرجہ کتب ایزدی کو اپنے سروپ میں سمجھے
نہ کو کسی غیر شے کو معبود متصور کر کے اس کے اوصاف سمجھے ہو

گل نہم دہم

جمعیت خاطری عجب نعمت ہے تحصیل اُس کی دو امور پر منحصر ہے - اوّل صحبت کاملان دوم

عقل سلیم و طبع حلیم صحبت کامل سخن کامل ہے اور اسپر حق الیقین کرنا اور عمل میں لانا عقل سلیم و طبع حلیم ہے۔ خواہش لذات نفسانی و تمنائے اشیاء فانی بباعث نادانی علم سبحانی ہے جس طرح صدف میں نقرہ کا وہم بلکہ یقین۔ صدف کی بے علمی سے ہو رہا ہے اُسی طرح بباعث عدم شناخت ذات ہست و علم و سرور کے شعاع اسم و صفت مجمر سینہ میں تابان ہو رہا ہے جسکے باعث سے صد طرح کے ہمات تلون و تفکرات روح کو گستاکستی میں رکھتے ہیں بغور دیکھنے و سمجھنے سے ثابت ہوا ہے کہ تمام جھگڑا خیال کا ہے اور یہ خیال اسم و صفت پر منقسم ہو کر ذات بیچون و چگون کو ہشیار صور و اسما میں دیکھ رہا ہے اگر خیال اسم و صفت کو ایک لحظہ دل سے فراموش کر کے دیکھا جاوے تو ایک ادویت نرنکار چیتن آتما ہی باقی رہتا ہے جو اصل ہے اور آغاز و انجام تمام اسما و صفات کا ہے۔ پس جائے غور ہے کہ جب خیال ابھی پیدا نہیں ہوا تو اُس وقت کیا ہے۔ یا جب خیال معدوم ہو جاتا ہے۔ باقی کیا ہے اُسی ذات کو اپنا آپ جانکر قائم رہیں۔ جب خیال کا آفتاب مشرق سینہ میں طالع ہوتا ہے تب شعاع اسم و صفت ہر چہار اطراف میں نمایاں ہوتا ہے اور جب آفتاب خیال مغرب بیخیالی میں غروب ہوتا ہے اُس وقت دھوپ اسم و صفت بھی جاتی رہتی ہے اس لئے آپ کو انتھکرن کا شاہد جانکر اُن سے برکنار رہنا باعث آرام ہے من ایسی نازک طاقت ہے کہ اُسکا اعتبار

ہر گز نہیں ایک لحظہ میں عرش نفسی پر عروج کرجاتا ہے دوسرے لحظہ میں تحت الثرے
میں نزول پاکر پریشان ہوجاتا ہے۔ پس اس من کی رفتار کا خیال بہر حال واجب ہے
اور وہ یہ ہے کہ اپنے سروپ سے لحظہ بھر بھی غافل نہووے۔ جب سروپ سے غافل ہوا اسی
لحظہ میں من روپ بھوتنا اپنے کرداروں کو ظاہر کرتا ہے۔ من مثل کوئلہ کے ہے۔ کوئلہ کسی
صورت سے سفید نہیں ہوسکتا نہ صابون سے اور نہ دیگر مصالحہ سے صرف آگ میں
ڈالنے سے اپنی سیاہی کو چھوڑ کر روشن جامہ کو اختیار کرتا ہے اسی طرح من کسی اور حالت
یا حیلہ سے اپنی عادت کو نہیں چھوڑ سکتا صرف آتم گیان سے اسکی چنچلتا یعنے پریشانی دور
ہوجاتی ہے پس واجب آیا کہ اُٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے سوتے کام کرتے دیتے لیتے
سدا چین نروکار آتم سروپ میں قائم رہیں۔ جو معدن آرام و استقلال ہے
سوا اس کے نہ کچھ ہوا ہے اور نہ کچھ ہوتا ہے۔ جب خیال اُٹھے اُس کو اُسی وقت روکو
اتنی فرصت نہ دو کہ پھیل کر اپنا اثر پیدا کرے بنظر غور خواہش اور نفس کو شامل ہونے دو
کیونکہ جب یہ دونوں شامل ہوجاتے ہیں اُس وقت جیو آتما پر غالب آکر اپنی مرضی کے
موافق کام کرالیتے ہیں۔ جگت صرف اسم ہے اور تمام الفاظ نیک خواہ بد صرف
خیال ہے سب کو دل سے فراموش کرکے نروکلپ (بخیال) رہنا ہی رستگاری ہے ۞

گُل نوزدہم

فرد

دریاب کہ کیست در دو عالم — ماہیم بذات خویش ماہیم

دیگر

ماشاخ درختیم پُر از میوۂ توحید — ہر رہگذرے سنگ ز تدغا ندا ریم

مایا و برہم برائے نام دو ہیں۔ ورنہ ایک شے ہی کثرت کے باعث سے مایا نام۔ اور وحدت کے باعث برہم نام سے موسوم ہے جیسے کہ آفتاب دھوپ ایک ہی چیز ہیں لیکن بباعث زمین و دیوار و اشجار کے دھوپ سورج سے جُدا معلوم ہوتی ہے حالانکہ جُدا نہیں اسیطرح جو کچھ دیکھ رہے ہو سب برہم ہی برہم ہے۔ سوائے برہم کے جو نظر آوے سب کو مثل فرزند عقیمہ سمجھو۔

فرد

حق جانِ جہاں است جہاں جملہ بدن — اقسام ملائکہ حواس ایں تن

اجرام و عناصر و موالید اعضا — توحید ہمین است دگر حیلہ و فن

آئینہ توحید پُر از زنگ کثرت ہو گیا ہے جس کے باعث اصل نظر جاتی رہی ہے جب صیقل فہمید وحدانیت سے پھر صاف کیا جاوے تو اصل حقیقت مُنکشف ہو۔ آئینہ دل پر باعث

کثافت حرص و تمنا و اُلفت وغیرہ کے راستی معکوس نہیں ہوتی۔ اور سوائے پردہ تعین کے اور کوئی پردہ نہیں تہا سو پردہ تعیّن صرف اسم و صفت ہی ہے اگر اس پردہ کو دل سے اُٹھا کر دیکھئے تو نہ کوئی جہان ہے اور نہ کثرت کا نشان ہے جب خیال باہر کی طرف ہوتا ہے تو صدہا طرح کے اسم و صفت کے ساتھ شامل ہو کر پریشان ہوتا ہے اور جب حجرۂ دل میں مقیم ہو کر ذات مطلق کے عمق میں غرق ہوتا ہے تو اپنی ہستی کو بھی گم کر کے واصل ذات ہوتا ہے۔ جمعیت و طمانیت مثل گوہر اس کے ہاتھ لگتے ہیں پس واجب ہے کہ جس قدر ہو سکے برتی یعنے خیال کو باہر یعنے کثرت سے روک کر اندر کی طرف یعنے ذات مطلق میں جو حالت بخیالی کی ہے اور جہاں سوائے ہست علم و سرور کے کوئی نشان نہیں ہوتا قایم کرے خیال کو مذبذب کرنے میں آرام نہیں بلکہ جمع کرنے میں آرام یا آسایش ہے۔ اُسی وقت ضبط ہوگا۔ جب آپ کو محیط عین ہستی و علم سرور دیکھوگے جسم کے تعلق سے بالکل بری اور مایا کے رشتہ سے فارغ۔ نام روپ سے معرّا سمجھوگے۔ کیونکہ علت عظیم اس ظاہری گرفتاری کی صرف تعلق جسمانی و اعتقاد اسم و صفت ہے۔ چدا کاش میں چیت کے پُھرنے سے جگت اوتپت ہوا۔ جب یہ پُھرنا گم ہو جاوے تو جگت کہاں ہے۔ تمام وہم ہے۔ فہم سے دور ہو جاتا جہان کو مثل آب سراب جانکر اسکی لذات کی طرف خیال کو مائل نہ کرنا۔ بجز حیات نجات

حاصل کرتا ہے۔ خواب کی کس حالت پر شادان اور کس حالت پر غمگین ہوویں۔ جب اُس کی تمام حالتیں نمود بے بود ہیں کوئی حالت نہ راست ہے اور نہ دروغ۔ بلکہ ہیچ ہے پس ہم کو نہ شادان ہونا ہے نہ غمگین۔ یکسان ذات عین علم میں محو رہنا ہے۔ جیو اور برہم میں صرف خواہش ہی کا فرق ہے خواہش کی صحبت سے برہم پد سے گر کر جیو کے درجہ کو پہونچا ہے۔ پھر جب خواہش سے بری ہووے تو سدا برہم ہے۔ گیان کا سمجھنا اور قایم کرنا ہمارے لئے فرض عظیم ہے۔ جسم جو ذریعہ حصول معرفت کردگار ہے اسکا کوئی بھروسہ نہیں جس قدر جلدی ہو سکے اسکو یقین کر لینا چاہئے ٭

گل بستم

سوال۔ وساوس قلبی کے دور ہونے پر سرور سرمدی کس طرح حاصل ہوتا ہے ٭

جواب۔ اوّل سمجھنا چاہئے کہ سرور سرمدی کس کو کہتے ہیں۔ سرور سرمدی سدا آنند کو کہتے ہیں۔ جو سروپ آتما کا ہے۔ سو آتما دائیما اپنی حالت ہستی و علم و سرور یعنے ست چت آنند میں قایم ہے۔ کوئی چیز یا زمان یا مکان آتما کو اپنی اصلی حالت سے تبدیل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مگر بباعث عشق ازلی یعنے مایا کی خواہش کثرت سے حالت ہستی علم و سرور میں فرق معلوم ہونے لگا ہے۔ سو مایا کچھ چیز نہیں ہے آتما کے

پوشیدہ کرنے کو مایا میں طاقت نہیں۔ بلکہ مایا آتما کے آسرے ہے۔ اور آتما کو ڈھکنے کی کوشش کرتی ہے جس طرح پانی سے سوال پیدا ہو کر پانی کو پوشیدہ کر لیتا ہے یا جس طرح تاریکی گھر کی دیواروں سے پیدا ہو کر گھر کو تاریک کر دیتی ہے اُسی طرح مایا نے آتما سے ظہور پا کر آتما کو ڈھانپ لیا ہے۔ سو مایا۔ اودیا۔ اور اگیان ایک ہی چیز کے نام ہیں۔ اور اگیان یعنے غفلت قلب میں مقیم ہوتی ہے قلب نام انتشکرن کا ہے جو من۔ چت۔ بدھ۔ اہنکار سے موسوم و موصوف ہیں تاوقتیکہ انتشکرن پُر از غفلت ہے جو محض وساوس و خیالات ہے تب تک صاف عکس کے اختیار کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اودیا میں جو چیتن کا پرتبنب یعنے عکس ہے اُسکو جیو کہتے ہیں سو جیو بھاؤ تب گم ہوگا جب اودیا اور اگیان دور ہونگے۔ اگیان گیان سے معدوم ہوگا اُسی طرح جب دانش حقیقی اور فہمید اصلیت سے غلاظت اگیان یعنے غفلت دور ہوئی اُس وقت آتما جو ست چت آنند ہے ظاہر ہوگا۔ ظاہر کیا بلکہ اپنا آپ یقین ہوگا۔ جب ست چت آنند آپ کو جانتا ہے مسرور و مہر مدہی حاصل کرتا ہے سوا اس کو روکنے والا سوائے اگیان کے اور کوئی نہیں۔ کیونکہ آتما سدا پراپت یعنے دائیما حاصل ہے اور جگت سدا نیرت یعنے دائیما فانی ہے صرف اگیان کے باعث سے آتما اپراپت یعنے بیحاصل ہے۔ اور جگت ست یعنے باقی معلوم ہو رہی ہے جب

اگیان زائل ہوا۔ تب تمام واہمات اور وساوس نہیں رہتے۔ جب وساوس نہ رہے
پھر سرور سرمدی ہے۔ **تمثیل**۔ جیسے رسن میں وہم مار کا ہونے سے خوف عائد ہوتا ہے
وہ خوف رسن کی شناخت سے معدوم ہو جاتا ہے حالانکہ اول اور آخر مار رسن میں
بالکل موجود نہیں۔ صرف درمیان میں بباعث بعلمی رسن کے جو منجملہ وساوس قلبی کے
ہے مار یقین ہو رہا ہے یعنے ایک چیز میں دوسری چیز کا علم ہو رہا ہے جو تینوں زمانوں
میں اس میں نہیں تھی اور کس قدر تکلیف دہ ہو رہا ہے جب رسن کا علم ہوا اُس وقت
مار اور مار کا خوف گم ہو جاتا ہے۔ اور خوشی حاصل ہوتی ہے ہی طرح آتما کے اگیان سے
جگت یقین ہو رہا ہے اور اُس میں صدہا طرح کے تفکرات اور وساوس یعنے حیات و ممات
و گناہ و صواب اول و آخر کلی و جزئی یقین ہو رہے ہیں۔ جب آتما کا گیان ہوا اُس وقت
جہان جو اول بھی نہ تھا گم ہو جاتا ہے سو جگت کیا ہے۔ صرف پردہ تعین ہے جب
پردہ تعین یعنے وسوسہ قلبی دور ہوا تب سرور سرمدی حاصل ہوا۔ سو ثبوت ہوا کہ وساوس
قلبی کے دور ہوتے ہی آنجہات سرور سرمدی حاصل ہوتا ہے ۵

گل بست و یکم

خیال کے طلوع سے اول اور خیال کے غروب کے بعد جو ذات شاہد و باقی ہے اُس کو

اپنا آپ پہچانو اور جہاں خیال جاتا ہے اُس سے اوّل جو وہاں موجود سو حق یعنے آتما ھے ۔ خیال کی پیروی سے شادی وغم وگرفتاری ورستگاری ہوتی ہے اور شاہد رہنے میں سب تعینات سے آزادی حاصل ھے جس قدر کارروائی حواس ظاہری وباطنی سے ترکیب جسم میں ہورہی ہے اُس میں اپنا تعلق ماننا باعث گرفتاری وغفلت ہے ۔ دانش حقیقی سے آپ کو اس تعین سے منسوب کرنا صرف ذات بیچون وچرا کو حرکت وفعل وخیال سے فارغ جانکر قایم بخود رہنا ذریعہ تسکین خاطر ی ورستگاری ہے ۔ موجودگی جسم میں کوئی وسیلہ بجز نابود سمجھنے دیدنی وبدنی کاروبار کے ذریعہ رستگاری وآزادگی کا نہیں ۔ جس قدر امراض وعیوب جسم میں بھرے ہیں وے تا دم واپسین اس کے ہمراہ ہیں حواس اور قلب اپنے اپنے فعل میں شاغل رہتے ہیں ۔ کوئی جسم ایسا نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا جو اپنے لوازمات سے کسی قدر کمی رکھتا ہو ۔ صرف اتنا فرق ہے کہ کسی میں ستوگن یعنے دانش غالب ہوتی ہے اور کسی میں رجوگن یعنے فطرت زیادہ ہوتی ہے ۔ اور کسی میں تموگن یعنے غفلت باعث ضلالت ہوتی ہے ۔ جن میں ستوگن زیادتی ہے وے بلاہائے زمانہ سے مامون ہوکر سفر جسمانی طے کرتے ہیں ۔ یعنے بذریعہ دانش حقیقی تغیر جسمانی وحوادث آسمانی میں نظر کیسانی رکھکر دام گاہ جسم میں عیوب وافعال جسمانی سے آزاد

رہتے ہیں اور جو لوگ رجوگن و تموگن کے زیر ہو کر فعل کرتے ہیں اُن کو ہمیشہ رنج و تعب
آمد و شد ن رہتا ہے اور جیتے جی بھی تبدیلات زمانہ کے حوادث و تشاویش سے سُبکبار
نہیں رہتے پس واجب ہے کہ بہر حال اپنی عادات کو اوصاف حمیدہ بنا کر حسب قواعد ستوگن
تعلق ہستی موہوم کو توڑ کر گذران کرے۔ جب کچھ عرصہ اس شغل میں بسر ہو گا اُس وقت
تمام قیود سے خلاص ہو کر عین مُطلق ہو گا۔ گنُون (صفات) سے رہت (فارغ) گنُاتیت (بے صفت) ہو گا جب
ایسا نازک معاملہ ہے کہ کسی کو ایک لحظہ بھی جسم کے تعلق سے گریز نہیں ہو سکتا تو شائقین
رستگاری کو اِس زندگی عارضی میں احتیاط واجب ہے کیونکہ کوئی لحظہ حالت بیداری
و خواب و خواب گران میں ایسا نہیں کہ جس میں جیو کو تعلق بدن سے فراغت ہو و بدون
قطع تعلق بدن جیو کو درجہ اعلےٰ یعنے پرم برہم حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمام اطراف سے
خیال کو یکجا کر کے وچار کرے کہ جیو آتما کا سریر کے ساتھ تعلق کسی حالت میں نہیں ہے
جاگرت۔ سپن۔ سکھوپت بار بار آتی جاتی ہیں اور میں ان تینوں کا شاہد ہوں پس
میرا اور سریر کا کسی صورت سے تعلق نہیں بن سکتا جب اِس صورت سے اس نے آپ کو سریر کے
دھرموں سے جدا مانا تو اُس وقت اُس کے اعمال اور نتیجہ اعمال سے بھی دامن کش ہو گا۔ جب
اِس درجہ پر پہونچا تو شادی و غم۔ نیک و بد۔ خوب و زشت میں مساویت ہو گی۔ جب ہر حال
میں یکساں ہو گا تو جاگرت سپن و سکھوپت سے برتر ہو کر تریا یعنے عالم ذات میں مقیم ہو گا

گویا خود بخود خدا هوکر خود بخود قایم رہیگا

گل بست و دوم

دل ایسی نازک طاقت ہے کہ جس چیز کی طرف مایل ہوتا ہے اُس کی صورت میں مبدل ہوجاتا ہے دنیا میں تمام کاروبار بامداد دل کے ہو رہے ہیں۔ اگر دل مایل نہو تو کوئی کام نہیں ہوسکتا جس قدر اشیائے موسومہ و موصوفہ احاطہ فکر و قیاس میں آسکتی ہیں وہ کیا ہیں برتی یعنے خیال راہ آنکھوں سے نکلکر تمام صورتوں اور جسموں کی شکلوں میں آ۔ ان کے نام سے یقین ہوتا ہے۔ اگرچہ وجود کل اشیاء مرکب از عناصر خمسہ ہیں علم اشیاء برتی یعنے خیال سے ہوتا ہے سو اس طرح ہے کہ انتہکرن کی برتی معہ چیتن کے آنکھوں سے نکلکر پدارتھ یعنے شے سے شامل ہوتی ہے۔ وہاں چیتن روشن کنندہ ہے اور برتی دور کنندہ بے علمی اُس چیز کی ہے۔ یعنے برتی معہ چیتن کے اُس شے سے جو معہ چیتن کے ہے شامل ہوکر ایک روپ ہوجاتی ہے چیتن واحد ہے۔ سو اُس کی ایکتا ظاہر ہے اور برتی عناصر کا لطیف حصہ ہے اور وجود عناصر کا کثیف حصہ ہے سو لطیف حصہ کثیف سے شامل ہوکر اُس کی کثافت کو معلوم کرتا ہے اس صورت سے ایک چیز کا علم ہوتا ہے یا رویت ہوتی ہے پس کیا ہوا چیتن کی چیتن کے ساتھ ایکتا ہوئی یا خیال صورت وجود میں ہوکر موسوم و موصوف ہوا۔ تو ہر و صورتو تعبیر

یہ ثابت ہوا کہ وجود اس خیال کا کوئی نہیں صرف علمی ہے وجود یقین ہوتے ہیں
جس صورت سے یہ برتی باہر کی طرف جا کر تمام ظہورہ کو پیدا کرتی ہے اور صدہا طرح کے
وجود و اشکال دکھاتی ہے اگر اس اندر کی طرف مائل کیا جاوے تو پاتا ہے ایک آپ ہو کر پابند
میں گم ہو جاوے پس مناسب ہے کہ ظاہر اسباب سے اس لطیف طاقت کو ہٹا کر سینے کی طرف
متوجہ کیا کریں اور پھر یہ حال ہے کہ راہ گوش سے صورت آواز میں جو کچھ سنکر اپنے قلب
میں معکوس ہوتا ہے یا راہ چشم سے صورت بصیر میں جو کچھ منظور ہوتا ہے یا راہ زبان سے صورت
ذائقہ میں جو کچھ معلوم ہوتا ہے۔ یا راہ بینی سے صورت بو میں جو کچھ مشموم ہوتا ہے۔ یا
راہ لمس سے صورت مس میں جو کچھ محسوس ہوتا ہے وہ تمام برتی کے ذریعے سے مفہوم ہوتا ہے
گویا برتی اس کی صورت کو اختیار کرکے اسی طرح ہو جاتی ہے اور ہمیشہ برتی کو ان حواس خمسہ
سے اور ان حواس خمسہ کو برتی سے تعلق ہے۔ کیونکہ بدون یکدگر اپنی اپنی کارروائی
نہیں کر سکتے اس لئے مقام احتیاط ہے کہ جس چیز کے لئے پانچ راہ اخراج کے ہوں اور تمام
لذائذ مختلف سے مملو ہوں۔ انکی حفاظت نہایت ہی مشکل ہے سو اگر اس کو ان کی صحبت
سے دور کر کے آراستہ کرنا منظور ہو تو حتے الامکان برتی کو اشیاء ظاہری کی طرف متوجہ
نکرے۔ ہمیشہ سینے میں مستغرق رکھے اور اس قدر پختہ مشق وحدت کی کرے کہ جب برتی
راہ چشمان سے نکلکر باہر کی طرف مائل ہو تو وہاں بھی بجز ذات برتی انصفات کے اور کچھ نہ دیکھے اور

راہ گوش سے جو آواز سنائی دے سب کو نغمہ توحید یقین کرکے قایم رہے زبان سے
جو ذائقہ معلوم ہو کر اُس سے لذت حاصل ہو اُس لذت کو اپنی لذت تصور کرے
کیونکہ معدن لذت و سرور آتما ہے اور کسی شے میں ذائقہ نہیں راہ بینی سے جو
بو خواہ خوش خواہ بد آوے دونوں کو عین علم مانکر یکسان سمجھے اور جس لامسہ سے جو احساس
سردی و گرمی و درشتی و نرمی محسوس ہو اُس میں اپنے آپ کو شامل یقین کرکے لغزش پذیر
نہووے - سو یہ شق تین امور سے پختہ ہوتی ہے - پہلے تت گیان یعنے علم اصلیت
خود - منوناس یعنے نفس کو مارنا - واسنا کہے یعنے خواہش کو دور کرنا تت گیان نام ہے
اپنی ذات کو بخوبی پہچاننے کا یعنے بذریعہ وویک جس کو تمیز حق و باطل کہتے ہیں آتما کو
جسم کثیف و لطیف و الطف و جاگرت (ناسوت) و سپن (ملکوت) و سکھوپت (جبروت)
سے جدا جاننا اور پھر اُس آتما کو شدھ - نردکار - ست چت آنند - بودھ روپ -
چدگھن سمجھنا اور یقین کرنا کہ سو آتما میں ہوں اور میں سو آتما ہوں - اس علم کو
تت گیان کہتے ہیں - منوناس اُسکو کہتے ہیں کہ من کو حواس خمسہ باطنی کی لذات سے
باز رکھا گیا منے کہ حواس کو محسوسات کو اور من کو ہیچ جانکر انکا شاہد رہنا - واسنا کہے
واسنا کے ناس کرنے کو کہتے ہیں سو واسنا تین قسم کی ہوتی ہے - ایک لوک واسنا - دوسری
شاستر واسنا - تیسری دیہ واسنا - لوک واسنا یہ ہے کہ تمام لوگ میری تعریف کریں کوی

شخص میرا نام بدی سے یاد نہ کرے ۔ سو یہ خیال محض خبط ہے ۔ ایسا کام اس طلسم آباد
جہان میں ناممکن ہے پس اس خواہش سے بھی دل کو پاک رکھے ۔ اور شاستر واسنا یہ ہے
کہ دائیما شاستروں کو پڑہنے اور لوگوں پر اپنے دلائل و محاورہ شاسترسے فتح حاصل کرنی اور
اپنی شہرت کے لئے سخنان شاستروں کو خوش آوازی سے نغمہ سرائی کرنے میں مشغول
رہنا ۔ سو یہ تینوں امور محال اور تغیر پذیر ہیں کیونکہ انسان کی عمر اس قدر غیر مکتفی ہے
کہ اگر کل عمر تعلیم کتب میں صرف کی جاوے تاہم بھی علوم وکتب بار جہ افتتام پر نہیں پہنچیں گے ۔
پس کیا حاصل کہ اس خام خیال میں اپنی نقد ی حیات ضائع کرنی اور پھر بھی خواہش
کی تکمیل نہونی پس یہ بھی داخل نادانی ہے اور اگر اس خیال سے کہ غیر محفل میں
بامداد دلائل وسخنان شاستر میں ظفریاب ہونگا ۔ سو وہ بھی قاعدہ کُلیہ نہیں کبھی یہ
فتحیاب ہوتا ہے کبھی کوئی دوسرا اُس کو مغلوب وشرمندہ کرکے خود فتحیاب ہوتا
ہے یا کبھی ایسا موقع ہوتا ہے کہ اس کو موقع پر سُخن فراموش ہو جاتا ہے یا پُورا پُورا
ادا نہیں ہوسکتا اُس وقت نہایت ہی رنج نمودار ہوتا ہے پس یہ خیال بھی
قابل ترک ہوا ۔ تیسرا نغمات یا ابیات کو خوش آوازے پڑہکر شُہرت حاصل کرنی سو یہ
بھی دائیما نہیں رہ سکتا ۔ کیونکہ انسان کی طبع عنصری ہمیشہ زیر حادثہ تبدیل رہتی
ہے ۔ جب کبھی آواز بگڑ گئی اُس وقت یہ خیال بھی جاتا رہتا ہے ۔ پس تینوں قسم کی

شاستر واسنا کو وہمیات اور فضول جانکر دل سے نکالنا چاہئے۔ تیسری دیہ واسنایہ ہے کہ دُنیا جسم کو بذریعہ عمدہ غذا و ادویہ مجرب مقوی و فربہ رکھنا اور خواہشمند لذات نفسانی کا رہنا۔ عمدہ پوشاک و بوٹے عطر وغیرہ سے جسم کو آراستہ کرنا اور دیگر سامان لذات سے جسم کو مالامال کرنا یا آنکہ جسم کے پاک کرنیکے لئے برت یعنے روزہ رکھنا۔ تیرتھ جاترا یعنے مقام متبرک کی طرف سفر کرنا سو یہ خیال بالکل ناقص ہے کیونکہ جسم فانی ہے اس کے فربہ ہونے یا طاقتور رہنے کی ہمیشہ اُمید رکھنی غلط فہمی ہے ضرور کسی نہ کسی وقت پر عارضہ میں گرفتار ہو کر لاغر و ناتوان ہو گا۔ غذا و پوشاک کچھ نہ چاہے گا اور نہ کوئی لذات نفسانی پوری ہو سکیں گی اُس وقت تمام خوشی رنج میں مبدل ہو جاویگی پس واجب ہے کہ اس خواہش کو بھی ناقص جانکر دل سے نکالے اور دوسرا جسم الیسا پلید ہے کہ اس کا پاک کرنا احاطہ امکان سے باہر ہے اسکی ترکیب استخوان و گوشت و چرم و خون و رگ و پے و نجاست و پیشاب سے ہے۔ ایسی جسم کی پاکیزگی کرنی محض نادانی ہے پس ایسی خواہش سے بھی پاک رہنا ہے اس صورت سے تینوں قسم کی واسنا دل کو صاف رکھکر اور من کو لذات نفسانی سے روک کر دیانت گیان میں شامل ہونے سے برتی برہما کار ہو جاتی ہے۔ جب برہما کار ہوئی اُس وقت برہم روپ ہوتی ہے پھر خواب میں بھی دوئی یا نشان دوئی جو جہان ہے نظر نہ آئیگا پس واجب ہے کہ اس خیال کو نشانی کی طرف

مائل کر کے بر بہانند میں مگن رہے جو ہمیشہ ہے اور یکساں ہے سوائے اس کے اور لذات

فانی اور تغیر پذیر ہیں وقت کو صحبت جہلا میں نہ گزارنا چاہئے عادت نہایت لطیف

شے ہے جب یہ دل میں بیٹھ جاتی ہے اس وقت اسکا نکلنا نہایت مشکل ہو جاتا ہے

اور آرام اس حیات مستعار میں صرف حسن عادات ہے بلکہ اگر بغور دیکھیں تو بندہ صرف عادات

ہے اور اگر ان عادات کو چھوڑ دے تو وہی خدا ہے۔ پس اپنے اعمال کا محاسبہ بہر حال واجب ہے

گلدستۂ سوم

ایک لحظ ذات فارغ از اسماء وصفات وجمیع اسما وصفات سے غافل ہونا دام بلا ہے

زمانہ کجرفتار میں گرفتار ہونا ہے۔ اور دریا دائیم السرور میں مستغرق ہونا آشوبہائے روزگار

ناہنجار سے مامون ہونا ہے۔ فرد

پس از صد سال این نکتہ محقق شد بخاقانی

کہ یکدم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

دیگر

جدا شو از دو عالم تا توانی باخدا بودن

کہ دارد درد سر بسیار باخلق آشنا بودن

خوشی نام نکھیتی خیال کا ہے اور غم واندوہ صفت نشا خیال کی ہے - پس جہاں تک
ہوسکے اس ہادر قنا من کو جس کا قدم بصورت خیال عرش سے فرش تک پہونچتا ہے دانش
سے روکے - سو دانش یہ ہے کہ ہمیشہ من کا شاہد رہے یعنے جب ایک مکان سے برتی یعنے
خیال دوسرے مکان کو جاتا ہے - تو جہاں وہ جاتا ہے اُسکے جانے سے پہلے - اور اُس کے شامل
اور اُسکی واپسی کے بعد - جو ذات قایم وباقی ہے اُس کو اپنا آپ سمجھے ہمیشہ من کے
کرداروں کا شاہد اور بیدار رہے تاکہ دشمن خونخوار جو من ہے خود بخود دوست وفادار ہوجاوے
کیونکہ من - چیت - بدھ - اہنکار جو انتہکرن کے نام سے موسوم ہیں اصلیت سے
جڑ یعنے بیعلم ومردہ ہیں - آتما کی چیتنا سے چتین اور اپنے افعال میں فاعل ہوتے ہیں
اگر آتما اپنے سوبھاؤ میں قائیم ہوجاوے تو من وغیرہ مثل سنگ کے ساکن ہیں پس تم اپنے
سوبھاؤ میں قائیم رہو - سو تمہاری عادت ہی تمہارا سروپ ہے - خود بخود روشن عین وتمام
کا شاہد اور تمام خیالات کے اوّل اور آخر ست چیت آنند - اکھنڈ - نراکار
برہم - انگت - پورن - آچیت - یہ کل تمہارے ذاتی اوصاف ہیں اس لئے تمہارا
سروپ ہیں ان کو بار بار من کے ساتھ یقین کرو - جب ان کے معنے دلنشین ہوکر یقین
واثق ہوگا اس وقت من برہم روپ ہے جس طرح کرہ آہن خواہ مربع خواہ مستطیل خواہ مثلث

لہ قیمت پذیر نہیں بدلنے ۲ بے صورت ۳ پورن ۴ باحیط ۵ یکسان ۶ محیط کل ۷ شے ۸ بذات خود قائیم

سوزاں میں ڈالا جاوے تو اُس کے ساتھ شامل ہونے سے آتش ہوجاتا ہی۔ ہر سہ اوصاف
آتش مثلاً تپش ۔ سوزندگی شعاع اُس میں نمودار ہو آتے ہیں لیکن اُس کی صورت خواہ
مربع خواہ مستطیل خواہ مدور بدستور رہتے ہیں ایسے ہی برتی مثل ٹکڑہ آہن کے ہے ۔ اور
پُہرنا اس کی صورت سے جب آتش برہم گیان میں ڈالی جاتی ہے کیا معنے جب برہم گیان کی
مشق کرتی ہے اُس وقت اُس کی صحبت کے فیض سے یہ بھی برہم روپ ہو جاتی ہے مطلب یہ
کہ ہر سہ صفت برہم جو ست چت ۔ آنند ہیں اُس میں نمایاں ہو آتی ہیں ۔ نمایاں کیا ۔
بلکہ برتی ست ۔ چت ۔ آنند روپ ہو جاتی ہے ۔ لیکن اس کی صورت جو پُہرنا ہے وہ
بدستور قایم رہتا ہے وہ پُہرنا اُس وقت برہم روپ ہو جاتا ہے اور برتی برہم آکار ہو جاتی ہے
پس ہم کو بار بار اپنے سروپ کا فکر و یقین و یادگاری کرکے اس برتی کو برہما کار کرنا
ہے اسی کا نام سمادھ ہے اور اسی کو نرباں اور پرم پد کہتے ہیں ۔ جاگرت سُپن سکھوپت
یہ تینوں اوستھا برتی کی ہیں ۔ جب برتی آنکھوں میں ہوتی ہے وہ جاگرت
ہے جب گلو میں ہوتی ہے وہ سُپن ہے جب دل میں ہوتی ہی سکھوپت ہے ۔ پس جاگرت و
سُپن و سکھوپت برائے نام ہیں برتی کی رفتار سے جو منازل قایم ہوئی ہیں اُن کا نام
جاگرت سُپن سکھوپت کہا گیا ہی ۔ جب برتی برہم گیان کے شغل سے برہم روپ ہوتی ہے
تب اُس کی رفتار اور نزول کی منازل بھی برہم روپ ہوتی ہیں جہان اور کچھ چیز نہیں

صرف برقی کا ہنگامہ ہے۔ اسی کا باہر آنا صورت جہان اور اندر جانا عدم جہان ہے
پس مناسب ہے کہ دوئیجا برقی کو اندر کی طرف مایل کرے اندر سے مراد آتما ہے اور باہر سے
مراد سریر ہے دوسرا اس علاج سے بھی من قیام پکڑتا ہے یعنے جہان جہان من کی
برقی جاوے وہاں وہاں برہم کو نسچے کرو۔ جب ہر چہار طرف برہم نظر آیا اُس کا جانا
کہاں ہوگا جب اس صورت سے بیداری میں شغل پختہ ہوا تب خواب میں بھی اِس کا اثر
نمودار ہوگا۔ شایق کو چاہیے کہ ثابت قدم رہکر بار بار اپنے سروپ کی وچارت شاستر ونکے
سنوں اور من کے یکجہت کرنے میں مشغول رہے سستی کو ہرگز راہ نہ دیوے پرکھارتھ کو پیش نظر رکھے ۔و

گل بست و چہارم

قطع الفت جسمانی حصول لطف یزدانی ہے سوائے اس کے ترک کے کسی کو
درجہ مقبولی حاصل نہیں ہوتا ؎

فرد

ہر کہ ترک تن نکرد از زندگانی بر نخورد ۔۔۔ راحتے گر ہست کفش تنگ را در کندن است
زہر دنیا گرچہ کم میگردد از تریاق عقل ۔۔۔ بہترین افسون مار از دست خود افگندن است

ضرور جب تک جسم موجود ہے تب تک اُسکو آب و نان سے پرورش کرنی ہوتی ہی بقول امامہ

تا رسد وقتیکہ باید بر زمین انداختن ۔۔۔ جامۂ تن را بآب و نان رفوے مے کنم

لیکن عارف و جاہل میں اتنا فرق ہے کہ عارف کو بجز حق کے اپنے وجود تک بھی کچھ یقین نہیں ہوتا اُس کی نظر و یقین و قول و فعل حق ہی حق ہے اور جاہل کو یقین ہے کہ میں صرف تن ہوں سوائے فانی اسباب جہان کے اُس کی نظر و یقین و قول و فعل میں اور کچھ ہی نہیں۔ پس مناسب ہے کہ الفت جسمانی چھوڑ کر عاشق جان ہوئے جیب جان کا طالب ہو تو جسم کی قید سے رہائی پاکر خود جان ہوگا یہی تعجب ہے کہ جو ذات بصورت جان حُجرۂ دل میں مقیم ہے اس کی جستجو میں بیرونی حالات کی تبدیل یا ایک مکان سے دوسرے مکان کے انتقال سے اپنی طلب ظاہر کرتے ہیں۔ سوائے دریافت حقیقت جانان مشاہدہ جانان نہیں ہو سکتا حسب فرمودہ عارف۔

ابیات

گہ درون خرقہ گاہے در کفن میجویمش | او درون جان و من در پیرہن میجویمش

او درون خلوت اندیشہ گرم صحبت است | من چراغ دل بکف در انجمن میجویمش

ذرہ جب تک اپنے اصل چشمہ آفتاب میں محو نہ ہو تب تک ذرگی سے عروج نہیں پا سکتا۔ قطرہ جب تک اپنے اصل کو نہ سمجھے اور اپنی ہستی حقیقی یقین نہ کرے۔ تب تک یقین قطرگی سے نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ پس جزویت کی یقین گرفتاری و مہجوری ہے۔ اور کلیت میں محو ہونا اور عین کُل آپ کو دیکھنا رستگاری اور وصال ہے۔

بیت

ذرہ چون محو آفتاب شود | ہمچو قطرہ کہ محو آب شود

یہ عشق ہے کہ قطرہ کو دریا اور ذرہ کو آفتاب دانہ کو خرمن اور عاشق کو معشوق کر دیتا ہے
دو کا ایک ہونا بدون عشق کے ناممکن ہے۔ **فرد**

رتبۂ شمشیر را از یک دو کردن بیش نیست
عشق را نازم کہ تیغ او دو را یک مے کند

پس عشق کو اپنے دل میں مقیم کر کے راہ حق میں قدم اوٹھاوے تاکہ ایک لحظہ میں فرش ناسوت سے عرش لاہوت پر پرواز کر کے منزل گزین ہووے۔ سوائے ذات احد بیچون و بیچگون بہت کے نہ کچھ ہوا ہے اور نہ کچھ ہوگا۔ اگرچہ کثرت کا ہنگامہ بیشمار اور دور دراز ہے تاہم وحدت بمثل علم سرکش ہے۔ بلکہ کثرت وحدت ہے ہر شے مفرد ہے صرف انبوہ کے باعث سے کثرت کا نام قرار دیا گیا ہے۔ ورنہ عین وحدت ہے۔ خرمن دانہ ہے سوائے دانہ کے خرمن کچھ نہیں۔ **فرد**

نگر در معنے وحدت بدل از کثرت صورت
ہماں یک نہ بود چنداں کہ نہ بر نہ بیفزائی

پس ایک احد اپنے آپ میں قائم ہے۔

گل بست و پنجم

دنیا میں تمام کام وقت کی قید میں ہو رہے ہیں یعنی جو شے موسومہ و موصوفہ احاطۂ فکر و

قیاس میں آسکتے ہیں وہ وقت سے پیدا ہوئے ہیں اور وقت پر فنا ہوں گے۔ ابتداء

اور انتہا تمام کا عدم ہے اور جو ذات احاطہ فکر سے بعید ہے۔ اور جس پر کوئی اسم و

صفت قائم نہیں ہو سکتے۔ وہ قید زمانہ سے فارغ ہے۔ کیونکہ ابتدا و انتہا سے فارغ

ہے۔ بلکہ زمانہ خود بھی اُسی سے ابتدا رکھتا ہے اور وہ ذات کُل محیط ہے تمام اجسام

میں بصورت جان مقیم ہے۔ بلکہ کُل اشیاء۔ تمام اسماء۔ ہمہ صفات۔ وہی ذات۔

ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اُس ذات میں جو صفت اسم و صفت ہے۔ وہ زیر تبدیل

ہے اور ذات دائما یکساں ہے جیسے ایک ہی مٹی کہیں سبوچہ اور کہیں مٹی دو صورتوں

سے دو نام ہو کر موسوم ہے ان میں سے مٹی دائما یکساں ہے اور سبوچہ زیر تبدیل

ہے اور اگر بنظر غور دیکھیں تو سبوچہ سوائے مٹی کے اور کچھ چیز نہیں۔ گو لائی اور پانی وغیرہ

اُٹھانے کے قابل ہونے سے اُس کو سبوچہ کے نام سے نامزد کیا گیا ہے اور رنگی

صورت کو فنا سبوچہ مانا گیا ہے ورنہ نہ سبوچہ پیدا ہوا ہے اور نہ مرے گا۔ مٹی ہی اپنے

آپ میں قائم ہے۔ اسی طرح پرماتما بمنزلہ مٹی ہے۔ اور تمام اشیاء جہان مثل سبوچہ وغیرہ کے

ہیں اُن کی ہستی بجز ہستی پرماتما کے اور کچھ نہیں۔ صرف اختلاف صورت اور

اضافت اوصاف سے ایک شے میں بہت اشیاء کا وہم ہو گیا ہے۔ ورنہ ایک ذات

قائم بخود ہے نہ کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی مرتا ہے۔ اب سامنے جو کچھ آپ دیکھتے ہے

ہیں پڑھ رہے ہیں یا لکھ رہے ہیں یا خیال کر رہے ہیں سب پرماتما ہے سوائے پرماتما کے اور نہ کچھ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ اس نظر کا نام حکمت ہے۔ اسی یقین کا واثق ہونا وصل پرماتما ہے چاہئے کہ اسی یقین کو ہر وقت زیر نظر رکھے جہان کے دیکھنے سے آرام حاصل نہیں ہوتا اس لئے اس طرف سے نظر بند کر کے پرماتما کو دیکھے تاکہ آرام حاصل ہو۔ جہان اور خدا میں دہوپ اور آفتاب کی نسبت ہے دونوں کو ایک جاننا حکمت ہے ؎

گل بست و ششم

یکتائی میں سوائے یکتائی کے اور کچھ نہیں۔ تمام الفاظ و ان کے معنے دوتائی میں مظہر دوئی ہیں لیکن بمصداق اس قول کے کہ کل شے کو اپنی اصلیت کی طرف رجوع ہے تمام ہنگامہ دوئی بھی عین یکتائی ہے۔ یکتائی و دوئی صرف خیال میں ہے اگر خیال سے برتر ہو کر دیکھیں تو ذات مفہوم ہے۔ پس ثابت ہوا کہ تمام اسماء صور و الفاظ و معنے باوجود اختلاف نوعیت کے عین ذات بری از صفات صرف مفہوم ہیں۔ سلسلہ خیال اس درجہ تک پہونچا ہے کہ تمام کلمات نیک و بد اسی سلسلہ میں مسلسل ہیں یعنے تمام علوم و فنون اسی خیال کی شاخیں ہیں۔ کلمہ خدا۔ اس کے معنے اور اس کی شناخت خیال کا جزو عظیم ہے۔ یعنے یہی خیال قدرت و مایا و شکت ہے۔ اس خیال کو اگر بغور دیکھا جاوے

توہم کے دو حصے ہوتے ہیں ایک خیال دوسرا بےخیالی۔ خیال میں تمام ہنگامہ نام
و روپ شامل ہے۔ اور بےخیالی میں صرف ذات مفہوم ہے یعنے ایک ہی خیال صورت خیال
میں جہان کے نام سے اور صورت بےخیالی میں خدا کے نام سے نامزد ہے اور وہ بےخیالی اور
خیال ایک خیال ہی ہے۔ اور لہذا خیال بھی اس موقع پر قایم نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ
جس قدر الفاظ ہیں وہ اپنی ضد کی مخالفت سے معنے پذیر ہیں اور جس درجہ پر بیٹھکر
اس وقت تقریر ہو رہی ہے۔ وہاں نہ ضد ہے اور نہ تحرک ہے۔ اس خیال کو عین ذات
سمجھکر قایم ہونا انسب ہے۔ جس قدر زیادہ جستجو و تجسس کیا جاوے تو اُسی قدر زیادہ
توہمات کی ترقی اور مقصود دلی سے مہجوری ظاہر ہوتی ہے۔ پس لازم ہے کہ صرف
ذات احد و یگانہ کو سمجھکر قایم بخود رہنا چاہیے۔ مَن ایسی زبردست طاقت ہے کہ
تمام رنج و راحت اسی کی حرکت پر منحصر رکھتا ہے۔ یہ مَن پانچ اقسام پر منقسم ہے۔
کھِپت۔ وکھِپت۔ موڈھ۔ نرودھ۔ اکاگر۔ ان کے معنے یہ ہیں۔ اوّل کھپت
اس کو کہتے ہیں کہ مَن لذات حواس کی طرف متوجہ ہوکر اُنہیں کا فکر کرے۔ یعنے
شبد۔ سپرس۔ روپ۔ رس۔ گندھ۔ ان پانچ وشوں کے آکار ہووے۔ دوم
بصر ذائقہ
وکھپت اس کو کہتے ہیں کہ مَن کبھی باہر وشوں کی طرف جاوے اور کبھی اندر آتما کی طرف
متوجہ ہو۔ سوم موڈھ وہ حالت ہے کہ جب من کسی سخن متعلقہ معرفت کے سمجھنے کو

ناقابل ہو اور اس میں لیتا یعنے خودگی بھی شامل ہے یعنے وہ حالت کہ جس میں بےخبر ہو کے نیند میں محو ہو جاتا ہے - چہارم نروودھ اس کو کہتے ہیں کہ من کے یکجا کرنے کا تدارک و پیش ہو ہر وقت تمام اطراف سے روک کر آتم سروپ میں اپنا آنند مانے - پنجم - اگاگر وہ حالت ہے کہ سب طرف سے ہٹ کر یکجا ہووے اور کوئی تدارک باقی نہ ہے پھر مانند حالت اس من کی ہے - اب بغور ان پانچ اقسام کے ترک و اختیار کا طریقہ گوش ہوش سے سُنئے - تاکہ پرمانند کی پراپتی - اور سرب دُکھ کی نروِرتی - روپ جو موکھ ہے - سواس سری کی موجودگی میں ہر وقت حاصل ہو دو قسم یعنے کھیپت و موڈھ جگیاسی کو قابل ترک ہیں اور تیسرا قسم وکھیپت جگیاسی کی حالت ہوتی ہے - چوتھا نرودھ جگیاسی کو ہر حالت میں کرنا واجب ہے - پانچواں اکاگر نتیجہ حاصل ہوتا ہے - کہ جس سے سالک کی محنت اور مسافت راہ حقیقی میں طے ہو جاتی ہے پس مناسب ہے کہ ان کو ذہن نشین کر کے اپنی طبیعت کا خود ہی امتحان کرتا ہے -

گلُبت وہفتم

گیان چار پرکار کا ہے - ایک سرون گیان - دوسرا منن گیان - تیسرا ندہیاسن گیان - چوتھا ساکھیات گیان - اب ان کی تشریح کرنے میں ایک تمثیل دیکر نتیجہ دکھلایا

جاتا ہے ۔ آگ چار قسم کی ہوتی ہے ۔ ایک آتش ہیزم ۔ دوم آتش برق ۔ سوم آتش عزیزی ۔ چہارم ۔ آتش قیامت کبریٰ ہے ۔ جن کے ہندی الفاظ یہ ہیں ۔ لکڑی کی اگن ۔ بجلی کی اگن ۔ بڑوانل اگن ۔ یا جھٹرا اگن ۔ مہاپرلی کی اگن ۔ آتش ہیزم یا لکڑی کی اگن ۔ اُس وقت تک شعلہ آور ہوتی ہے جب تک اُسمیں لکڑیاں ڈالی جاویں جب لکڑی نہ ڈالی جاوے تو آگ گم ہو جاتی ہے اُسی طرح سرون گیان ہے کہ جب تک ست سنگت میں مقابل مہاتما پرش کے بیٹھکر سخنان آبحیات مثل ہیزم کے اس کے مجمر سینہ میں راہ گوش سے پڑتی رہیں تب تک آتش معرفت صورت یقین میں شعلہ آور رہتی ہے جب درمیان میں جدائی ہوئی تو اُس وقت یاد فراموشی سے معدوم ہو جاتی ہے یہ سرون گیان ہے ۔ اس سے صرف لذت شنوائی حاصل ہوتی ہے یا قدرے آگاہی ۔ دوم آتش برق وہ ہے جو بادلوں میں کبھی چھپتی ہے اور کبھی ظاہر ہوتی ہے ۔ لیکن اُس کا وجود ہر وقت موجود ہے اُسی طرح جو شخص سخنان شنیدہ کو گوشہ میں بیٹھکر تہ دل سے فکر کرتا ہے اور حصولی عین الیقین کے لئے بار بار یاد کرتا ہے اُس کو منن گیان حاصل ہوتا ہے جو ہمیشہ دل میں قائم رہتا ہے اور گاہے گاہے جوشزن ہو کر شعلہ آور ہوتا ہے اور گاہے کسی دنیاوی امورات کے استغراق سے فراموش ہو جاتا ہے مگر پھر اُسی لحظہ میں اپنی

چمک اور دمک نکالتا ہے۔ اس سے یہہ فایدہ حاصل ہوتا ہے کہ جس قدر واہمات
درباب صداقت کلام الٰہی و یکتائی جیو و برہم میں رفع ہو جاتے ہیں۔ تیسرا آتش
عزیزی اس میں دو قسم کی آتش شامل ہے۔ ایک آتش عزیزی جو انسان کے معدہ
میں غذا ماکولہ مشروبہ کو ہضم کرتی ہے۔ اور دوسری آتش عزیزی جو شکم سمندر
میں طغیانی آب کو سوختہ کر کے سمندر کو اپنی حد میں رکھتی ہے پس ان دونوں کا
کام باہر کے دخول کو اپنے میں محو کرنیکا ہے اُسی طرح ندہیاسن گیان ہے کہ ادوئیت
گیان برتی میں اس قدر غالب ہو جاوے کہ تمام خیالات لذات حواس کو مثل غذا یا آب دریا
آتش معرفت میں محو کر کے آپ میں قایم رہے یعنے یہ کہ ہر وقت برتی ادوئیت
وست یعنے ذات احد میں شاغل ہو کر اُسی کی آکار رہے اس غرض سے کہ وہ یقین جو
بذریعہ سرون (سماعت) ہم کو حاصل ہوئی ہے اور بذریعہ منن (یقین) جس کو ہم نے
خزانہ یادگیری میں ڈالا ہے وہ اب بذریعہ ندہیاسن (عین الیقین) ہو کر ہماری اپنی ہی نظر
ہو جاوے اور اس سے یہ فایدہ حاصل ہوتا ہے کہ گاہ بیگاہ جو شبہ اپنے آتما کو برہم
روپ یقین کرنے اور آپ کو تمام بندہنوں سے رہت یقین کرنے میں دیکھتا تھا
دور ہو جاتا ہے۔ چہارم آتش قیامت کبریٰ یعنے مہاپرلے کی اگن وہ ہے جو تمام
جہان اور مافیہا کو جلا کر آپ ہی باقی رہتی ہے۔ اسی طرح ساکھیات گیان ہے۔ کہ

استھول ۔ سوکھم ۔ کارن سریر ۔ جاگرت سُپتن ۔ سکھوپت ۔ اوستھا ۔ وسو تیجس
پراگ جیو ۔ ویراٹ ۔ سوترآتما ۔ ایشور ۔ علیٰ ہذالقیاس تمام اوہام و تفاوات کو دور
کرکے صرف گیان سروپ رہتا ہے ۔ کیسا گیان جس میں گیاتا (عالم)، گے (معلوم)
کی سمائی نہیں ۔ نہ میں نہ تو نہ وہ نہ یہ ایک ادوئیت نروکار چدگھن اپنا آپ ہے
ایسی حالت کو سالک انہو کرکے کرت کرت (دائیم السرور) ہوتا ہے ۔ اب
مناسب ہے کہ ان چار اقسام کے گیان کو بخوبی ذہن نشین کرکے اپنی طبیعت کا
امتحان کرے ۔ جس درجہ میں اپنی برتی کو دیکھے اُس سے زیادہ درجہ کے لئے کوشش
کرے کیونکہ بحر معرفت اس قدر عمیق اور ناپیدا کنار ہے کہ صدہا لوگ اس میں مثل
غواص غوطہ زن ہوکر تہ کو دریافت کرنے لگے ہیں ۔ بوالعجب کہ وہاں اپنی ہستی سے
ہاتھ دھو کر زبان سے بےزبان ۔ چشم سے بےچشم گم در گم ہوکر محو ہو گئے ہیں ۔

مثنوی مُصنف

یار ہر جا حاضر و موجود ہست ۔ در تلاش جستجو بےسود است
پردۂ اسم و صفاتی را بدر ۔ ہر کجا بیرنگی معنے نگر
خود خدائیم خود خدائیم خود خدا ۔ بلکہ اصلاً از خدا بودن جدا
چوں دریں راہ آمدم دیدم چہ ام ۔ من نمیدانم کہ خود ہم من کہ ام

ور بگویم من خدایم من خدا — بندہ بہر بندگی سازم کرا

این دو اسماء محض موجب امتیاز — ذات بیچون و چرا فارغ زراز

ظاہر و باطن ہماں یک جلوہ داں — پاک از یکی و دوئی خواہ این و آن

نورِ حق این است بین اے ہوشمند — چشم حیرت واکن و لب را ببند

گل بیست و ششم

وہ ذات جو محیط کُل ہے بلکہ عین کُل۔ دریچۂ وحدت سے سر نکال گوناگون زیورات اسماء سے موسوم وانواع ملابس صفات سے موصوف وملبوس بازار کثرت میں آکر کہیں گل کہیں خار۔ کہیں نور کہیں نار۔ کہیں گلخن کہیں گلزار۔ کہیں صحرا کہیں بازار کہیں عاشق۔ کہیں دیدار۔ کہیں سودا کہیں خریدار۔ کہیں سیل کہیں نہار۔ کہیں منظور کہیں نظار۔ کہیں دیوانہ کہیں ہوشیار۔ کہیں دشمن کہیں یار۔ کہیں جامہ کہیں دستار۔ کہیں مائل کہیں بیزار۔ کہیں مفلس کہیں زردار۔ کہیں بے شرم کہیں شرمسار۔ کہیں کافر کہیں دیندار۔ کہیں تاجدار کہیں باجگذار۔ کہیں بندہ کہیں کردگار۔ کہیں بے نام کہیں نامدار۔ کہیں زمیں کہیں اشجار۔ کہیں کوہ کہیں دیوار۔ کہیں ہموار۔ کہیں ناہموار۔ کہیں خشک کہیں ثمردار۔ کہیں خوش خُلق کہیں بدکردار۔ کہیں پنہاں کہیں نمودار۔ کہیں قطرہ کہیں بحر ذخار۔ کہیں ذرہ

کہیں خورشید انوار۔ کہیں برگ کہیں بار۔ کہیں صبح کہیں بہار۔ کہیں رشتہ کہیں تار۔ کہیں سوسن کہیں گلنار۔ کہیں لالہ کہیں ہزار۔ کہیں مخفی کہیں اظہار۔ کہیں سمع کہیں گفتار ہو رہی ہے ٭

غزل

نمایاں ہر سمت میں یار کا جلوہ صفاتی ہے
صفاتی کو اٹھا دیکھو یہی اسرار ذاتی ہے

وصال یار گر چاہو تو پوچھو واصلوں سے جا
کہ حکمت یار کے ملنے کی اُن کو خوب آتی ہے

دوئی کو دور کر دیکھو کہ ہر جا یار ہے پیدا
صفاتی میں عیاں ذاتی ہے ذاتی میں صفاتی ہے

تماشا گاہ عالم میں ہر اک انسان یکتا ہے
المسمّا باد کثرت میں یہی وحدت کہاتی ہے

نہ مانو آپ کو بندہ کہ بندہ محض گندہ ہے
خدا کو ذات اپنی کے سوا نہیں اور بھاتی ہے

نقاب ہستی موہوم کو دل سے اُٹھا دیکھو
کہ ہے پاک اک ذاتِ خدا ہی جگمگاتی ہے

کہاں آنا کہاں جانا تعین کو بُھلا دیں جب
اس مدرفت میں قید تعین ہم کو لاتی ہے

خدائی میں جدائی کا نشاں ملتا نہیں ہرگز
خدا ہی صرف غیریت میں ہو کر پائی جاتی ہے

جہاں تنزیہ و تشبیہ کا ٹھکانا کچھ نہیں ملتا
خودی اُس میں غبارِ گردِ تن کو لی اُڑاتی ہے

جہاں اطلاق ہیں تو کا نہیں اُس ذات مطلق کو
مقید کر کے صد رنگیاں غفلت کھاتی ہے

خدا کے واسطے تم بھول کر دیکھو نہ دنیا کو
ہزاروں آفتیں سر پہ فتنہ ساز لاتی ہے

نگہ ظاہر و باطن کو جب دل سے اُٹھا دیکھا | نہ خطرہ موت کا دل میں نہ اب خواہش حیاتی ہے
دیا ساقی نے جس دم جام وحدت کا تلطف سے | اُسی دم یہ کثرت عین وحدت نظر آتی ہے
تعین کا نقاب ایسا اُٹھا اب دل کی آنکھوں سے | کہ چار اطراف میں اک ذات مولیٰ جی کو بھاتی ہے

فرد

محمدؐ کو ہوا معراج شب میں عرش و کرسی پر | زمیں پر بیٹھے وہ معراج ہمکو روز حاصل ہے

غزل دیگر

میں ہوں وہ ذات ناپیدا کنار و مطلق و بیچوں | کہ جس کے سمجھنے میں عقل کل بھی طفل ناداں ہے
کوئی مجھکو خدا مانے کوئی بھگوان مانے ہے | میری ہر صفت بنتی ہے میرا ہر نام شایاں ہے
کوئی بتخانہ میں پوجے حرم میں کوئی گرجا میں | مجھے بتخانہ و مسجد کلیسا تینوں یکساں ہے
کوئی صورت مجھے مانے کوئی مطلق پہچانے ہے | کوئی خالق پکارے ہے کوئی کہتا یہ انساں ہے
میری ہستی میں یکتائی دوئی ہرگز نہیں بنتی | سوا میرے نہ تھا ہوگا نہ ہے یہ رمز عرفاں ہے

گل بست و نہم

سوال۔ خدا کیا چیز ہے اور روح اور جان اور آتما کیا ہے اگر آتما کو بعد فنا ہو جانے جسم کے سورج اور کنالی (ظرف) میں عکس کی دیکھا وے تو ادل تو وہ آ نہیں آتا

سورج کی طرح معلوم نہیں ھوتا - دوم سورج تو سامنے کھڑا ھے اور نظر آتا ہے آتما کا مُبدا ایسا نہیں چمکتا اور نہ نظر آتا ہے - اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب وہ ذات جو اوّل و آخر سے پاک - خالق و مخلوق سے فارغ - عین ہستی علم سر فرد - کُل تعینات سے بعید و عین کُل ہے - اُسکو علماء قدیم نے بلحاظ ارشاد خدا کے نام سے موسوم کیا ہے اور وہ ذات جو جسم میں مُقیم ہو کر جسم کے تمام حواس ظاہری و باطنی کو طاقت پہونچا کر اپنے اپنے افعال کے قابل کرتی ہے - اُس کو روح یا جان یا آتما کہتے ہیں جب جسم فنا ہوتا ہے اُس وقت آتما کہیں نہیں جاتا - جس طرح کہ سبوچہ کے ٹوٹنے سے سبوچہ کا خلو کہیں نہیں جاتا اُسی طرح جسم کے فانی ہونے سے آتما جو مثل خلو اُس میں پُر ہے کہیں نہیں جاتا کیونکہ ذات حق بغیر تفرقہ محیط کُل شے ہے یعنے اُس ذات میں قید اندرون بیرون زیر و بالا راست چپ آمد رفت قائم نہیں کر سکتے صرف علت جسم ہے اُس میں یہ تعنیات یقین ہوتی ہیں سو جسم اُس ذات میں اس طرح ہے جس طرح دیوار پر تصویر اور اگر یہ کہو کہ آتما نظر نہیں آتا تو اُس کا جواب یہ ہے کہ جیسے آنکھیں اپنی مردمک کو نہیں دیکھ سکتیں اس طرح جب آپ ہی آپ ہے تو کون دیکھے اور کس کو دیکھے اور کیا دیکھے - دیکھنا غیریت میں ہوتا ہے جو چیز ہم دیکھتے ہیں اس کو دوسرا سمجھکر دیکھتے ہیں کبھی ہم نے اپنے چہرہ کو بغیر امداد آئینہ

کسے نہیں دیکھا۔ جب ظاہر اسباب میں یہ حال ہے تو معاملات باطنی کہ جس میں آنکھ اور صورت کا دخل نہیں کس طرح دیکھے جاویں۔ سورج کا عکس طرف گل پر آب میں نمایاں ہوتا ہے یا پانی کے دور ہونے سے گم ہو جاتا ہے سو صرف علت کا باعث ہے سورج میں نہ عکس تھا اور نہ ہے۔ نھرگاپانی نے بباعث اپنی شفافی کے اس کے عکس کو ظاہر کیا ورنہ وہ عکس نہ پیدا ہوا ہے اور نہ مرتا ہے اور نہ کہیں سے آیا ہے۔ اور نہ کہیں جائیگا اور یہ مثال صرف اس غرض سے سمجھائی جاتی ہے کہ اختلاف اجسام سے جو یکتائی آتما میں شبہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ رفع ہو ورنہ آتما کے سمجھانے میں اس کی مناسبت میں کوئی مثال قایم نہیں ہو سکتی اور اگر سورج کی مانند آتما کو دیکھنا چاہو تو غیر ممکن ہے کیونکہ سورج غیر چیز ہے اور بادہ غیر چیز یعنے آنکھ کے دیکھا جا سکتا ہے اور آتما آپنا آپ ہے اُسکے دیکھنے میں آنکھ نا قابل ہے صرف اس کو اپنا آپ جاننا اور بصیر یقین ثابت کرنا اُس کا دیکھنا ہے اور آتما کا مبدا آتما سے اس طرح جدا نہیں کہ جس طرح عکس کا مبدا سورج اس سے جُدا کرڑ ہا کوس کے فاصلہ پر قایم ہے بلکہ آتما خود بھی وہ ذات مطلق ہے کہ جس کو پرماتما۔ خدا۔ برہم یا اللہ کہتے ہیں صرف جسم کے تعلق سے اسکو آتما کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ورنہ یہ وہ ذات ہے کہ جس کا کنارہ آج تک کسی کو نہیں ملا۔ اس کا آنا و جانا تب قرار دیا جاوے جب یہ ذات کسی جگہہ ہو اور کسی جگہہ نہ ہو

چونکہ یہ محیط کُل ہے اس لئے نہ کہیں سے آتی ہے اور نہ کہیں جاتی ہے اور وہ آتما تم ہو۔ اپ کو بھُول کر اُس کو کہاں دیکھنا چاہتے ہو۔ اُس کے پرکاش سے سورج۔ چاند ستارہ بجلی آتش روشن ہے۔ اُسی کے نور سے آنکھیں مُنور ہیں۔ وہی ذات کُل جہان میں معمور کہیں مستور کہیں مشہور کہیں نزدیک کہیں دور۔ کہیں غلمان۔ کہیں حور۔ کہیں نار کہیں نور کُل میں محیط بلکہ عین کُل ہو رہی ہے۔ بینائی بینائی ہ۔ شنوائی شنوائی ہ گویائی گویائی ہ۔ علم علمہا۔ خیال خیالات۔ یقین ایقان ہے۔ اُس کا دیکھنا یہی ہے کہ تقریر مذکورہ بالا کو خوب ذہن نشین کر کے درجہ عین الیقین وحق الیقین پر پہونچانا۔ صرف غفلت کی وجہ سے ایسے آتما کو کہ جس کے مقابل آفتاب مثل تاریک شب کے ہے نہیں دیکھ سکتے ہ مثال۔ جس طرح کہ زید کو یہ بیماری ہوئی کہ آپ کو بکر ماننے لگا اور زید کے اوصاف حمیدہ سُنکر خواہش مند ہوا کہ اُس کو دیکھوں کوچہ بکوچہ اور دربدر اُس کی تلاش میں پھرنے لگا۔ کسی شخص سے جو اُس کا واقف تھا پوچھا کہ زید کہاں رہتا ہے یہ سخن وہ سُنکر کہنے لگا کہ تجھکو کیا ہے کہ آپ زید ہوکر زید کو ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ اُس نے کہا ایسا نہ کہو میں بکر ہوں زید نہایت خلیق اور اوصاف حسنہ سے آراستہ ہے اُس شخص نے سوچا کہ اِس کو اپنی ہستی میں وہم پیدا ہوا ہے اِس لئے آپ کو بھول کر اپنی تلاش میں مصروف ہے اِس لئے اُس نے زید

کا حُلیہ پوچھا اور پھر آئینہ دکھایا اور کہا دیکھ جو حُلیہ تو بیان کرتا ہے وہی تو ہے۔ اُس وقت اُسکو یقین ہوا کہ میں زید ہوں۔ اُسی طرح غفلت کے باعث سے وہ آتما جو مثل آفتاب مشرق سینہ میں روشن ہے اور جس کے ذرات روزن چشمان و گوش وبینی وزبان سے نمایاں ہیں نظر نہیں پڑتا جسم کے فنا ہونے سے آتما میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوتا مُردہ جسم میں بھی ہستی علم وبھر پور ہوکر موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ اُس وقت جسم میں کوئی حرکت نمودار نہیں ہوتی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حرکت بذریعہ ہوا کے ہے جو آتما سے طاقت پاکر صورت نفس میں آتی جاتی ہے تمام لوگ اُس ہوا کے نکلنے سے سمجھتے ہیں کہ آتما جسم سے نکل گیا ہے یہ اُن کی غلط فہمی ہے۔ آتما کوئی وجود دار چیز نہیں صرف طاقت ہے کہ جس کا وجود محض ہستی علم سرور ہے اور ہر جگہ محیط ہے مثل بحر عمان خود بخود قایم ہے بیشمار مخلوقات ساکن و متحرک اس بحر میں مثل امواج وحباب لحظہ بلحظہ موجود و معدوم ہوتی ہے۔ زمین۔ پانی۔ ہوا۔ آتش۔ اکاس۔ سورج۔ چاند۔ برق۔ ابر۔ کوہ۔ بحور۔ اشجار۔ فرشتہ۔ انسان۔ چارپایہ۔ طیور مورچہ تمام بحر ذات کی امواج ہیں۔ جب ہمارا یہ حال ہے تو ہم کس کو دیکھیں اور کیا ہم کو دیکھیں صرف یہی کرنا ہے کہ اپنی ہستی کے نخر کو جو باعث مہجوری ہے دور کرکے اُس ذات مطلق کو جو ہمارا اپنا آپ ہے پہچانیں اور پہچان کر قایم بذات خود رہیں۔

ہستی نام یقین غیریت کا ہے۔ جب غیریت درمیان سے اٹھ گئی ہے تو صرف ذات واحد ہے ؂

گل تیس ۳۰

بوالعجب کار یکہ من در کار جانان دیدہ ام	درمیان قطرۂ دریائے عمان دیدہ ام

ذات بیچون و چرا فارغ از صفات و اسماء چون و چرا ہو لباس اسماء و صفات پہنکر برہم

ایشور۔ پرکرت۔ گن۔ مایا۔ اگیان۔ مہتت۔ اکاس۔ پون۔ اگن۔ جل۔ پرتھوی
مجموعہ عناصر
کی صورت میں آ۔ چار اقسام کی مخلوق یعنے انڈج[۱]۔ جیرج[۲]۔ سیتج[۳]۔ اوت بہج[۴]۔

میں ظاہر ہو کر چودہ[۵] لوک میں آباد جہان کے نام سے موسوم ہے۔ مختلف

اجسام میں صورت جیو ہو انواع اقسام کی کارروائی کرنے لگی ہے مختلف افعال

کو مختلف نتائج سے منسوب کر کے تناسخ مانکر تولید و نو تیدگی کی قید میں آ۔ پھر آپ کو

بھول کر جستجو میں شاغل ہوئی ہے ؂

کبت

آپ ہی کے دیکھنے کو آپ ہی ترگن بھیو ست رج تم ہوئے جگ کو پسار یو ہے۔

---

[۱] جو بیضہ سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً مرغ و بط وغیرہ [۲] جو رحم سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً انسان و مادہ گاؤ وغیرہ [۳] جو پسینہ یا غلاظت یا سلات سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً جوں۔ کھٹمل و رنڈ وغیرہ [۴] جو زمین سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً درخت۔ پہاڑ وغیرہ [۵] سات لوک اوپر کے یعنے بھور۔ بھو۔ سوا۔ مہا۔ جنا۔ تپا اور ستا۔ اور سات لوک نیچے کے یعنے اتل۔ وتل۔ ستل۔ تلاتل۔ رساتل۔ مہاتل۔ پاتال

کوڑاونچ کوڑنیچ کوڑراؤ کوڑرنک کہوں داس کہوں ٹھاکرآپ ہو پدھاریو ہے
پُن پاپ بھاؤ کرکرم کا وبہاگ بہیو کرم اوپاسن کہوں گیان ہو وچار یو ہے
تین گُن آپ بہیو تینوں تے وتریک ہیمراج آپ مانہ آپ ملیو نانہ نیاریو ہے

دیگر

مارت ویوم تیج جل دہرانڈ بہیو نرناری ہوئے کرکھیل کو رچایو ہے
باد خلا آتش آب زمین
سوچند تارا اگن دامن پرکاش کرمیگھ ہوئے گرج گرج دھوم کومچایو ہے
بڑوانل اگن ہوئے جل کوسنکوچ کینوجھٹہرا اگن ہوئے آن کو بچایو ہے
کرم وبہاگ کر بہانت بہانت روپ ہوئے جیو روپ دیہ مانہ ناچ کونچایو ہے
جُستجو کرتے کرتے سوچا کہ پرتھوی مع اپنے حصص واجزاکے جل کا کارج یعنے نتیجہ ہونے
پیدایش
سے جل روپ ہے۔ جل مع اپنے حصص واجزاکے اگن کی پیدائیش ہونے سی اگن روپ ہے۔
یعنے
اگن مع اپنے حصص واجزاکے ہواکے مخلوق ہونے سے ہواکی صورت یعنے پون رُوپ ہے۔
مجموعہ عناصر
پون مع اپنے حصص واجزاکے آکاس کا کارج ہونے سے آکاس روپ ہے۔ آکاس مہتت
یعنے مجموعہ عناصر کثیف کا کارج ہونے سے مہتت روپ ہے۔ مہتت اگیان کا کارج
ہونے سے اگیان روپ ہے۔ اگیان اور مایا کمی بیشی گنوں سے دو حصہ پر کرت ہیا
یعنے سُدھ ستوگن مایا ہے اور ملن ستوگن اگیان یا اودیا ہے پس مایا واگیان ہر دو حصہ

پرکرت کا کارج ہونے سے پرکرت روپ ہیں - پرکرت صفت ایشور ہے یعنے چیتن پرکرت
سے شامل ہے وہ ایشور کے نام سے موسوم ہو کر جگت کا کرتا قرار دیا ہے - پس پرکرت
کا ایشور سے تادا تم سنبند (بھید اور ابھید روپ سنبند) ہے اس لئے پرکرت ایشور روپ ہے
اور ایشور برہم میں اس طرح مفروض ہے جیسے جل میں سمندر مفروض ہے پس ایشور برہم
روپ ہے پس ثابت ہوا کہ ایک برہم ہے اب سو برہم کا نام بھی مناسبت جزویت سے ہے
جب موجب مناسبت درمیان میں کوئی نہیں تو ذات بیچون وچرا ہے اور وہ ذات بیچون
وچرا میں ہوں - پس باوجود موجودگی ہمہ صفات وکل اسمات بوقلموں اشیاء
وانواع صور وبیشمار الفاظ وتعینات ایک ذات قایم بخود ہے - اور نہ کچھ ہوا ہے نہ
کچھ ہوتا ہے نہ ہوگا جب اس درجہ پر فہمیدہ کی رسائی ہوئی اُس وقت مسافت
جستجو طے ہو کر منزل جمعیت وسرور میں استقامت ہوتی ہے جہاں ناظر - نظر -
منظور - عام - علم - معلوم - عامل - عمل - معمول - عاشق - عشق - معشوق - عاقل

؎ تادا تم سنبندہ اُس رشتہ کو کہتے ہیں کہ جس میں مخالفت ہو اور نہ موافقت - جیسے لفظ کا اپنے معنے کے ساتھ رشتہ ہے جیسے آتش لفظ ہے اور آگ اُس کا معنے ہے - اگر لفظ آتش اور آگ میں مخالفت ہو تو جیسے لفظ آتش کے کہنے سے آگ کا علم ہوتا ہے اُسی طرح لفظ باد سے بھی آگ کا علم ہونا چاہئے کیونکہ ہر دو الفاظ آتش و باد آگ سے مخالفت رکھتے ہیں مگر صرف لفظ آتش سے آگ کا علم ہوتا ہے اور باد سے نہیں اس واسطے لفظ اور اُس کے معنے میں مخالفت نہیں اور اگر موافقت ہو تو جس وقت انسان لفظ آتش اپنی زبان سے نکالتا ہے تو گوینده کی زبان جلنی چاہئے کیونکہ وہ لفظ آگ ہے - مگر ایسا نہیں ہوتا اس واسطے موافقت بھی نہیں - یعنے ایک فرضی رشتہ مابین رشتہ و رشتہ دار - پیشہ پیشہ کار اور صفت موصوف میں ہے ٭

عقل، معقول۔ جاہل۔ جہل۔ مجہول۔ فاعل۔ فعل، مفعول یکساں ہو کر ذات
بے صفات یا صفات ہوتی ہے۔ نہ چشم کی بینائی نہ گوش کی شنوائی نہ زبان کی گویائی نہ
بینی کی بویائی نہ فکر نہ قیاس نہ گمان نہ یقین خود بخود نہ عین نہ غین ہوتا ہے۔ ہوتا
کیا ہے صرف بے علمی سے جو یقین دوئی بھی دور ہو کر آئینہ وحدت میں پھر
اپنا مشاہدہ کر کے آپ میں آپ ہوتا ہے۔ اس حالت کا نام برہم۔ پرماتما۔ اللہ
خدا ہے بلکہ ان سے برتر ہے معقولات و دلائل کی سمائی نہیں۔ اسم وصفت کی
آشنائی نہیں۔ صرف صرف محض محض مفہوم ہے اس حالت کی استحکام کیلئے سالک کو چاہیے
کہ تنہا گوشہ میں بیٹھ کر سریر کے اہنکار یعنے فخر جسمانی کو اپنے نام میں لے یعنے فنا کرے۔
مراد یہ کہ سریر سے گذر کر صرف نام آپ کو مانے پھر نام کو صرف اہنکار میں فنا کرے
یعنے نام کو مفروض تصور کر کے اس سے بھی گذر جائے اور جس کے آسرے نام ہے اس
اہنکار کو اپنا آپ مانے پھر اہنکار کو جیو میں لین یعنے محو کرے مطلب یہ ہے کہ اہنکار بجز خود
کوئی شے نہیں ہے۔ جیو کے آسرے ہو کر مختلف اعضا و حواس و بیرونی اشیا میں
اپنا تعلق ظاہر کرتا ہے۔ پس اہنکار کو باطل تصور کر کے اس سے گذر کر جیو آپ کو مانے۔
دربرہم جیو کو ادھشٹان کوٹسٹ چیتن میں محو کرے۔ اس دلیل سے کہ جیو بجز خود کوئی

کوٹستھ دو الفاظ سے مرکب ہے۔ کوٹ بمعنے بدہ اور استھ یعنی شاہد۔ مراد یہ کہ جو ذات بدہ کی شاہد ہے سو کوٹستھ کہلاتی ہے یا کوٹ بمعنی اہرن اور استھ بمعنی
قایم۔ مراد یہ کہ جو ذات لوہار کی اہرن کی مانند قایم ہے اور کبھی اپنی ذات سے تبدیل پذیر نہیں ہوتی وہ کوٹستھ کہلاتی ہے ٭

چیز نہیں ہے - انتہکرن میں جو کوٹستھ چیتن کا پرت بنب یعنے عکس پڑتا ہے - اُس
عکس کو معہ انتہکرن کے جیو کہتے ہیں پس جیو کچھ نہ ہوا - کوٹستھہ ہوا - اس لئے جیو سے
گذر کر کوٹستھہ آپ کو یقین کرے - اور پھر وچار کرے کہ کوٹستھ برہم کے ساتھ اس طرح
یکتائی رکھتا ہے - جیسے گھٹ اکاس مہا اکاس سے کیا معنے کہ مکھ سمان آدھ کرن کرکے
خلاء سبو خلاء کلان ظاہراً مطابقت ذات
کوٹستھ برہم روپ ہے - کیونکہ جس طرح برہم نروکار - پورن سب کا ادھشٹان ہے - اسی طرح
کوٹستھ نروکار پورن اور تمام بدن اندریاں انتہکرن کا ادھشٹان ہے - صرف
علت بدن سے اُسکو کوٹستھ کہا گیا ہے ورنہ کوٹستھ و برہم میں سرمو بھی فرق نہیں -
کوٹستھ دو الفاظ کوٹ اور استھ سے مرکب ہے کوٹ کے معنے اہرن لوہار استھ بمعنے قایم
یعنے لوہار کی اہرن کی مانند قایم بجود کیا معنے جس طرح اہرن کو صدہا ضرب ہتھوڑوں
سے کچھ اثر نہیں ہوتا - کئی چیزیں مرتب اور شکست ہوتی ہیں لیکن اہرن اپنے آپ
میں قایم ہے اُسی طرح کوٹستھ روپ اہرن پر انتہکرن روپ ہتھوڑوں کی بے شمار
چوٹیں لگتی ہیں - کئی سنکلپ اُٹھتے ہیں اور کئی مٹتے ہیں - لیکن کوٹستھ اپنے
آپ میں قایم نروکار ہے - انتہکرن کے ہونے اور نہونے سے اُس میں کسی
قسم کی کمی بیشی نہیں - اور دیگر کوٹ بمعنے بدھ اور استھ بمعنے ادھشٹان - بدھ کا ادھشٹان
مراد ہے کہ بدھ وغیرہ - انتہکرن جس سے ہیں جس کے آسرے ہیں اور جس میں لین ہو جاتے

ہیں - ایسا جو ادہشٹان چیتن ہو کوٹستھ سدا ایک روپ تمام حالات میں یکساں ہے

اس لئے کوٹستھ برہم روپ ہے سو کوٹستھ روپ برہم میں ہوں - اس طرح یقین کرکے

قائیم ہو جاوے اور پرمانند روپ تمام سنکلپوں سے رہت ہو کر آتمہت یعنے قائیم بذات خود ہے

پھر جب برتی اُتھتہان یعنے پریشانی کو پاوے اُس وقت اس سلسلے سے ایکاگر یعنے

جمع کرے - اول تمام اندریوں کو مع اپنے وشیوں کے مَن میں لین کرے - کیونکہ

مَن کی ترغیب سے حواس اپنے اپنے محسوسات کے ساتھ شامل ہو کر فاعل مختلف افعال ہوتے

ہیں اس لئے مَن اندریوں کا حاکم ہے اور مَن کو بدھ میں محو کرے کیونکہ جو کچھ بُدھ میں

نسچے ہوتا ہے اُس کے مطابق مَن سنکلپ کرتا ہے اور جو چیز ہماری بُدھ کے احاطہ

یقین میں نہیں ہے اُس کا خیال ہرگز نہیں کرتا پس مَن بُدھ کے آسرے ہے اور بُدھ

اہنکار میں فنا کرے کیونکہ جب اول ہم کو اپنی ہستی کا فخر ہوتا ہے اُس وقت دوسری

اشیاء کی ہستی کو تحقیق کر کے خزانہ یقین میں جمع کرتے ہیں پس ثابت ہوا کہ بُدھ کا بنیاد

اہنکار ہے - پھر اہنکار کو جیو میں لئے یعنے محو کرے - کیونکہ اہنکار ایک صفت جیو

کی ہے - پس اہنکار خود کچھ شے نہیں - اس لئے جیو ان تمام چیزوں کے متحرک کرنیوالا

ہے پھر جیو کو ایشور میں محو کرے - کیونکہ جیو ایشور کی اس طرح نسبت ہے - جیسے موج

کی بحر سے - جیو سر خود کچھ چیز نہیں - ایشور ہی بدن کے تعلق سے جیو کے نام سے موسوم

ہوا ہے۔ پس ایشور ست ہوا۔ اور پھر ایشو کو برہم میں لین یعنے محو کرے ۔ کیونکہ ایشور کی برہم کے ساتھ اس طرح نسبت ہے جیسے سُمندر کی پانی سے ۔ یعنے سُمندر اور موج پانی میں مفروض اور تقلیدی ہیں۔ اس لئیے پانی ہی ست اور باقی ہے۔ اس طرح برہم میں ایشور اور جیو بوجہ کلیت وجزویت دو اوصاف مفروض اور مقلد ہیں۔ ایک برہم ہی قایم بالذات ہے۔ پس سب کا اصل اور راست برہم ہے۔ سو برہم میں ہوں۔ اس طرح آپ کو برہم یقین کرکے برہم روپ ہورہے اور کوئی خیال نہ اُٹھے اسکا نام سا وکلپ سماد ہ ہے اسی طرح ابھیاس کرنے سے نروکلپ سمادہ جو پھل روپ ہے حاصل ہوگی یعنے بغیر کسی ارک و محنت کے حالت جمعیت خاطری و آرام ہروقت رہتی ہے کبھی شک و شبہ نہیں ہوتا کسی حالت کے آنے جانے سے کمی بیشی یقین ہوتی ہے ہمیشہ سرور ابدی یعنی پرم انند ہوتا ہی رہتی ہے چاہئے کہ مذکورہ بالا طریقوں سے اپنی ذات میں قایم ہوکر اپنے سروپ آنند میں قیام کرے ۔ اگرچہ سروپ میں کچھ کمی نہیں مگر تاہم جمعیت خاطری و پریشان خاطری میں جو فرق ہے۔ اُسکو زیر نظر رکھکر دائیما جمعیت خاطری میں رہنا مناسب ہے۔ کمال پرم پد۔ مکت۔ نربان پد وصال اسی کا نام ہے ۔

گل ونکتہ ایس

سوال ۔ جیو اور برہم میں کیا بھید ہے ۔

جواب - چاہ اور اچاہ کا اپنے چاہ سے جیو ہے - حسب قول بہرتھری ؎

کیئو برہم تے جیو چاہ ہے اب چاہ کہاں کیدھوں کرے نرجیو آسے تو آسے کون

اور اچاہ سے برہم ہے - حسب قول مہاتما پُرکھ ؎

چاہ چمیاری چوہڑی ات نیچن بھی نیچ یہ تو پورن برہم تھا جے چاہ نہوتی بیچ

گذشتم از سر مطلب تمام شد مطلب نقاب چہرۂ مقصود بود مطلب ہا

دیگر

نمازِ راز دل چوں سنگ مسجد و میازی اگر دانی چہ مطلبہا ست در بے مدعا بودن

اور اِس چاہ کی بنیاد فخر جسمانی ہے - جب تک یہ آپکو پا سے سر تک ناکھ نا مخض نام والا جانتا ہے تب تک اُسکی نظر و تعلق و خوشی محدود رہتی ہے یعنے یہ خواہش کرتا ہے کہ فلان شے میرے قبضہ میں آجاوے - فلان علم پڑھکر میں شہرۂ آفاق ہو جاؤں - فلان عہدہ حاصل کروں - جس کام میں میری تعظیم و تکریم اور پرستش ہو - کوئی ایسا کام کروں یا مکان بنواؤں - کہ جس سے میرا نام روشن ہو - یہ زمین میری ہو جاوے - یہ ہاتھی گھوڑا گائے - بھینس میرے پاس ہوتی - اِس صورت سے محدودیت میں گرفتار ہوکر خیالی اشیا کی حصولی میں خوشی اور غیر حصولی میں غمی مانتا ہے - یہ نہیں جانتا کہ میری خواہش کبھی اِن ظاہری اشیا کی حصولی سے سیر نہوگی - بلکہ برخلاف اِس کے روز افزوں ہوگی -

کیونکہ خواہش نہایت ہی لطیف اور باطن ہے - اور اسباب دنیا مثلاً دولت - فرزند -
زن - اسپ - فیل - گاؤ میش - مادہ گاؤ - اراضی - عمارت نہایت ہی کثیف اور
ظاہر ہیں - پس لطیف و باطن شے کی کثیف اور ظاہر اشیاء سے موافقت ہو کر سیری
ہونی نہایت ہی محال ہے اگر مرض کے موافق علاج ہو تو مرض جلدی رفع ہو جاتی ہے
اور اگر بر خلاف ہو تو روز بروز ترقی پاکر اس قدر غلبہ کر لیتی ہے کہ پھر زندگی محال ہو جاتی
ہے - اس طرح بوجہ نہونے موافق علاج اور پرہیز کے مرض خواہش نے ترقی پاکر اس قدر
غلبہ پایا ہے کہ جیو کو تنہائی خانہ جسم میں گرفتار کرکے نظر محدود سے ایسا نابینا
کیا ہے کہ شب و روز براوز یابی مال و متاع مختلف اقسام کے دھندوں میں مصروف
ہو کر چکی پیسا رہتا ہے - جب تک اسکا علاج اُس کے ہمجنس ادویہ سے نہو اور پورا پورا
پرہیز نہ رکھا جاوے - تب تک یہ تپ دق رفع نہیں ہوتا - سو اس کا علاج سنتوکھ یعنے
قناعت ہے اور حصول اسباب ظاہری کے لئے تدارک نہ کرنا پرہیز ہے جب اس
صورت سے کوئی عرصہ معالجہ ہوتا رہا - تو اُس وقت یہ عارضہ رفع ہو کر صحت روحانی
حاصل ہو گی - اور پھر بیخواہش ہو کر برہم روپ ہو گا - پس واجب ہے - کہ اس خواہش کو جو
باعث گرفتاری و ندامت ہے - دولت قناعت و صبر سے سیر کرکے درجہ آزادی و استغنا
حاصل کریں اور تعلق جسمانی کو جو بنیاد خواہش اور باعث مجبوری پرماتما سے ویراگ

اور وچار سے دُور کر کے اپنے سروپ کو پہچانے اور پھر سوچے کہ جیو اور برہم میں کیا
فرق ہے امید ہے کہ اُس وقت کچھ فرق معلوم نہ ہوگا بلکہ دونوں ایک روپ یقین ہونگے۔
سریر کے تعلق سے جیو اور بے تعلقی سے صورت کُل میں برہم ہے جسطرح ایک ہی پانی تنگی
کناروں سے نہر اور فراخی کناروں سے بحر کہلاتا ہے ورنہ پانی میں دونوں نام یعنے نہر و بحر
مفروض صرف علت تنگی و وسعت کے باعث سے قایم کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ایک چیتن
میں جزویت جسم سے جیو اور کلیت جہان سے برہم مفروض ہیں ورنہ وہ ذات فرق جزویت
و کلیت سے فارغ یکسان قایم وجود ہے۔ اور یہ وہم یا کلپنا بھی اسی سریر کے
تعلق سے جیو کو اپنے ہمجنسوں کے دیکھنے سے ہوئی ہے۔ برہم میں یہ کلپنا بھی
نہیں۔ کیونکہ برہم ایک ہے اپنے برابر نہ دیکھکر تمام واہمات سے پاک خود در خود قائم ہے۔ اور
تعلق جزویت ایسی ناقص چیز ہے۔ کہ بے عیب میں عیب بے علت میں علت رستگار
میں گرفتاری باطل میں راست ناپائدار میں پائداری ناپاک میں پاکی ناموجود میں
موجودگی دکھاتی ہے۔ خیالی اشیاء کی حصول کے لئے خواہش کی اس قدر پشت پناہ
ہوتی ہے۔ کہ تادم مرگ اُس کی سیری بعید از امکان ہو جاتی ہے۔ جیو کو ایسا
تنگ ظرف۔ سُبک خسیس۔ طامع اور گرسنہ بنا دیتی ہے۔ کہ اپنی شان وشوکت
کو بھول کر اپنے ہمجنسوں سے اپنے مدعا کی تکمیل بصد عجز و انکسار چاہتا ہے۔ تھوڑے سے فایدہ کے

لئے دربدر بھٹکتا ہے سالہا شب و روز محنت کر کے علم دنیا وی حاصل کرتا ہے - قانونی امتحان کے پاس کرنے میں اپنی نقدی حیات ضایع کرتا ہے - حکام کی حد سے زیادہ خایہ مالی کرتا ہے صد ہا طرح کی خوشامد کر کے اُن کو خوش کیا چاہتا ہے - اُن کی خوشنودی کے لئے اپنی بے آرامی منظور کرتا ہے - عزّت اور توقیر کو برسر طاق رکھکر جو کچھ پیش آوے بے تامّل کرتا ہے - صرف اس خیال سے کہ کچھ فائدہ از قسم ترقّی عہدہ یا ایزادی تنخواہ حاصل ہو مگر افسوس کہ مایوس ہو کر دست پشیمانی ملتا ہے - اور ندامت سے سر بزانو ہو کر اپنی پرار بدہ کا شاکی یا دیگر شخص سے نارضامند ہوتا ہے - اس کے سوائے کچھ بھی ہاتھ نہیں لگتا - باوجود اس تھتک کے پھر بھی اس نجاست خانہ دنیا سے مُنہ نہیں موڑتا - اس لئے اس کو جیو کا درجہ ملا ہے - اگر اس تعلق جسمانی کو چشمہ تکلیف بے سود - معدن ندامت و پشیمانی وسیلہ مہجوری و دوری - باعث گرفتاری و خواری - علّت ناپاکی و جیو پنا سمجھ کر اس سے اپنی ذات کو بذریعہ وچار الگ یقین کرے - اُس وقت برہم روپ ہے - پس ثابت ہوا - کہ دیہ ابھمان یعنے فخر جسمانی سے جس کا تخم اگیان ہے - جیو کہلاتا ہے اور تمام عیوب سے فارغ محیط کل برہم ہے - اس لئے برہم روپ ہونے کے واسطے دیہ ابھمان کو دور کرنا نہایت ہی انسب ہے ✻

گُل نشیں

سوال ۔ مُکت کیا ہے اور کِس جتن سے پراپت ہوتی ہے ۔

جواب ۔ سرب دُکھ کی نورتی اور پرمانند کی پراپتی مُکت کہلاتی ہے ۔ گیان سے پراپت ہوتی ہے ۔ کیُونکہ سب دُکھوں کا مول اگیان ہے ۔ اگیان سے تمام دُکھ پیدا ہوتے ہیں سو اگیان کا دشمن گیان ہے ۔ گیان کے ہونے سے اگیان دُور ہو جاتا ہے ۔ اگیان کے دُور ہونے سے سب دوکھ دُور ہو جاتے ہیں ۔ پس گیان سے سرب دُکھوں کی نورتی روپ اوّل حِصّہ مُکت کا حاصل ہوا اور پرمانند روپ آتما ہے سو آتما سب کا اپنا آپ ہے اگیان سے آتما کا پرم آنند روپ پرت منبت نہیں ہوتا جب گیان ہوتا ہے اُس وقت آتما اپنا آپ پرمانند روپ یقین ہوتا ہے ۔ پس گیان سے ہی پرم آنند کی پراپتی روپ دوسرا حِصّہ مُکت کا حاصل ہوا ۔ اِس صورت سے دونوں حصّہ مُکت کے صرف گیان سے حاصل ہوئے ۔ اِس لئے گیان کو حاصل کرنا حصول مُکت کے لئے ضروریات سے ہے ۔ سو گیان اِس طرح حاصل ہوتا ہے ۔ اوّل چاہیئے کہ انتھکرن کی سُدھتا یعنے صفائی کے واسطے نسکام کرم اور اوپاسنا کرے ۔ نسکام کرم یعنے اعمال بلا خواہش نتیجہ سے مُراد مفصلہ ذیل عادات کی ہے ۔ دیا یعنے رحم و چشم پوشی ۔ دھرم یعنے حسب شاستر

پرمیشر کو سمجھنا۔ سنتوکھ یعنے قناعت و صبر و شکر۔ برہم چرج یعنے منکوحہ عورت کے سوائے
غیر عورت کی بابت نہ سُننا نہ یاد کرنا۔ نہ تعریف کرنا نہ سوچنا۔ نہ تنہا ہو کر بات کرنا۔
نہ مُصمم ارادہ کرنا نہ تدارک کرنا اور نہ اُس سے جمع ہونا۔ ست وچن یعنے راست گوئی۔
آستی یعنے تسلیم۔ سدہ من یعنے نیک نیتی۔ آرپو یعنے گفتار رفتار کاربار بے عیب و حسب
قواعد شاستر رکھنا۔ اشنان یعنے جسم کو غلاظت سے اور دل کو اخلاق ذمیمہ سے پاک رکھنا
دان یعنے خیرات کرنی۔ اور اوپاسنا نام اونکار کے دہیان کا ہے جب ان پہر و شغال
سے دل کی صفائی ہوئی۔ تب وویک ویراگ سم دم کا سادہن کرے۔ مُمکشتا یعنے
ارادتمندی اور سماد ہنتا یعنے ہوشیاری و بیداری سے ست سنگ کرے۔ ست سنگ
میں جو سخنان درباب ناپائداری جہان و پائداری برہم و یکتائی جیو و برہم سُنے
اُن کو منن کرے یعنے اُن پر اپنا یقین واثق لاوے۔ اور پہر اُن کا بار بار سمرن کرکے
ندہیاسن کرے۔ گوشہ میں بیٹھ کر تمام اطراف سے برتی کو روک کر سخنان شنیدہ کو
عین الیقین
وچار کرے۔ بعد وچار کرنے کے جو نتیجہ حاصل ہو۔ اُس میں اپنے برت کو محو کرے۔
غرضیکہ بذریعہ ندہیاسن اُسکو دیکھے۔ جب ندہیاسن ورڑ یعنے پختہ ہو۔ اُس وقت
ساکھیات یعنے مشاہدہ ہوگا۔ مُراد یہ ہے کہ یقین کامل ہوگا کہ میں ست چت آنند برہم
ہوں اور جگت مجھ میں مثل امواج دحباب ہے اُس وقت گیان کا خاتمہ ہو کر مکت حاصل

پس سالک کو چاہئیے کہ حسب طریق مذکورہ بالا کاربند ہو۔ اِن تمام اشغال کا بنیاد ست سنگ ہے۔ چاہئے کہ دائماً ست سنگ کرے۔ جس سے خود بخود دیگر سادھن حاصل ہو کر گیان ہوگا۔ اور اس کا ثمرہ مُکت حاصل ہوگی ⁂

گُل تیتیس

سوال۔ پراربدھ کے انسار سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔ یا پُرکھارتھ کرنے سے سوائے پراربدھ کے زیادہ حاصل ہوتا ہے ⁂

جواب۔ پراربدھ کے سوائے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن وہ پراربدھ بغیر پرکھارتھ کے حاصل نہیں ہوتی پراربدھ منزل ہے پُرکھارتھ سفر ہے جس طرح سفر کرکے منزل پر رسائی ہوتی ہے۔ اُس طرح پُرکھارتھ کرنے سے پراربدھ حاصل ہوتی ہے۔ پراربدھ اور پُرکھارتھ میں کچھ فرق نہیں پراربدھ گذشتہ جنموں کے کرموں کا نام ہے اور پُرکھارتھ موجودہ جنم کے کرموں کا نام ہے۔ پس پراربدھ اور پُرکھارتھ میں صرف گذشتہ اور حال کی وجہ سے فرق ہوا ورنہ دونو کرم کے نام ہیں۔ پراربدھ اِس واسطے زور آور کہی گئی ہے۔ کہ موجودہ جسم کی ترکیب جن کرموں سے ہوئی ہے اور جنکا نتیجہ بھوگنے کے لئے یہہ صورت ظاہر ہوئی ہے اُنہیں کرموں کے پھل کو اِس نے بھوگنا ہے۔ اُس سے کم وبیش نہیں۔ گویا یہہ جسم صرف کرموں کے بھوگنے کا مکان ہے

اور اُن کرموں کا اثر صرف سر یہ پر جو پہنے سر پر کے کئے ہوئے ہیں اور سر پر اپنا اثر ظاہر کرتے ہیں۔ جیو کہ صرف تعلق کے باعث سے راحت ورنج دینے والے ہوتے ہیں۔ اگر جیو اپنا پُرکھارتھ کرکے اپنا تعلّق جسمانی توڑے تو توڑ سکتا ہے ۞

گُل چونتیس

سوال۔ جب سارے کام مُتعلّقہ جسم آتما کی طاقت سے ہوتے ہیں اور نیز اُس کی طاقت سے دم سانس جاری ہیں۔ وہ آتما کبھی جُدا نہیں ہوتا اُس کی طاقت بھی ہمیشہ قایم رہتی ہے تو یہ کیا سبب ہے کہ جسم فنا ہوجاتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آتما کی طاقت ہوجاتی ہے یا آتما ہی نہیں رہتا۔ ۞

جواب۔ آتما کی طاقت کسی شے کی پیدائش اور فنا سے تعلّق نہیں رکھتی۔ وہ ہمیشہ یکساں حالت میں قائم ہے۔ پیدائش کے وقت پیدائش کی مُمد اور فنا کے وقت فنا کی مُمد ہوتی ہے۔ کسی شے کے جو عناصر خمسہ سے موجود ہے وجود اور عدم سے آتما یا آتما کی طاقت میں اظہار یا معدومی نہیں آتی۔ جیسے حباب جو پانی کی سطح پر پانی کی طاقت سے صورت مختلف میں بنام حباب نمودار ہوتا ہے یا پانی کی طاقت سے پھوٹکر صورت حباب سے معدومی اختیار کرکے پانی ہوگیا ہے اِن دونوں حالتوں میں پانی یا پانی کی طاقت کے سوائے اور کوئی شے

باعث وجود اور عدم نہیں ہے اگر ایک حباب کے فنا ہونے سے ہم تصور کریں کہ پانی کی طاقت زائل ہوگئی ہے تو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہزارہا امواج و حباب لحظہ بلحظہ پیدا ہوتے اور فنا ہوتے ہیں پانی میں نہ کمی ہے نہ بیشی۔ وہ یکساں اپنی حالت میں قائم ہے اسی طرح بدن مثل حباب ذات آتما میں آتما کی طاقت سے نمودار ہو کر صورت مختلف میں بنام بدن ظاہر ہے یا آتما کی طاقت سے اپنی کارروائی سے ساکن ہو کر صورت عدومی میں فنا ہو جاتا ہے۔ ان دونو حالتوں میں آتما یا آتما کی طاقت کے سوائے اور کوئی شے باعث وجود اور عدم اس بدن کے نہیں ہوتی۔ لیکن آتما میں ان مختلف حالات کے ورود سے وجود اور عدم نہیں کہا جا سکتا۔ اگر کہیں تو عدم شناخت آتما ثابت ہوتی ہے۔ جسم کی پانچ حالتیں ہوتی ہیں۔ اول۔ بصورت نطفہ حمل میں آنا دوم۔ لڑکپن۔ سوم۔ جوانی۔ چہارم۔ پیری۔ پنجم۔ مرگ۔ سو پانچوں حالتیں آتما کی طاقت سے آتی جاتی ہیں۔ آتما کو کسی حالت سے الفت یا نفرت نہیں۔ جسم رہے یا نہ رہے۔ آتما یکساں عین ہستی علم سرور ہے۔ آتما کو جسم کی پیدائش اور فنا سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ جسم پیدا ہوا ہے۔ ضرور مریگا اور آتما نہ پیدا ہوا ہے۔ نہ مریگا۔ بطرح سمندر میں حباب اٹھتے اور بیٹھتے ہیں۔ اسی طرح آتما روپ سمندر میں سریر روپ حباب اٹھتے اور بیٹھتے ہیں۔ اور ساری کارروائی اس کے آسرے کرتے ہیں اور اسکی طاقت

مرکر فنا ہوجاتے ہیں ایسے آتما کی شناخت ظرف لذت و ذوق رکھتی ہے کہ جو کسی حالت
میں گرفتار نہیں اور سب حالات میں شامل ہے اور اگر بغور دیکھیں تو جسم بھی فنا نہیں
ہوتا جسم پانچ تت یعنے عناصر خمسہ سے مرکب ہے اور وہی عناصر اس میں کارروائی کرتے
ہوئے معلوم ہوتے ہیں کارروائی کو زندگی اور عدم کارروائی کو موت سمجھکر نادان یہہ
گو وہم ہوا ہے کہ جسم مرجاتا ہے۔ مرتا نہیں بلکہ تبدیل صورت اختیار کرتا ہے۔ سو اُس
تبدیل صورت میں اُس کی ترکیب سے کوئی شے کم یا زیادہ نہیں ہوتی صرف ظاہری
حالت متبدل معلوم ہوتی ہے جس کو ظاہر بین سمجھکر کچھ اور کا اور خیال کرتا ہے۔ سو اُس کا
اپنا وہم ہے ورنہ وہ شے بدستور قائم ہے۔ اگر اُس کو وزن کیا جاوے تو کچھ کمی نہیں۔
ہوئی۔ پس ہم کیوں کہتے ہیں کہ وہ شے فنا ہوئی۔ درخت کو یا دیگر اشیاء ساکن کو
ہم مردہ یا فنا شدہ کیوں نہیں کہتے یا سمجھتے۔ اور بدن کو مردہ سمجھکر کیوں وہم پیدا
کرلیتے ہیں کہ اُس میں سے آتما کی طاقت زائل ہوگئی ہے۔ یہہ سراسر باطل خیال ہے۔ اگر
جسم پیدائش سے فارغ ہوتا تو اُسپر فنا کا داغ بھی نہ لگتا۔ چونکہ یہہ پیدا شدہ ہے۔ اِس
لئے فنا ہوتا ہے اور آتما اِس کے پیدا ہونے سے اول موجود تھا اور اُس کے فنا کے بعد
باقی قائم رہتا ہے جیسے وجود جامہ سے اول ہوتا ہے اور صدہا جامے اُس کی موجودگی
میں پھٹ جاتے ہیں۔ لیکن وہ باقی رہتا ہے۔ اسی طرح جسم کے پیدا ہونے اور

ناش ہونے سے آتما کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ آتما بے صورت صرف ہستی و علم و سرور
ہو کر کل اشیاء میں محیط ہے۔ زندوں میں بھی اور مُردوں میں۔ پس ثابت ہوا کہ آتما کی طاقت
ہمیشہ قائم بجود رہتی ہے۔ اور جسم پیدا ہوتا اور مرتا ہے اور اسی طرح رہے گا۔
اس سبب سے کچھ خلل ذات آتما میں نہیں آتا۔ اور اگر یہ کہو کہ بوقت مرگ ہوا تما جسم
سے نکل جاتا ہے سو اس میں مختلف اقوال ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ آتما براد
حصول نتائج افعال نیک و بد تناسخ اختیار کرتا ہے۔ یعنے ایک قالب کو چھوڑ کر دوسرے
قالب میں داخل ہو کر رنج و راحت حسب کردہ بھوگتا ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ بعد مرنیکے
روح ایک جگہ جمع رہتے ہیں۔ قیامت پر کل ارواح اپنے اپنے اجسام کو شناخت کر کے
اُس میں داخل ہونگے۔ اور بحضور باریتعالے اپنے افعال کے حساب و بگر نتیجہ دوزخ و
بہشت حاصل کرینگے۔ بعضے کہتے ہیں کہ بعد مرنے کے کچھ نہیں سب کچھ جیتے جی ہے۔
اسی جگہ افعال کا ارتکاب اور اسی جگہ حصول نتائج۔ بعد اسکے سراسر بہتان ہے بعضے
کہتے ہیں کہ روح کوئی شے نہیں جسم میں جو حرارت غریزی ہے وہی روح ہے پس
اُن کے یقین میں بھی کہیں آنا اور جانا نہیں ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ لطیف عطر عناصر کا
روح کہلاتا ہے سو ہمیشہ وہ عناصر میں رہتا ہے۔ نہ کہیں سے آتا ہے اور نہ کہیں جاتا
ہے اور بعضے روح کو بالکل نہیں مانتے۔ سو اب کس کی رائے کو درست اور کس کی رائے کو

غلط قرار دیکر کلمۂ آفرین - یا نفرین اُس کی نسبت کہیں - اس لئے اِن تمام اقوال کو صرف اختراع سمجھکر عارفان حق گو حق جو حق دان حق بین نے یہ مُصمّم کیا ہے کہ روح یعنے آتما وہ ذات ہے کہ جس کی دریافت بجز نادریافتگی کے آج تک کسی کو نہیں ہوئی - اس لئے اسکو تمام عیوب مثلاً آمد وشد وگناہ وصواب سے مُبرّا سمجھکر ذات حق میں محو کیا ہے اور یک ذات یقین کیا ہے - جس قدر تکلیف اور تعذیبات اِس روح میں نمایاں ہوتے ہیں سو باعث صُحبت بدن کے ہیں - ورنہ روح یا آتما ذات پاک عین علم ہے - عارف اور جاہل میں صرف اتناہی فرق ہے کہ عارف باوجود تعلق جسمانی آفات جسمانی - مثلاً بیماری وصحت حیات وممات - گُرسنگی وتشنگی - سرما وگرما کو بذریعہ دانش حقیقی اپنی ذات میں نہ دیکھکر موجودگی اختلاف حالات میں یکسان رہتا ہے - اور جاہل نہ جانکر یقین کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں - صحیح ہوں - پیدا ہوا ہوں - مرتا ہوں علے ہذالقیاس اِس واسطے ہمیشہ آفات جسمانی میں گرفتار رہکر عذاب میں رہتا ہے - اور پھر اِس قسم کا یقین بھی اُس کے دل میں بباعث عدم شناخت اصلیت خود مُصمّم ہے کہ میرا حساب لیا جاویگا سو اپنے یقین میں ویساہی دیکھتا ہے - کیونکہ سلسلہ جہان کی بنیاد بھی صرف خیال اور یقین پر رکھی گئی ہے - پس ثابت ہوا کہ کل مسائل میں سے رائے عارفان برحق وذریعہ نجات ہے - اس لئے مناسب ہے کہ تمام اشتباہ جو

درباب معدومی و انتقال آتما دلنشین ہوں اُن کو بذریعہ فہمید تقریر مذکورہ بالا احاطۂ یقین سے نکالکر یقین کرنا چاہئے کہ آتما شدھ یعنے پاک بے عیب وجود و عدم سے مُبرّا۔ آمدن و شُدن سے فارغ۔ بے صورت و بے نشان عین ہستی علم سرور قایم بخود ہے اور جسم فناپذیر بلکہ ویسا فانی ہے۔ اِس کی کسی حالت سے آتما میں تغیر و تبدّل راہ نہیں پاسکتے ٭

گل پینتیس ۳۵

سوال۔ ہم پیدا شُدہ خدا کے ہیں اور اس غرض سے پیدا کئے گئے ہیں کہ ہم اُسکو پہچانیں۔ چاہئے تھا کہ وہ منشاء پورا ہوتا۔ مگر برخلاف اُس کے جس نے اِس ارادہ سے ہمیں پیدا کیا بذریعہ ورچیزوں کے جو اُسی سے ہیں ہمیں کیوں مانع ہوتا ہے ٭

جواب۔ ضرور ہم لوگ پیدا شُدہ خدا کے ہیں اور ہمارا فرض عظیم بھی ہے کہ خدا کو پہچانیں۔ لیکن ہمارے اِس کام سے خدا کو کچھ غرض نہیں کیونکہ اُس کی ہستی قایم بالذّات ہے۔ ہماری شناخت سے اُس میں ہستی اور عدم شناخت سے اُس میں کمی نہیں آتی جسطرح ذرہ کی شناخت سے چشمہ آفتاب میں کسی طرح کی زیادتی نہیں ہوتی اور اُس کے نہ پہچاننے سے کچھ کمی نہیں آتی۔ البتہ ذرہ کو شناخت آفتاب ذرگی سے خلاص کرکے داخل خورشید بلکہ عین خورشید بناتی ہے۔ یا جس طرح امواج و حباب کی شناخت اور عدم

شناخت میں سمندر یکساں فارغ از بیشی و کمی ہے۔ لیکن حباب یا موج سمندر کی شناخت سے درمیانی تکالیف و تعینات مثلاً آمدن و شدن۔ ظاہر شدن و فرو شدن سے خلاص ہو کر آپ کو عین سمندر یقین کرتے ہیں اسی طرح ہم تمام لوگوں کی شناخت سے اور عدم شناخت سے ذات باریتعالے میں ہرگز بیشی و کمی دخل نہیں پا سکتی اگر ہم سب لوگ یکدفعہ عارف ہو کر اُس کی معرفت میں مستغرق ہوں تو اُس ذات کو اُس کے درجہ سے کچھ زیادہ نہیں کر سکتے بلکہ جو کچھ ہے اسی طرح شناخت کریں گے اور وہ بھی مشکل ہے کہ درجہ معرفت پورا حاصل ہو جس طرح پیغمبرؐ نے فرمایا ہے نہیں پہچانا ہم نے جو پہچاننے کا حق ہے۔ اور اگر ہم تمام لوگ دریائے جہالت میں غرق ہو کر اُس کی ہستی سے منکر ہو جاویں تو بھی اُس کی ذات میں ہرگز کمی راہ نہیں پا سکتی۔ اگر ہم اپنی معرفت یا عبادت کو اُس ذات بیچوں و چرا میں نسبت دیں تو کچھ بھی نہیں۔ پس ہماری معرفت اور عبادت ہمارے اپنے لئے مفید مطلب ہے کیونکہ بذریعہ معرفت ہستی موہومہ سے خلاص ہو کر ہستی حقیقی میں محو ہوں گے اور حین حیات میں تکالیف و تشاویش سے برتر ہو کر سرور ابدی حاصل کریں گے اور خداوند تعالےٰ نے ہم کو منجملہ اشیا دلفریب مختلف عادات و حالات۔ انواع تبدیلات بلاہائے ارضی و سماوی عوارض۔ شہوت۔ غصہ۔ طمع۔ اُلفت۔ تکبر۔ حسد۔ نعماے۔ صبر۔ شکر۔ معرفت

قناعت تسلیم اس غرض سے پیدا کیا ہے۔ کہ ہمارا امتحان ہو کر آزمائش ہو کہ اس
بازار پر بازِ بوقلموں اسباب خیر وشر میں سے کس چیز کی طرف راغب ہو کر طاقت روحانی
اور عمر جسمانی کو صرف کر کے سارٹیفکٹ حاصل کرتے ہیں۔ اگر ایک ہی قسم کی عادات
اور اطوار کل نوع انسان کے ہوتے تو تمیز عارف وجاہل نہ رہتی۔ پھر وہ مدعا جو ظہور
کثرت سے تھا تکمیل نہ پاتا۔ اس لئے وہ قسم کے عادات واوصاف واطوار اس
ہنگامۂ کثرت میں نمودار ہیں جس سے شرافت اور رذالت نوع انسان کے منقوش ہو کر
درجۂ مقبولی و مردودی کا ثمرہ ملتا ہے۔ سو اس حکمت سے ہم خدا کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ
وہ ہم کو اپنی شناخت سے مانع ہوتا ہے بلکہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی شناخت کیلئے ترغیب
وتحریص کرتا ہے اور ہماری صفائی وشوق کا امتحان کرتا ہے اور اگر اوصاف ملکی
ہوتے اور موانعات کو بالکل دخل نہ ہوتا تو معرفت سبحانی اور شناخت ربانی کی قدر ومنزلت
بھی نہ ہوتی۔ اور اس کی لذت کا بھی اس قدر نشان نہ ہوتا۔ اب جو ہم لوگ کمربستہ
ہو کر حصولِ معرفت کے لئے دل وجان سے کوشش کر رہے ہیں سو اس کی وجہ یہ ہے
کہ معرفت کو جہالت سے افضل سمجھتے ہیں اور لذاتِ دنیاوی سے جو دائماً تبدیل پذیر
ہیں لذتِ معرفت کو جو دائماً برقرار ہے معظم خیال کرتے ہیں۔ اگر موجودگی ضدیں
اور موانعات نہ ہوتے تو اس قدر عظمت اور شرافت جو اہل عرفان وعبادت کی حین حیات

اور بعد ممات ہو رہی ہے نہ ہوتی اور اس سے جو رغبت فزونی اشتیاق مخلوق و بندہ کی
ہو رہی ہے وہ بھی نہ ہوتی پس ان موالفات کا ہونا حکمت ازلی ہے۔ کیونکہ سوائے
مخالفت کے دوسری چیز کی طرف جو اس کی ضد ہے محبت پیدا نہیں ہو سکتی۔ جیسے
تلخی کے سوائے شیرینی کا قدر کوئی پہچان سکتا۔ اگر صرف شیرینی ہو تو اس کی تعریف
کا باعث کوئی نہیں۔ جب تلخی کو کھایا جاوے تو اس وقت شیرینی کا قدر معلوم ہوتا
ہے اور اس سے الفت ہوتی ہے۔ اسی طرح جہالت اور معرفت میں سمجھا یہ
صرف ہمارے فائدہ کے لئے ذات باریتعالےٰ نے حکمت قائم کی ہے۔ ورنہ اس کے
مانع ہونے سے کیا غرض تھی اور ہمارے ارادہ معرفت کا ممد ہونے میں کیا مدعا۔ اور
ذات ناپیداکنار قایم بخود معارف۔ معرفت۔ معروف۔ جاہل۔ جہل۔ مجہول سے
مبرا ہے۔ پس ہم کو مناسب ہے کہ موانعات سے پرہیز کر کے حصول معرفت کیلئے بدل و جان
کوشش کر کے تقاضائے بشریت و قید جزویت سے رستگاری حاصل کریں ؎

گل چھتیس

سوال۔ خودشناسی کس تدبیر سے ہو ؟

جواب۔ اول چاہئے کہ الفت فرزندوں و مادر و پدر و دوست و دولت سے

دل کو پاک کر کے لذات محسوسات سے اپنی خواہش کو باز رکھے۔ صحبت عیاش۔ قمار باز۔ زانی۔ جاہل۔ ژاژگو سے پرہیز کر کے دنیا کو نیست و نابود سمجھکر اُس کے اسباب کی حصول کے لئے عمر کو ضائع نہ کرے۔ علم دنیاوی بقدر ضرورت کہ جس کے وسیلہ معاش ہو سکے پڑھے اور علم حقیقت کو جس قدر تحصیل کر سکے کرے۔ صحبت عارفان دل و جان سے کرے اور اُن کے سخنان پر راست یقین کرے۔ پوشاک و غذا سادہ رکھے کسی پر عزت و تکبر گفتگو نہ کرے۔ سب سے بہ تواضع خوشخلقی۔ خاکساری۔ حلم سے برتے۔ اپنے گھر کو مہمانسرائے اور فرزندوں وغیرہ کو مسافران تصور کرے۔ جسم سے اُلفت کو توڑ کر جان سے اُلفت پیدا کرے کسی کی شکائت اور تعریف نہ کرے۔ اور نہ سُنے۔ سب کو گوبند روپ جانے من کو خیالات دہی سے صاف رکھے۔ عزت بیعزتی۔ سرما گرما۔ گرسنگی تشنگی کو بحوصلہ برداشت کرے۔ ست گورو کو اپنا مونس اور دلخواہ سمجھے۔ اِس طرح اپنے باطن کو صاف اور اپنے اخلاق کو آراستہ کر کے مفصلہ ذیل بحث کو جو بابت شاگرد و استاد کے مرتب کی گئی ہے بغور پڑھے اور یقین کرے ٭

بحث درمیان شاگرد و استاد درباب خودشناشی

شاگرد۔ میں کون ہوں ؟

اُستاد۔ تو ست چت آنند روپ برہم ہے ٭

شاگرد - برہم اکرتا اور دُکھ سُکھ سے فارغ ہے اور میں نیک و بد کرموں کے کرنیوالا اور اُس کا نتیجہ سُکھ دُکھ بھوگنے والا ہوں اِس لئے میں برہم نہیں ہوں ۔

اُستاد - جسم کے تعلق سے تو آپ کو مختلف افعال کا فاعل اور سُکھ دُکھ بھوگنے والا مانتا ہے ورنہ تو شُدہ چیتن ہے ۔

شاگرد - کیا میں جسم سے جُدا ہوں میں تو جانتا ہوں کہ میں جسم ہوں میرا نام ہے فلانے کا بیٹا ہوں - میری ذات میرا ورن میرا آسرم ہے آپ کس طرح کہتے ہو کہ تو جسم نہیں ہو

اُستاد - اگیان سے تو آپ کو سریر مانتا ہے ورنہ تو سریر نہیں ہو

شاگرد - کس طرح میں سریر نہیں - میں ظاہر جانتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ میں سریر ہوں سریر کو چھوڑ کر اور کیا مانوں ۔

اُستاد - جسم تین قسم کا ہے ایک جسم کثیف - "اُستھول سریر" - دوسرا جسم لطیف "سوکھشم سریر" - سوم جسم غفلت - "کارن سریر" - اِن تینوں میں سے تو کون سریر ہے

شاگرد - میں جسم کثیف ہوں یعنے استھول سریر ہوں ۔

اُستاد - جسم کثیف عناصر خمسہ کے پچیس اجزاء سے مرکب ہے یعنے ایک ایک عنصر کے پانچ پانچ جزو ملکر پچیس اجزاء سے اِس کی ترکیب ہوتی ہے - حسب تفصیل ذیل :-

اکاس - کے پانچ جزو - کام (شہوت) - کرودھ (غصہ) - لوبھ (طمع) - سوگ (غم) - بھے (خوف) ۔

ہوا ۔ کے پانچ جُزو ۔ چلنا ۔ ولنا ۔ دوڑنا ۔ پسرنا ۔ سنکوچنا ٭

آتش ۔ کے پانچ جزو ۔ بھُوکھ ۔ پیاس ۔ آلس ۔ نیند ۔ کرانت ٭

جل ۔ کے پانچ جزو ۔ ویرج (منی) ۔ خون ۔ کف ۔ پیشاب ۔ پسینہ ٭

زمین ۔ کے پانچ جُزو ۔ استخوان ۔ گوشت ۔ چرم ۔ ناڑی ۔ بال ٭

تم جو آپ کو سریر قرار دیتے ہو سو سریر مذکورہ بالا اشیاء کا نام ہے اِن کے سوائے اور کوئی چیز نہیں ۔ اِس لئے میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ تم اِن پچیس اشیا میں سے کون سی شے ہو ٭

شاگرد ۔ میں اِن پچیس چیزوں سے کوئی چیز نہیں ہوں کیونکہ میں اِن سب کو جانتا ہوں اِس لئے میں اِن سے جُدا سوکھم سریر ہوں ٭

اُستاد ۔ تو سوکھم سریر بھی نہیں ٭

شاگرد ۔ کس طرح ٭

اُستاد ۔ سوکھم سریر مُفصّلہ ذیل سترہ اشیاء سے مرکب ہے ۔ دو انتھکرن ۔ مَن ۔ بُدھ ۔

پانچ گیان اندری ۔ شوتر (گوش) ۔ تچا (پوست) ۔ نیتر (چشم) ۔ جیبھا (زبان) ۔ ناسکا (ناک یا بینی) ٭

پانچ کرم اندری ۔ پان (دست) ۔ پاد (پاؤں) ۔ واک (گویائی) ۔ لنگ (آلہ تناسل) ۔ گودا (مقعد) ٭

پانچ پران ۔ پران ۔ اپان ۔ دیان ۔ اودان ۔ سمان ٭

اِن سترہ چیزوں کے مجموعہ کا نام سوکھم سریر ہے اگر تم سوکھم سریر ہو تو مذکورہ بالا سترہ

چیزوں میں سے کونسی چیز ہو کان ہو پوست ہو چشم ہو یا بینی ہو یا ہاتھ پاؤں وغیرہ کرم اندریاں ہو یا پران ہو یا بدھ ہو ۔ کیونکہ سوائے اِن کے سوکھم سریر خود کچھہ چیز نہیں ہے ۔

شاگرد ۔ اِن چیزوں کو تو میں جانتا ہوں میں کس طرح کہوں کہ میں کان ہوں یا چشم یا زبان وغیرہ ہوں ۔ اِن سے الگ کارن سریر ہوں ۔

اُستاد ۔ تو کارن سریر بھی نہیں ہے ۔

شاگرد ۔ کس طرح ۔

اُستاد ۔ کارن سریر اگیان کو کہتے ہیں اور وہ سکھوپت اوستھا میں ہوتا ہے سو جاگرت اوستھا میں اُٹھ کر تو کہتا ہے کہ میں ایسا سویا کہ مجھکو کچھہ خبر نہ رہی ۔ پس ثابت ہوا کہ بیداری میں وہ سریر نہ رہا اور تو موجود ہے ۔ اس لئے تو کارن سریر نہیں ۔

شاگرد ۔ اگر میں جسم نہیں ہوں تو نام ۔ ذات ۔ ورن ۔ آسرم کس کے ہیں ۔

اُستاد ۔ نہ تو نام ہے اور نہ تیرا نام ہے یہ نام صرف جسم کثیف کا ہے کیونکہ پیدائش سے اوّل یہ نام نہیں تھا اور بعد پیدائش کے یہ نام فرض کرکے رکھا گیا ہے اِس غرض سے کہ مختلف اجسام میں سے کسی خاص جسم کی شناخت ہو ۔ پس ثابت ہوا کہ یہ نام استھول سریر یعنے جسم کثیف کا ہے اور جسم کثیف کے بھی کسی حصہ یعنے بازو میں یہ نام نمودار

نہیں ہے اُس کے مختلف اعضاء مختلف اصطلاحات سے موسوم ہیں یہ نام کسی جگہ ڈھونڈا بھی

نہیں ملتا۔ پس ثابت ہوا کہ یہ نام نہ تیرا ہے نہ اَستھول سریر کا۔ صرف شناخت کے لئے

فرض کیا گیا ہے۔ اِس واسطے باطل ہے اِسی طرح ورن اور آشرم بھی مفروض اور باطل

ہیں پس تو نہ نام ہے نہ ذات ہے نہ ورن ہے اور نہ آسرم ہے اور نہ یہ تیری ہیں ؀

شاگرد۔ جب یہ حال ہے کہ نہ میں سریر ہوں اور نہ میں ذات ورن آسرم ہوں

تو کچھ نہوا کیونکہ جو کچھ نظر آرہا ہے سو سریر ہے جب یہ ظاہر چیز سریر نہوا تو کچھ نہوا ؀

اُستاد۔ اگر تو کچھ نہوتا تو یہ نہ کہتا کہ میں کچھ نہیں تو کچھ نہیں کے بھی جاننے اور

روشن کرنے والا ہے اِس لئے تو کچھ نہیں سے جُدا ہے ؀

شاگرد۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کون ہوں آپ مہربانی کرکے فرمائیے کہ

میں کون ہوں اور میرا سروپ کیا ہے ؀

اُستاد۔ تمام چیزوں کے جاننے اور روشن کرنے والا تو آتما ہے اور تیرا سروپ

ست چت آنند ہے ؀

شاگرد۔ ست۔ چت۔ آنند کے کیا معنے ہیں ؀

اُستاد۔ جو تین زمانہ میں قایم رہے سو ست ہے جو آپ کو اور دوسروں کو بھی جانے

سو چیتن ہے۔ جس سے تمام دُکھ روپ پدارتھوں میں آنند یقین ہوتا ہے سو آنند ہے

شاگرد - میں ست چت آنند کس طرح ہوں ۔

اُستاد - جسم کی پیدائش سے اول تو تھا جسم کی موجودگی میں تھا ہے اور جسم کے فنا کے بعد تو باقی رہتا ہے اس لئے تو ست ہے آپ کو جانتا ہے اور آپ سے جدا انتھکرن اندریاں استھول سریر و دیگر بیرونی اشیاء کو بھی تو جانتا اور روشن کرتا ہے اور وے تجھکو نہیں جانتے اس لئے تو چیتن ہے ۔ دکھ روپ سریر میں تجھکو آنند پرتیت ہوتا ہے اور اس سریر میں کوئی شے آنند دینے والی نہیں اور تو پرم پریم کا وشئے یقین یعنے نہائیت ہی محبوب ہے تمام اشیاء یعنے انتھکرن اندریاں استھول سریر زن فرزند دولت وغیرہ کو تو اپنے آنند کے لئے عزیز رکھتا ہے پس تیرا آنند ان سب سے زیادہ ہوا اور تو آپ کو نہائیت عزیز ہوا اس لئے تو آنند روپ ہے اس صورت سے تو ست چت آنند روپ ہے ۔

شاگرد - ثابت ہوا کہ میں ست چت آنند روپ آتما ہوں لیکن برہم روپ میں کسطرح ہوں ۔

اُستاد - جس طرح تو ست چت آنند روپ ہے - اسی طرح برہم ست چت آنند روپ ہے - کیونکہ جگت کی پیدائش سے اوّل برہم تھا جگت کی موجودگی میں برہم ہے پرلے کے بعد بھی برہم باقی رہتا ہے اس لئے برہم ست ہے - اور تمام پنچ بھوتک پدارتھوں کو یعنے کل موجودات کو پرکاشتا ہے اور آپ گیان سروپ ہے اس لئے چیتن ہے - اور تمام اودک یعنی

مفروض و باطل اشیا جن کے ذریعہ آنند دیتے ہیں اِس لئے آنند روپ ہے۔ پس برہم ست چت
آنند روپ ہے۔ اوپر ثابت ہو چکا ہے تو ست چت آنند روپ ہے اور اب ثابت ہوتا ہے۔ کہ برہم
ست چت آنند روپ ہے۔ پس تیرا سبھاؤ اور برہم کا سبھاؤ ایک ہی ہوا چونکہ ایک سبھاؤ والی
چیزیں ایک روپ ہوتی ہیں اِس لئے ثابت ہوا کہ تو برہم روپ ہے اور جس طرح
برہم کل جگت میں محیط ہے یعنے ویاپک ہے اُسی طرح آتما یعنے تم کل بدن میں محیط ہو۔
کیونکہ تم ایک ہی وقت میں آنکھوں سے دیکھتے کانوں سے سُنتے منہ سے بولتے یا ذائقہ لیتے
بینی سے بو لیتے۔ ہاتھوں سے کام کرتے۔ پاؤں سے چلتے۔ من میں سنکلپ کرتے۔ بدھ سے
نسچا کرتے ہو اِس لئے تم کل میں شامل اور محیط ہو۔ پس تم برہم ہو کیونکہ برہم نام پورن
کا ہے چونکہ بدن میں جو تمہارا جہان ہے پورن ہو۔ اِس واسطے تم برہم اور برہم اور جیو
دو الفاظ ایک ذات چیتن میں اِس وجہ سے مفروض ہیں کہ جو ذات کل جہان میں ویاپک
ہو کر پرکاشتی ہے وہ برہم ہے اور جو ذات جزو جہان یعنے وجود میں ویاپک ہو کر پرکاشتی
ہے وہ جیو ہے ذات ایک ہے اُس میں تفریق و تقسیم نہیں ہے صرف علت
کی وجہ سے اُس میں دو اوصاف قایم ہوئے ورنہ ایک ذات قایم بخود ہے یعنے جو
ذات کل جہان میں ویاپک ہے وہی ذات وجود میں ویاپک ہے ذات میں دوئی
نہیں اِس لئے جیو برہم ہے اور برہم جیو ہے بلکہ جیو اور برہم دونوں مفروض ہیں اگرچہ

ذات فارغ از اسماء وصفات قائم بخود ہے - اور وہ ذات تم ہو ٭ **مثال** -

جس طرح ایک آکاس ہی دو الفاظ ہوتے ہیں ایک گھٹ آکاس دوسرا مہا آکاس

سو صرف گھٹ کی علت سے آکاس گھٹ کے نام سے موسوم ہوا ہے - ورنہ آکاس ہیں

اس نام کی سمائی نہیں اگر گھٹ کو توڑا جاوے تو پھر مہا آکاس اور گھٹ آکاس میں تمیز نہیں

رہتی بلکہ دونوں ایک روپ ہو جاتے ہیں اور آگے بھی ایک روپ تھے صرف علّت کی وجہ سے

درمیانی شبہ ہو گیا تھا - اسی طرح ذات مطلق میں برہم اور جیو دو الفاظ صرف علّت ہی ہیں سو

جب بذریعہ وچار یعنے دانش علّت کل یعنے جہان در علّت جزو یعنے وجود کو صرف نمود بے بود بلکہ

ہیچ سمجھا تو پھر برہم اور جیو میں تمیز نہیں رہتی - آگے بھی فرق نہیں تھا صرف اگیان سے

شبہ ہو گیا ہے کہ میں کچھ اور ہوں سو یہ بات غلط ہے - دوئی کو اس بات میں ہرگز دخل نہیں

پس تم یقین کرو تمہاری ذات میں کسی قسم کی کمی نہیں - تم شدہ برہم ہو ٭

شاگرد - ہے بھگوان آپ کی کرپا سے مجھکو یقین واثق ہوا ہے - کہ

میں ست چت آنند روپ ہوں - تمام علّتوں سے فارغ - گناہ صواب سے

پاک - گرفتاری و رستگاری سے خلاص - زادن و مُردن سے بے خوف

خود در خود قائم نہ کہیں سے آیا ہوں نہ کہیں جاؤنگا - سدا یکسان ایک حالت

میں قائم ہوں ٭

گُل سینتیس

اجل اکھنڈا نام اک اگم اپارا روپ
قائم بیقسمت بےنام عمیق بیکنار بے نشان

ویس کال پر چھید تے رہت اکال اویس
فرق لازمان لامکان

سرو نام ار روپ سب سرب کال ادیس
زمانہ مکان

تین ۳ گُناں میں ایکے مایا نام کہائے
صفات

آپے پرتھوی جل بہو تیج پون آکاس
خاک آب آتش باد خلا

پنچ تت ل انڈ میں نانا دیہہ بناسئے
عنصر بیضہ بدن

کہوں انڈج ۱ جیرج ۲ بہو سیتج ۳ اوت بھج ۴ آپ

کہوں دیوا دیوی بہو گُن گندھرپ پساچ

کہوں پامر ۵ ارتھی ۶ کہوں جگیاسی ۷ کہوں مکت ۸

کہوں جاگے سووے کہوں کوہلے کہوں ہوں
خاموش

نروکارا ونکت سم اہل ابھید الوپ
بےعیب منزہ یکساں پاک بلا فرق مرغوب

نروشیش انگت سدا اشش نہ وست وشیش
بےصفت یکساں دائم باقی شے خاص

سرو دیو آپے بہو شیش مہیش گنیش
فرشتہ

ایک انیکی ہوئیکے نانا بھانت دکھائے
مختلف اقسام

کہٹِن درو ت پرکاس ہٹی جتنیا اوکاس
کثافت روانی تاب حرکت خلا

بہانت بہانت کر کڑا کری او بہت کھیل رچائے
بازی عجیب

کہوں کرتا کارج بہو کہوں تہاپے کہوں تہاپ
فاعل مفعول

بہوت پریت راکہس پشو نر ناری ہوئے ناچ

کہوں گیانی مورکھ کہوں نہ جانی جگت اجگت

کہوں سروگ جالے بھی کہوں پوچھے تو کون

۱ بیضوی یعنی جو مخلوق راہ بیضہ سے ظاہر ہو۔ ۲ رحمی یعنی جو مخلوق راہ رحم سے موجود ہو ۳ جو مخلوق پسینہ یا غلاظت سے پیدا ہو ۴ جو مخلوق زمین سے پیدا ہوتی ہے ۵ پامر مراد اُس شخص سے ہے۔ جو صرف خورش نوشش پوشش یا اُن کی حصولی کیواسطے کوشش کرنا جانتا ہو سوائے اُسکے اور کچھ نہیں جانتا ۶ ارتھی وہ شخص ہے جو اپنی غرض کیواسطے نیک افعال کرتا ہے جس کے نتیجہ کا خواہ اس جہان میں خواہ آئندہ جہان میں طلبگار ہو ۷ جگیاسی وہ شخص ہے جس نے اس جہان اور بہشت کی لذات کو نجاست زاغ کے برابر جانکر دل سے ترک کیا ہو۔ اور برہم کے جاننے کا خواہشمند ہو ۸ مکت وہ شخص ہے جس نے آپکو تین جسم اور تین صفات سے فارغ عین ہستی علم و سرور یقین کیا ہے ۔

کہوں سوامی کہوں داس ہے کہوں جوگی کہوں بہوگ
(تارک — دنیادار)
ہیمراج آپ ہی بہیو اپنا کھیل رچائے
اگیانی جانی نہیں جگیا سے کو آس
جوگی دیہہ ابہمان ہے بہوگی گرہستا بہمان
ہیمراج اس جگت میں سو کہیا پہچان
جو جانی تاں آپ ہے نہ جانے تاں آپ
جو جانے سو مکت ہے نہ جانے سو بندہ
(گرفتار)

کہوں دیپک کہوں سکہہی کہوں بیدک کہوں روگ
(اوستاد — شاگرد — طبیب — مرض)
آپا میں آپا بہیو پہر آپن مانہ سمائے
(محو)
گیانی جانی آتماتت ورسی نرواس
(بیخواہش)
گیانی مکت ابہمان ہے ہت وت نرابہمان
(بلا فخر)
وادنہ کاہو سے کرے نہ کاہو کی کان
(تکرار — بےعزتی)
انجانے تے ہوت ہی یہہ کال سنتاپ
(درمیان — رنج)
بہائی بہاتہا بہرم کی جہیوں پہیلی وچ بہند
(دہم — جال)

گل اٹھتیس ۳۸

بینائی میں عجب کیفیت ہے۔ کہاں زمین اور کہاں سورج چاند ستارہ وغیرہ۔ کروڑہا کوس کا فاصلہ ان کے درمیان۔ آنکھ کی امداد سے ایک لحظہ میں اسی دم ان اشیاء کا ایک ہی وقت مشاہدہ ہوتا ہے یہ صرف بینائی کی توجہ اور کیفیت ہے سو جسم میں اور کوئی عضو نزدیک یا دور کی اشیاء کی کیفیت کو معلوم نہیں کر سکتا صرف چشمان بباعث اپنی بصارت اور طاقت بینائی کے نزدیک اور دور کی اشیاء کو معلوم کراتی ہیں اب جائے غور ہے کہ کل اعضا کی نسبت چشم نہایت ہی خفیف اور لطیف

ہے اور پھر اُس چشم میں بھی حصہ بصارت جو مردمک ہیں بالکل ہی لطیف اور
قلیل ہیں اُن ہیں بینائی کی وجہ سے یہ طاقت ہے کہ بیشمار فاصلہ تک مختلف اشیاء
خواہ کثیف خواہ لطیف کی ہیئت کو مشاہدہ کر سکتی ہیں پس کُل جسم کثیف میں بینائی
عمدہ اور معظم عضو ہے اسی طرح اگر بینائی باطنی جس کو گیان کہتے ہیں انہکرن میں
ہو تو ذات بیچون و چرا نام و نشان سے مبرا جو بامداد چشمان ظاہری کُلی محال ہے
بامداد گیان مشاہدہ ہوسکتی ہے مشاہدہ کیا اپنا آپ یقین ہوتی ہے پس
گیان کُل اشیأ سے افضل اور اعلیٰ ہے اُس کی حصولی سے کل کی حصولی مقصود ہے
اُس کی امداد سے اُس ذات کا مشاہدہ ہو کر اپنا آپ یقین ہوتا ہے کُل عوارض جسمانی
و جہانی سے نجات حاصل ہو کر دائم السرور ملتا ہے۔ کُل اشیا سبق شناخت ذات وہب
ہیں جہان ایک کتاب عظیم ہے تین گن تین دفتر ہیں پانچ تت پانچ ورق ہیں
ایک ایک تت کے اجزا و حصص و پیدائش ایک ایک ورق پر سطریں ہیں ایک
ایک جزو مثل لفظ ہے کُل کتاب کے پڑھنے سے جو معنے مفہوم ہوتا ہے وہ برہم ہے تین
گن پانچ تت اور اُن کی پیدائش برہم ہے پس ایک ہی برہم اپنی مہمان میں قائم
ہے نہ کوئی پیدا ہوتا ہے اور نہ کوئی مرتا ہے۔ ایک ادوئیت - اکھنڈ - نرو کار
سروروپ ہوا آپ کو آپ دیکھکر طرح طرح کے خیالات اور اوہام پیدا کر رہا

ہے سو کیا ہے کچھ ہی نہیں۔ اپنی الوہیت میں قائم۔ نہ کہیں مثل نہ کم یکساں اپنی
ہستی میں ماسور ہے جس قدر تنازعہ ہے۔ سو صرف الفاظ اور معنی میں ہے سماعت
کے رو سے جو جو الفاظ گوش سے اتھکرن میں معکوس ہو کر صورت یقین میں مقیم ہوئے
ہیں۔ وہ جہان کے نام سے موسوم ہیں۔ اور باعث تکلیف ہو رہے ہیں۔ انکی فہمید میں
جو یقین قائم کیا گیا ہے۔ ان کے یقین سے انسان آب سیراب میں غوطہ کھا کر ڈوبتا ہے
بغیر رسن پابند رسومات و اضافات تقلیدی ہے۔ آج تک سوائے سماعی الفاظ کے کسی نے
کچھ نہیں دیکھا۔ خدا جو اس جہان میں سب کا خالق اور پالک مشہور ہو رہا ہے وہ سوائے
سماعی کلمہ کے اور کچھ نہیں صرف اس نام کو سنکر خوش ہو رہے ہیں۔ اور اسی نام کی
عبادت اور التجا کر رہے ہیں۔ سوائے اس سماعی لفظ کے کسی نے خدا نہیں دیکھا۔
پس ثابت ہوا کہ کل ہنگامہ خواہ نیک خواہ بد صرف سماعی ہے۔ درحقیقت کچھ نہیں۔
اگر تمام الفاظ کو معہ ان کے معنے کے دل سے بھلا دیں۔ تو باقی وہ ذات رہتی ہے کہ جسکا
نہ حد ہے نہ پایان۔ کلام سے مبرا۔ قیاس سے بالا۔ فکر سے برتر۔ اور یقین سے فارغ خود
درخود ہے۔ جو کچھ ہے سو وہی ہے کسی قسم کے تعلق کی سمائی نہیں وہ ذات اصل
ہے اور سب کا آتما ہے۔ یہی ذات کو اپنا آپ جاننا معرفت ہے۔ سوائے اس کے
تمام ریا اور تقلید ہے خیالی تو دہ طوفان اٹھا اٹھا کر خراب ہو رہے ہیں؛

گل انتالیس

ذات بیچون وچرا میں لفظ جہان کی وہ حقیقت ہے۔ جیسے کہ شعاع آفتاب بین آب سراب کی۔ اگرچہ ذرات خورشید ذرات ریگ سے مجتمع ہوکر صورت آب میں جلوہ زن ہوستے ہیں۔ مگر نظر بالائی اور سرسری میں جب بغور اُس کی طرف توجہ لگاکر دیکھا جاوے۔ تو سوائے دھوکھے کے اور کچھ ثبوت نہیں ہوتا برائے نام آب ہے کوئی خاصیت پانی کی اُس سے حاصل نہیں ہوتی۔ اگر کوئی ہزار سال طاقت صرف کرکے چاہے کہ مجھکو سیری وسیرابی حاصل ہو۔ تو نہ ہوگی۔ بلکہ برخلاف اُس کے تشنگی اور تپش افزون ہوتی جاویگی۔ اگر ہمہ وجوہ تجسس کرکے یہ چاہے کہ اُس کی کچھ اصلیت معلوم ہو تو بدوں اُس کے نابودی اور نمود بے بود ہونے کے اور کچھ ثبوت نہ ہوگا بیعلمی سے نیست ہست اور عدم وجود یقین ہورہا ہے۔ جب علم ہوا کہ ذرات کا عکس موج زن ہوکر آب معلوم ہوتا ہے۔ اُس وقت تمام تدارک اور آرزو حصول آب رفع ہوجاتی ہے۔ اور آرام حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح ذرات خورشید حقیقی صورت اسماء وصفات میں جہان یقین ہورہے ہیں۔ کُل ہماری کوششیں اور تدابیر اُس وقت تک جب تک کہ ہم کو اسماء وصفات

بین راستی اور اثبات یقین ہو رہا ہے سراسر باعث تکان اور بے سود ہیں۔ بے بنیاد شے سے سیری چاہنی گویا اپنی تشنگی کو تیز کرنا ہے۔ اپنے سایہ کے پیچھے دوڑنا نتیجہ شرمندگی اور پریشانی حاصل کرنا ہے۔ کُل اسماء وصفات کا مصدر وہ ذات ہے جو عین وغین سے پاک جزو و کُل سے فارغ صرف مفہوم ہے۔ پس اسماء وصفات کی صورت میں خود اگر بوقلموں لباس سے ملبوس تفرقہ معرفت وجہالت میں اپنا جلوہ دیکھ رہی ہے۔ جہالت سے اپنی تلاش میں سرگردان اپنے سایہ کے پیچھے دوان مثل طوق گردن گم کردہ اپنی ذات کو بھول کر چہار اطراف حیران۔ کہیں زاہد شب بیدار۔ کہیں عابد گردو گار۔ کھیں نماز گزار۔ کھیں روزہ دار۔ کھیں تدارک لذات نفسانی۔ کھیں نا فراز متعلقین جسمانی۔ کھیں نالان وپریشان۔ کھیں توبہ کنان ولرزان۔ عین وصال میں مہجور۔ عین صحت میں معلوم۔ عین بینائی میں کور اور عین اظہار میں مشہور ہے۔ معرفت سے کُل تعلقات کو چھوڑ۔ وہم دوئی کو توڑ۔ پردہ اسم وصفت کو چاک کر کے خود در خود محو ہے۔ آپ جلوہ ہیں اور آپ جلوہ کُن خود ہی ناظر خود ہی نظر خود ہی منظور۔ خود ہی عاشق خود ہی عشق خود ہی معشوق ہے۔ کُل سے فارغ جُزو سے مُبرا ہے نہ یہ اور نہ وہ ہے۔ عین کُل وجُزو نہ بندہ نہ خُدا تمام تکالیف جسمانی وتشادیش روحانی سے سُبکبار مھد بے انتظاری وقرار میں ساکن نہ خیال عبادت نہ فکر زہد نہ تمیز شب و

روز نہ وہم نماز و روزہ نہ احتیاج ترک و اختیار نہ نالاں نہ خنداں فکر و قیاس و گمان و یقین سے برتر خود در خود ہے - ایک ہی ذات میں دو صفات کے باعث اس قدر اختلاف ہے دراصل جہالت ہے اور نہ معرفت - ایک ہی ذات قائیم بخود ہے - باوجود اختلاف الفاظ ایک معنے قائیم بخود ہے - موجودگی بوقلموں صُور میں ایک ہی ذات مفہوم ہے - اظہار انواع انواع حیات و تبدیلات میں یکسانی عیاں ہے - تو پس کیا ہے کچھ ہی نہیں - ایک ذات قائیم بخود ہے نہ عارف نہ جاہل نہ لفظ نہ معنے نہ خیال نہ یقین نہ جائے کلام نہ موقع خاموشی عین عین ہے - کس کو درست کس کو غلط قرار دیا جاوے - سب درست ہے کل الفاظ معہ معانی - کل افعال معہ نتایج - کل خیالات - افکار - اوہام - ایقان - انظار درست ہیں - ایک ادویت شدہ ہست آپ میں آپ قائیم ہے - یہ علم تمام تکالیف سے نجات بخش معدن آرام و طمانیت ہے - جس قدر محنت اس علم کی حصول کے واسطے کی جائے اسی قدر فرحت و آسائیش کی توقع ہے دیگر علوم جو سیکھے اور پڑھے جاتے ہیں صرف اس علم کبیر کی خاطر ہیں جب اس کی تحصیل بدرجہ اتم ہو جاوے تو سب کا خاتمہ ہے - مگر چونکہ انسان نے کچھ عرصہ اس جسم میں گذران کرنی ہے سوائے شغل اس میں ایک لحظہ بھی بآرام بسر نہیں ہو سکتا اس لئے دور اندیش کسی شاستر کا مطالعہ بخاطر بہلاوٹ طبع رکھتے ہیں یا اگر ذوق لذت

حقیقی یا وہ ہو تو برتی کو سماودھ کی سکھ میں لگاتے ہیں۔ یا بذریعہ وچارست وسِت کو ثابت کر کے اُس کے اکار ہونے میں مشغول رہتے ہیں۔ سو تینوں اشغال برابر درجہ رکھتے ہیں۔ اصلیت میں کسی کام کرنے کی ضرورت نہیں صرف تعلق جسمانی نے ہم کو کچھ نہ کچھ احتیاج کارروائی کی ڈالی ہے۔ سو کُل کارروائی برہم روپ ہے۔ جگیاسی کو چاہئے کہ اپنی بدہ کو بذریعہ مطالعہ شاستر و آتم وچار بڑھاتا ہے۔ جس قدر عمر ترقی کرتی جاوے اسی قدر گیان بھی ترقی پر آتا جائے۔ بیشک سماودھ میں بڑا آنند ہے۔ مگر ہر وقت محویت سماودھ نہیں ہو سکتی۔ وقت بوقت یہ حالت ہو سکتی ہے۔ اور ہر وقت اِس حالت کو اپنے اوپر وارد رکھنے سے کچھ مطلب بھی حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ بغور دیکھیں تو ہمارا سروپ کیول سماودھ روپ ہے۔ سو اُن وگیان[1] کے سوائے اور کچھ نہیں۔ ایسی سماودھ اور سو اُن روپ میں پھر سماودھ کا تدارک کرنا گویا اُس کی اصلیت سے آپ کو بے علم ثابت کرنا ہے۔ سماودھ نام اپنی ذات کو برحق اور جیوں کا تیوں جاننے کا ہے۔ ہمارے سروپ میں سماودھ کلپت ہے۔ اگر کچھ ہے تو برتی کو ہے برتی کی اکاگرتا اور ست وست دیکھ لینا کا نام سماودھ ہے۔ سو اصل میں برتی سروپ سے کچھ شئے نہیں۔ اگیان کا کارج یعنے بید انشی ہے جب تت گیان سے اگیان نہ رہا۔ تو اُس کا

[1] عین علم جس میں عالم۔ علم۔ معلوم نہیں ہے۔ [2] محویت بذات حق ؛

کارج کیسے رہیگی۔ پس سدا آپ کو اپنی حالت میں اُنہو کرنا یہ سب سے اوتم ہے ؀
پیدائش ؎ نکتہ

گُل چالیس ۴۰

کبھی گرمی اور کبھی سردی ہوا اور آتش کا چکر ہے کُل مخلوق پانچ تت سے پیدا ہوئی ہے اور اُنہی سے پرورش پا رہی ہے اور پھر اُنہیں میں سما جاتی ہے۔ کُل حالات مثلاً سردی۔ گرمی۔ بارش۔ آندھی۔ ژالہ۔ برق۔ خشک سالی۔ طغیانی آب۔ بیماری۔ صحت۔ قحط سالی۔ کشائش۔ انہیں پانچ تتوں کے سُبھاؤ یعنے عادات ہیں۔ پانچ تتوں کا ایک انڈ یعنے بیضہ ہے جس کو برہم انڈ کہتے ہیں اس بیضہ عنصری یعنے برہم انڈ میں بیشمار اقسام کی مخلوقات بھری ہے۔ سو کیا ہے۔ جیسے گولہر کے پھل میں بیشمار کیڑے ہوتے ہیں سو اُس گولہر سے جُدا نہیں ہیں تمام ہی گولہر کا سروپ ہیں اسی طرح تمام ہی اس انڈ کا سروپ ہیں کوئی شے اس برہم انڈ سے باہر یا جدا نہیں ہے بلکہ تمام اشیاء اور کل مخلوق اس میں اسی کا سروپ ہیں اور یہ برہم انڈ برہم میں ایرہم سروپ ہے۔ ذرہ بھی برہم سے باہر یا جدا نہیں۔ پس کُل ہی برہم ہے سوائے برہم کے نہ کچھ تھا نہ کچھ ہے اور نہ کچھ ہوگا۔ یہ تمام ظہور اسی کا ہی ہے نہ کوئی کہیں سے آیا ہے نہ کہیں جانا ہے۔ ایک ہی جگہ پیدا اور فنا

؎ ایک قسم کا ثمر ہوتا ہے جس میں کرم ہوتے ہیں ؀

ہوتے ہیں۔ بعید طوالت اور عرض کے باعث سے مختلف نام سے قطعات مشہور ہو کر شہر ہو ضلع وغیرہ بن گئے اور پھر اُن میں مختلف محلہ کوچہ گھر قایم ہو گئے اور خود بھی ایک مختصر صورت بنام انسان اختیار کر کے اُن میں بساہے اپنی نظر جزویت اور محدودیت کے باعث کل برہم انڈ کو فراموش کر کے ایک گھر اور ایک کوچہ اور ایک شہر میں گرفتار ہو گیا ہے اور دراصل کل برہم انڈ ایک شہر یا ایک گھر ہے کچھ غیریت نہیں ہے نہ کوئی باہر ہے نہ کوئی اندر نہ وطن ہے نہ بیوطنی ہے سب چیز اُسی سے پیدا ہو کر اُسی میں اپنا زور دکھاد کھا کر پھر اُسی میں سما جاتی ہے پس کل اشیاء برہم ہیں۔ اکاس۔ پون۔ اگن۔ جل۔ پرتھوی جو پانچ تت کھلاتی ہیں یہ پانچ بھاؤ برہم کے ہیں۔ دیاپک بھاؤ برہم کا آکاس کے نام سے نامزد ہر جگہ محیط ہو رہا ہے چیتن بھاؤ برہم کا پون کے نام سے نامزد کل اجسام کو متحرک کر رہا ہے پرکاش بھاؤ برہم کا اگن کے نام سے نامزد کل جہان کو سورج چاند ستارہ ہو کر روشن کر رہا ہے۔ متر بھاؤ برہم کا جل کے نام سے نامزد ہو سب سے شامل ہو کر اُسی کا سروپ بن جاتا ہے۔ دیرج بھاؤ برہم کا پرتھوی کے نام سے نامزد اپنی حالت قایم سب کا آرامگاہ ہو رہی ہے۔ پس کیا ہے ایک ہی برہم قایم بخود ہے نہ کبھی کم ہوتا ہے نہ زیادہ نہ اُس کی ابتدا ہے نہ انتہا۔ نہ دور ہے نہ نزدیک

نہ ظاہر ہے نہ مستور نہ جزو نہ کُل عین عین ہے ظاہر و باطن نزدیک و دور اوّل و

آخر جو چہین بہرپور ہے۔ سو برہم ہے۔ جہاں اُس کا دوسرا نام ہے۔ یہہ برہم

گیان ہے اس یقین کو مستحکم کرنا کُل واہمات کے لئے مقراض ہے۔ نظر دوئی کی قطع

ہے جب تک یہہ نظر پیدا نہو تب تک آرام حاصل نہیں ہوسکتا پس اسی نظر کا ابھیاس

کرکے کُل کو برہم اور برہم کو کُل دیکھیں ❊

گُل اکتالیس ۴۱

تفرقۂ الفاظ سے دور۔ ملابس معانی سے عور۔ غیریت سے مستور۔ وحدت میں معمور۔

کلمات پر آتما۔ اللہ۔ گاڈ[1] سے مشہور ایک ذات قایم بخود ہے - نورانی میں نور۔ تاریکی

میں تار۔ وقت میں وقت۔ شے میں شے۔ مکان میں مکان۔ ساکن میں سکوت۔

گویائی میں صورت۔ زمین میں زمین۔ آب میں آب۔ آتش میں آتش - ہوا میں ہوا

آکاس میں آکاس۔ جزو میں جُزو۔ کل میں کُل۔ نہ عین نہ غین خود ہی خود ہے

عالم میں معلوم۔ جاہل میں نامعلوم ہے۔ عبادت سے عابد و معبود۔ معرفت سے

عارف اور معروف۔ جزویت سے بندہ۔ کُلیت سے خدا۔ گوناگون صُوَر اور اشکال

سے ظاہر ہے۔ بو قلمون الفاظ او معانی سے پُر۔ مختلف افعال مختلف نتایج

[1] زبان انگریزی میں خدا کا نام ہے ❊

کی جا۔ راحت و رنج و شادی و غم۔ افلاس و دولتمندی کی نمائشگاہ جہان کہلاتا ہے۔ جس میں کُل کارروائی ظہور ذات پُر از صفات ہوتی ہے۔ جہان کا نام صفات ذات ہے۔ صفات کو ذات سے سرمو جدائی نہیں۔ ذات صفات ہے۔ صفات ذات ہے۔ قدرت کو قادر سے کسی حالت میں جدا نہیں کہہ سکتے بلکہ قادر عین قدرت ہے اور قدرت عین قادر ہے۔ پس ثابت ہے کہ ایک ذات دو ناموں سے مشہور ہے نظر خاص میں اُس کو برہم یا اللہ کہتے ہیں۔ نظر عام میں اُس کو جہان کہتے ہیں۔ اصل میں دو الفاظ ہیں۔ بلکہ کُل اشکال کُل اسماء کُل صفات کُل رسوم کُل علوم کُل ایقان کُل مذاہب۔ کُل اشیاء۔ کُل مخلوق۔ کُل الفاظ۔ کُل معانی۔ لفظ برہم کے معنے دیتے ہیں یعنے برہم نام کُل کا ہے۔ کسی خاص صفت کی جگہ نہیں۔ بلکہ کُل صفات صفت برہم ہے۔ کُل اسماء اسم برہم ہے۔ برہم ایک وہ ذات ہے جو پُر از انواع خزائن و دفائن و اوصاف مخلوقات و حالات نیرنگی زمانہ ہے گویا برہم ایک صندوق ہے اور کُل جہان اُس میں مندرج ہے اور وہ صندوق اپنے مندرجہ سے جدا نہیں بلکہ صندوق اور مندرجہ بلکہ ایک برہم کہلاتے ہیں جگت کو متھیا جاننا گویا اصلیت سے ناواقفیت ہے متھیا اُس کو کہتے ہیں جو نہ ہووے اور بھاسے۔ پس ایسی چیز کا ہونا بعید از عقل ہے کیونکہ جو چیز اصل میں نہیں ہے اُس کا بھاسنا بھی نہیں ہے۔

اور پھر کہا کہ ہے نہیں اور بھاستی ہے یہ دانائی کے برخلاف ہے اس لئے متھیا ایک لفظ برائے نام ہے سوائے ایکے اور کوئی چیز اس صفت والی نہیں ہے۔ گویا متھیا متھیا ہے۔ اور جو کچھ متھیا نہیں۔ کُل اشیاء میں جو اشیاء کی ذات ہے وہ اصل ہے۔ ذات اشیاء سے جدا کوئی ذات نہیں ہے بلکہ کُل میں کُل کی ذات ایک ذات ہے جو کتب متفرقہ میں اسماء پرماتما۔ برہم۔ خدا۔ اللہ۔ گاڈ۔ سے موسوم ہے کوئی شے اپنے موقع پر کم درجہ نہیں رکھتی بلکہ اپنے اپنے موقع پر سب افضل اور اعلےٰ ہے۔ جیسے ایک جسم میں ہر ایک عضو اپنے اپنے موقع پر فضیلت رکھتا ہے اور کُل اعضاء ملکر ایک جسم کہلاتے ہیں گویا جسم کُل اعضاء کی صفات کا مجمع ہے اور کل اعضاء کی ذات ہے۔ اور کُل اعضاء ہے اسی طرح کُل اشیاء ساکن و متحرک برہم کہلاتے ہیں۔ گویا برہم کُل اشیاء کی صفات کا مجمع ہے اور کُل اشیاء کی ذات ہے اور کُل اشیاء ہے۔ پس ایک ہی شے ہوئی کُل اشیاء نہ ہوئیں یا کُل اشیاء ایک شے اور ایک شے کُل اشیاء ہوئیں اب اس جگہ راست اور دروغ کا فرق نہ رہا اور نہ جگت اور برہم کا فرق رہا۔ تمام امور کا تصفیہ ہو کر ایک ذات ثابت ہوئی۔ اسی کا نام برہم گیان ہے۔ اسی گیان سے کُل تفرقہ اور توہمہ رفع ہو کر ایک حالت رہتی ہے چاہئے کہ اس کو بخوبی سمجھ کر دلنشین کرے۔ اپنے خیالات کو مثل کوہ گراں محکم کرنے سے صفت مستقیم المزاجی ہوتی ہے۔ اخلاق

پسندیدہ کو ہونس بنانے سے انسان ہمیشہ آسودہ رہتا ہے۔ اپنے چمن ست سنگت کو آب ابھیاس سے تر و تازہ رکھنے سے دماغ حق الیقین مشموم رہتا ہے۔ چاہئے کہ شغل میں تغافل نہ ہووے۔ ضرور ایک دوسرے کے اخلاق کا محاسبہ کر کے ایک دوسرے کو مطلع کرنا واجب ہے۔ کیونکہ باہم اتفاق کا یہی لطف ہے کہ کوئی شخص اخلاق حسنہ سے محروم نہ رہے جس طرح دو چراغ ایک جگہ ہوں تو دونوں کا اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح باہم اتفاق سے روشنی گیان ہوتی ہے۔

گل ۴۲
بیالیس

ذاتیکہ معبود عابدان و مسجود ساجدان و معرفت عارفان است منم یعنی نقطے است کہ مشترک ہمہ است۔ یعنی من در ہمہ اجسام محیط است با ہمہ حواس ظاہری و باطنی شامل شدہ لذت و علم لذت اختیار کند۔ ہمہ افعال و علوم منسوب است۔ از اطلاق قومیت محدود و منقسم شدہ تنازعات مذہبی برپا مے کند۔ و بوسیلہ شناخت اصلیت خود از تمام قیود و اوہمات فارغ شدہ خود خود است۔ پس من کہ در وسعت او گنجائش نیست محیط کل است۔ کہ بر و اطلاق این و آن قائم نمے تواند شد۔ اصل ذات ہمہ است آن منم۔ شناوران دریائے حقیقت چہار منازل بلحاظ تحقیق

حقیقت ترتیب ارشاد کرده شد سالک به سلک تحریر کرده اند چنانچه تفصیل آن کرده تحت
نوشته بود غور طالب چشم بینا و منصف است - اوّل همه اوست دانستن -
دوم همه اوست دیدن - سوم همه اوست شدن - چهارم همه اوست فراموش
کردن - ازین رمز مفهوم مے شود که ذات عین ذات است که درو دانستن دیدن
و شدن و فراموش کردن نگنجد حصولی و غیر حصولی برائے نام بمراد تشفی قائم شده اند
ورنه ذاتے که هست هست نه علم درو راه یابد نه جهل - نه عبادت را شایان
نه معرفت را پایان - خاموشی در گفتار - و گفتار مثل خاموشی است نظر محدود
باعث تعین مختلف اسماء و امتیاز یعنی بنده و خدا اگر دیده ذاتے را که درو
بجز ذات نگنجد مثل معاینه خواب گوناگون و انواع انواع مے نمائد - وقتیکه
این نظر که اصلاً محض وهم است از میان برخواست آن حالت رو نماید که زبان
در بیان او گنگ و چشم در دیدن آن کور و عقل در دانستن آن لنگ - نه این نه
آن نه راست نه چپ - نه من نه تو - نه اندرون نه بیرون - نه بنده نه خدا محض
عین مفهوم که در فهم نه بنده و مفهوم یارا نیست آن حالت اصلیت همه است
بلکه عین همه است همه بلحاظ فهمانیدن گفته شده ورنه جائے دم زدن نیے -
نیے همت مردان که درین وادی پر سوز و آتش جان سوز که دیدنی آن مشکل

سراب است چشم از غیر بینی بسته خود را در خود یافته سیر شده اند۔ دریا و جو و موج دگی
تعینات اسم و صفت از قید این و آن رسته به شهر گمنامی شده اند۔ و تمام عدوی
که نیچ آن انانیت جسمانی است از دل دور کرده به سلوک صلح کل همه را تواضع
کنند۔ کسانیکه از قید اسم و صفت رسته واصل به بحر ذات شده اند دائما
مسرور و بر یک قرار اند اگرچه آن ذات را خصوصیت به کسے نیست بلکه در همه همه
و همه است تاهم بلا امداد و وسیله شناخت آن بعید از احاطه امکان است۔ کسانیکه
وسیله شناخت را که مراد از ست گورو است شناسا است برحق دانسته اند بسخن
ایشان اعتقاد درست کرده اند۔ بسلامتی از دریائے دنیا که سراسر وهم است عبور
کرده به کنارهٔ طمانیت و وحدت ساکن اند ۔

مثنوی مصنف

لفظ از معنے چه میدانی جدا ‌ ‌ ‌ این چه گوئی نیست این بنده خدا
تو چه بینی لفظ را معنے ببین ‌ ‌ ‌ لفظ خود در معنے پوشیده به بین
لفظ بے معنے بود خیالی ندا ‌ ‌ ‌ معنے هم معلوم گردد از صدا
این شود ثابت که معنے لفظ هست ‌ ‌ ‌ لفظ معنے هست معنے لفظ هست
بنده هم لفظ هست معنے آن خدا ‌ ‌ ‌ نیست بنده از خدا گاہے جدا
خود خدا اندر لباس آدمی ‌ ‌ ‌ خود خدا اندر لباس خادمی

پردۂ اسم وصفت را پردہ دان	بندہ دان ہم خدائے جاودان
چون درد این پردۂ اسم وصفت	رونماید ذات بے اسم وصفت

گل ۴۳ تینتالیس

تفریض کلمات سے ذات سادہ لوح پر الوف اسماء وصفات قایم ہو کر بوقلمون نقوش ظاہر ہیں۔ مگر بہ حیثیت یکدیگر مختلف وبہ تعلّق ذات ایک ہیں ظاہراً کثرت باطناً وحدت۔ ظاہراً جدائی۔ باطناً وصال۔ ظاہراً تبدیل حالات۔ باطناً یکسان حالی۔ ظاہراً صورت۔ باطناً معنے۔ ظاہراً صفات۔ باطناً ذات۔ ظاہراً گفتار۔ باطناً خاموشی۔ ظاہراً حیات۔ باطناً ممات۔ ظاہراً ممات۔ باطناً حیات تماشائے ذات ومعرفت ذات ہیں۔ اختلاف ایقان۔ نفاق مذاہب۔ تفرقہ ملت ہائے۔ ثبوت یکتائی ذات میں شاہد ہیں وعدم ثبوت ماہیت طاقت اعلےٰ میں مصداق ہیں۔ علم واقفیت ذات میں انکا وجود ہے اور واقفیت ذات میں انکا کالعدم ثابت ہے۔ پس جو شے اصلیت کی ہعلمی سے صفحہ وہم پر نقش پذیر ہو اُس کی ہستی مثل نیستی ہے اس واسطے کُل اسماء وصفات موہوم ہیں۔ موہوم شے باطل ہوتی ہے بپس کُل باطل ہیں۔ باطل کیا یعنے ان کی ہستی سوائے ہستی ذات

کے سِر موجُدائی نہیں رکھتی۔ مفروض شئے اصل میں کسی صورت سے جُدا نہیں۔
بلکہ عین اصل ہے۔ جس طرح الف کا نام الف سے مُوجُدا نہیں بلکہ صورت الف
تام الف ہے اگر محد ودیت ہی نہیں تو نام کہاں ہے اسی طرح ذات میں کُل اسماء
وصفات مفروض ہیں۔ پس کُل اسماء وصفات عین ذات ہیں ذات میں سوائے
ذات کے اور کچھ نہیں۔ اس واسطے اسماء وصفات بلحاظ اپنی ہستی کے اور بخاطر
دُور کرنے دوئی کے باطل قرار دئے گئے ہیں۔ یعنے دوسری چیز نہیں ہیں۔ عین
ذات ہیں۔ بے ہمتائی۔ غیر محدودی۔ بے تنہائی۔ الوہیت۔ وسعت
یکتائی۔ نادر یافتگی۔ لطافت۔ اعلےٰ ہمتی۔ کُلّیت۔ فطرت۔ طاقت۔ اظہار
نیرنگی۔ قیام بذات خود اس ذات پر سر و جان تصدّق ہیں۔ یعنے لاثانی اپنی مانند
آپ ہے۔ غیریت نہ تھی نہ ہے نہ ہوگی۔ تماشائے غیرّیت عین وحدت
ہے۔ کثرت امواج وحدت دریا میں کسی صورت سے خلل انداز نہیں ہوسکتی۔
کثرت ذرات وحدت آفتاب میں کسی صورت سے شبہ پیدا نہیں کرسکتی۔ کثرت
الفاظ وحدت کاغذ میں کسی صورت سے مُخل نہیں ہوسکتی اسی طرح کثرت اسماء وصفات
وحدت ذات میں کسی صورت سے خلل انداز نہیں ہوسکتی بلکہ واحد۔ لاشریک
خود در خود قائم ہے۔ سو ذات میں ہول اس نظر میں قائم عارف کو ہر طرح فراغت

وآزادگی وآرام حاصل ہے۔ موجودگی کاروبار دنیا میں وہ آزاد ہے۔ شاہد کو گنارہ
خودشناسی پر تماشاء خودبینی اور آرام از الام ہردو حاصل ہیں۔ واننت لطافت
کو لطافت حاصل ہے اور دانندۂ کثافت کو کثافت حاصل ہے خاک کو پاک سے
کچھ نسبت نہیں۔ پاک کو پاک سے نسبت ہمجنسی ہے۔ پس خاک سے نظر اٹھا۔
پاک ہو کر پاک کو دیکھتا ہے۔ یعنے ہمجنس ہو کر یار کو ملتا ہے۔ بیت

پاک شو تا پاک حاصل مے شود　　خاک بیں کے پاک واصل مے شود

گل چوالیس

ذاتیکہ در و ہمہ است و او در ہمہ است و او ہمہ است ہمچنانکہ ہست ہست ہستی مطلق
ہستئ ہست و نیست شدہ و ہستی خود ہست است۔ تغیر و تبدل سر مو دراں راہ نتواند
یافت۔ ابتدا و انتہا محض گمان اند۔ درمیان صرف تفریض۔ بدوں قید زمانہ
و اطلاق این و آں در حالت خود قائم است۔ دریافتگی آں بجز نادریافتگی دریافت
نشدہ است الوف علما و فضلا در بحر فکر غوطہ زن شدہ سعی ہائے بلیغ در تجسس
اصلیت کردہ اند و مے کنند و خواہند کرد۔ بو العجب و طرفہ تریں کارے کہ در تہ بدبد
توقع حصول گوہر دریافتگی بدون نادریافتگی ہیچ نیافتہ۔ فکر را دکو تاہ۔ زبان را خاموش

قلم را ساکن کردہ در تصور آن ذات محو شدہ ہستی موہومی خود را فنا کردہ اند۔ کلمۂ
اقرار و انکار را بہ پایۂ ثبوت نرسانیدہ۔ ہمہ را اتفاق بہ ہستی ہست مطلق
شدہ ہست بعض را براہ راست بصورت اقرار و بعض را براہ پیچیدہ بصورت
انکار۔ مگر ہر دو دال بہ ہستی ہست اند نیز اختلاف مذاہب۔ تفریض مختلف اسماء
و ذات۔ تفرقۂ ملت ہائے و مشارب۔ کثرت طرائق عبادت۔ تردید عقاید یکدیگر۔
ظہور مختلف اشخاص بہ عہدۂ پیغمبری و ولایت و اوتار و رکھیشر وغیرہ در زمانہائے
مختلف۔ نزول مختلف کتب ایزدی۔ و اختلاف رائے بر ماہیت روح و خدا
بعد از مرگ۔ دال بر نادریافتگی اصلیت اند۔ ہرگاہ این نوبت است۔
کہ اصل ذات ہمچنان سر بمہر است ہیچ راز تا ہنوز مکشوف نہ گشتہ است۔ تا اسرار
ربانی و سر نہانی ہمچنان مخفی و پوشیدہ است لہذا واجب آمدہ کہ کل ہنگامہ اسماء و
صفات را کہ بلباس بوقلموں باعث ضلالت و تشویش است محض مفروض و
بے بنیاد یقین کردہ در چاہ فراموشی انداختہ حالتے کہ باقی ماند دران قرار گیرد۔
این حالت از راہ نفی بہم شدہ منتہائے حالات و مطالب است و اصل این حالت
را قرار و استقامت و جمعیت و سرور حاصل اند عارف برین مسند گمنامی
جانشین شدہ نظر حقیقت را وا مے کند و مے بیند کہ ہرگاہ باطل شئے بدون امداد

راست در وجود خود قائیم نتواند ماند لهذا معلوم مے شود که ذاتیکه هست مطلق هستی
کُل هست - این حالت را اختیار کرده در صورت تشبیه انواع لباس پوشیده
واز مختلف اسماء موسوم گشته - در بوقلمون صفات موصوف شده - خود تماشا
وخود تماشا بین شده است - لطافت را بکثافت مُبدّل ساخته - گمنامی را بنام
داده - تنزیه را بتشبیه ملبوس کرده - ذات را به صفات ظاهر کرده - غیر محدودی
را به محدودی تنگ کرده - عریانی را بلباس جسمانی پوشیده - نادریافتگی را به دریافتگی
درآمده - وحدت را به کثرت آورده ظهوره هنگامه شده است - یعنے همان ذات کُل
شده است پس هرچه دیده - شنیده - گفته - فهمیده - پوشیده - مساس کرده و
چشیده مے شود ذات مطلق است - من وتو وادیگر ذات اند - دوئی را درین محل
راه نیست یک بصد شده ظاهر است وصد به یک محو مے شوند - یعنے یک ذات در بازی
خود سرگرم است - و سرمو از حالیست خود تجاوز نکرده با وجود اظهار بوقلمون رنگهائے
بیچنان در بیرنگی خود قایم است پس همه راست است اصلاً هست باطل را درین
نظر راه نیست - اندرون وبیرون ظاهر وباطن - راست وچپ - زیر وبالا بدون
تفرقه واختلاف یک ذات قایم بخود است - پس ترک واختیار هر دو ناممکن اند -
این نظر اندراه اثبات حاصل کرده هر چهار اطراف مشاهده ذات کرده مسرور و

مستغنی مے شود و برتر ازاں مے داند کہ در ذات من نفی و اثبات ہم مفروض اند
از ہر دو راہ بالا رفتہ خود در خود گم مے شود و بدوں بینائی مے بیند بدیں صفت موصوف
است ایں حالت حالتے است کہ در وجائے تحریر و تقریر نیست و انیست اصل حالت کہ
عارف را حاصل کردن آں از ضروریات است ؎

غزل

مقراضِ موج دامنِ دریا کتر گئی | وحدت کا برقع پھٹ گیا ساری ستر گئی
دریائے بیخودی پہ جو بادِ خودی چلی | کثرت کی موج ہوگئی وہ ساری بپھر گئی
اسم وصفت کے شوق نے ایسا کیا ذلیل | گمنامی بے صفائی کی ساری قدر گئی
جامہ وجود پہن کے بازار دہر میں | ذات وصفات اپنی کی ساری خبر گئی
فرزند و مال و زن کی محبت میں ہوکے غرق | انسان کے وجود کی ساری وقر گئی
شہوت طمع و خشم و تکبر میں آ پھنسے | یکتائی ذات کی جو شرم تھی اتر گئی
یہ کر لیا یہ کرتا ہوں یہ کل کرونگا میں | اس فکر و انتظار میں شام و سحر گئی
باقی رہی کو دل کی صفائی میں صرف کر | آرائش وجود میں ساری گذر گئی
بھولے تھے دیکھ دنیا کی چیزوں کو ہم یہاں | ہادی نے اک طمانچہ دیا ہوش پھر گئی
غفلت کی نیند میں جو تعیش کی خواب تھی | بیدار جب ہوئے تو نہ جانا کدھر گئی

معشوق کی تلاش میں پھرتے تھے دربدر	نظر آیا بے نقاب وہ ہی کی نظر گئی
دلدار کا وصال ہوا دل میں جب حصول	دلدار ہی نظر پڑا دیدہ جدھر گئی
توحید کے عمیق میں غوطہ لگایا جب	کثرت کی دار وگیر جو تھی سب بسر گئی
ساقی نے بھر کے جام دیا معرفت کا جب	دستار بھولی ہوش گیا یاد مر گئی

چمن چہارم درباب حالات عارف

گل اوّل

سوال - کیا جیو کرموں سے فارغ ہوسکتا ہے؟

جواب - ہاں آتم گیان سے ہوسکتا ہے ۔

سوال - کرم کتنے پرکار کے ہیں ۔

جواب - کرم تین پرکار کے ہیں ۱ سنچت - ۲ پرالبدہ - ۳ آگامی یا کریمان ۔

سوال - ان کی تعریف کیونکر ہے ۔

جواب - جنم ہائے گزشتہ کے کرموں کا جو ذخیرہ چلا آتا ہے وہ سنچت کرم ہے جن کرموں سے سریر کی ترکیب ہوئی ہے اور جو سریر پر جنت بھوگے جاتے ہیں وہ

پرالبدہ کرم ہے - جو کرم اب کئے جاتے ہیں اور جن کا پھل آئندہ ملے گا وہ کریمان یا آنگامی کرم ہیں ؛

سوال - بھلا یہ کرم کس طرح دور ہو سکتے ہیں ؛

جواب - جب اس جیو کو اپنے سروپ کا گیان ہو کر سروبرہم نسچے ہوتا ہے اور جانتا ہے کہ میں جنم مرن سے رہت (پاک) ہوں تب سنچت کرم ناس ہو جاتا ہے اور چونکہ موجودہ سریر کے ہوتے ہی اس کو یہ گیان ہوا ہے کہ میں سریر اور اندریاں اور انتہکرن اور انکے کرموں سے جُدا ہوں انکے کرموں کے ہونے میں میرا کچھ سنبند (تعلق) نہیں اس گیان سے کریماں یا آگامی کرموں کا ناس ہوتا ہے اور پرالبدہ کرم بعد بھوگنے کے ناس ہوتے ہیں کیونکہ برہم گیان سے اوّل ہی پرالبدہ کرم سے سریر کی رچنا ہو چکی ہے - اس لئے جب تک ان کرموں کا اتمام نہ ہووے تب تک سریر کا ناس نہیں ہوتا - جیسے جو تیر کمان سے نکل چکا ہے جب تک اُس کا زور کم نہ ہو - تب تک زمین پر نہیں پڑتا - لیکن آئندہ کے لئے اختیار ہے کہ اور تیر نہ مارا جاوے اسی طرح جو کرم اگیان کال میں ہوئے ہیں اور جن سے اس کی ترکیب ہو چکی ہے وہ تا وقتیکہ نہ بھوگے جاویں ناس نہیں ہوتے -

مثال - جیسے کوئی شخص خواب کی حالت میں کسی چھت سے گر پڑے اور اُسکے زانوں اور ٹانگوں پر زخم ہو جاویں بیدار ہو کر دیکھتا ہے کہ میرے زانو اور ٹانگیں

زخمی ہیں لاچار اُنکا علاج کرنا پڑتا ہے - اِسی طرح اگیان خواب میں جو کرم کیئے گئے اور
اُن کا ابھمان کیا گیا اُن کا نتیجہ یہ سریر مثل زخم کے اِس جیو کو لگا ہے اب اگرچہ
بیداری گیان بھی حاصل ہوئی ہے مگر تاہم اِس زخم کی میعاد جو ابھی باقی ہے اِس لئے
اِس کا علاج آب و دانہ سے کرنا پڑتا ہے اگر بغور دیکھیں تو گیانوان کی یقین میں
پراربدھ بھی نہیں - کیونکہ اُس نے موجودہ سریر کو جھوٹھا اور نا اِس روپ سمجھکر آپ اِس سے
الگ ست چت آنند روپ جانا ہے - اُسکے نسچے میں نہ سریر آگے تھا اب ہے اور نہ آئندہ ہوگا
کبھی مجھکو سریر کا تعلق ہوا ہی نہیں نہ میری پراربدھ ہے نہ میں پراربدھ ہوں اور نہ میں
پراربدھ کے بھوگنے والا ہوں پراربدھ اِس سریر کی ہے سو یہ سریر اگیان کلپت
ہے اِس لئے اِس کی پراربدھ بھی کلپت ہے اور اگیان روپ ہے اور میں اگیان سے
رہت کیول گیان سروپ ہوں - پس سریر اور پراربدھ دونوں مجھ میں نہیں ہیں - یہ
نسچے گیانوان کا ہے صرف اگیانی کی نظر میں وہ سریر کے ساتھ شامل اور پراربدھ کا
بھوگتا معلوم ہوتا ہے سو اِس کی علت دور کرنے کے واسطے پراربدھ کو باقی
دکھایا گیا ہے - ورنہ آتم گیان کے ظاہر ہونے پر سرو کرم اور اُن کے پھل صرف
شبد یعنے الفاظ مع اپنے معنے کے کالعدم یعنے اتینت ابھاؤ ہو جاتے ہیں - (کل فعل نتیجہ)

گلِ دوم

ہر طرح سے آرام اُن لوگوں کو ہے جو راضی برضا سر دگرم زمانہ ہیں خوش خواب جہان کے تماشا بیں گوشہ توحید میں قائم سب کے امتحان کنندہ اور بے تعلق بازیچہ کاروبار میں مصروف ہیں۔ **بیت**

درویش و فقیریم دریں گوشۂ دنیا
بانیک و بدِ خلق جہاں کار نداریم

غزل

نہ غم دُنیا کا ہے اُسکو نہ دنیا سے کنارہ ہے
نہ لینا ہے نہ دینا ہے نہ حیلہ ہے نہ چارہ ہے

نہ اپنے سے محبّت ہے نہ نفرت غیر سے اُسکو
سبھوں کو ذاتِ حق دیکھے یہی اُس کا نظارہ ہے

نہ شاہی میں وہ شاداں ہے گدائی میں نہ غم اُسکو
جو بن جاوے سوئی اچھا یہی اُسکا گذارہ ہے

کفر اسلام سے فارغ نہ ملّت سے غرض اُسکو
نہ ہندو گبر و مُسلم ہے سبھوں سے پنتھ نیارہ ہے

یہ حالت جب پیدا ہوتی ہے تو واہ واحالت ہے ہر اس حالت کو پیدا کرنا انسان پر فرض عظیم ہے ؎

گلِ سوم

شادی و غم میں یکسانی تحصیل کمال انسانی ہے۔ **فرد**

ز شادی نہ شادان نہ از غم غمی　　　ہمانست در پیش من آدمی

جہان نہ ہے نہ تھا نہ ہوگا غفلت سے یقین ہو رہا ہے۔ واہما اس کی نیستی کو تصور
کرکے باقی ہستی مطلق کو اپنی ہستی یقین کرتے ہیں گذشتہ کو یاد نہیں کرتے آئندہ کا فکر
نہیں کرتے۔ حال ہیں شادی و غم سے فارغ مثل دریائے سنجیدہ عمر کو گذارتے ہیں سیر
اور سریر کے اعمال کو مع ان کے نتایج کے نابود جانکر نام و ذات و ورن و
آسرم و عہدہ و حسب و نسب کے فخر سے بری رہتے ہیں سب کو ذات حق دیکھتے ہیں
نہ کوئی اپنا دیکھتے ہیں نہ بیگانہ۔ نہ دشمن دیکھتے ہیں نہ دوست۔ صرف آپ کو آپ
دیکھکر مگن رہتے ہیں جسم کی گذران پراربدہ پر چھوڑکر وچار کو مونس و صلاح کار رکھتے
ہیں ویراگ کو اپنا محدمتگار سنتوکھ کو اپنا خزانچی رکھتے ہیں شدہ من کو چیلا قائم کرکے آتم
گیان کا اوپدیش کرتے ہیں۔ دہیرج اور جت کو دربان مقرر کرتے ہیں کہ بلا اجازت
کام و کرودھ کو اندرون محل نہ آنے دیں۔ سمتا۔ پرسنتا۔ ودیا و سومتر تا کو اپنی ندہی
تیاگ　غصہ　علم　خوشی　تیاگی　تواضع
قائم کرکے سدا اپنے آپ میں مگن رہتے ہیں یہی اپنا شغل رکھتے ہیں اس صورت
پر تمام عملہ کام پر لگا ملک جسم میں پادشاہی بسلامت و صلح و دشمنوں سے
مامون ہوکر کرتے ہیں ○

گل چہارم

سوال - جو جیون مُکت ہیں یعنے بحین حیات عارف کامل ہیں اُن کے امورات دنیاوی کس طرح ہوتے ہیں ؛

جواب - دوہرا - جاگرت (بیداری) میں سُکھپت (خوب گراں) بھیو متوارے کی کھیل ہو کرے چیشٹا (فعل) بال جیون آتم سُکھ رہیو جھیل ؛ دیگر - جاگرت ہیں سُکھپت بھیو سُکھپت جاگرت ہوئے ؛ تین اوستھا سم (برابر) ہیئن جیون مُکت ہے سوئے ؛ دیگر - باہر کرتا بھوگتا انتر ایک نہ دوئے ؛ ترپٹی میں ترپٹی رہت جیون مُکت ہے سوئے ؛ دیگر - انتر باہر آتمان بھید بھاؤ نہیں کوئے ؛ پورن آتم دیکھیا خشے (شوق) گنے بلوئے (گم ہوگئے) ؛

کبت

اودے (طالع) بھیو گیان سور (آفتاب) - تین تاپ بھے دور نیچی ہر و آتم پور بہید ہے نہ بہاوے تین تے وترِیک - سدا (خدا) برہم برت ایک رہی آن کی نہ ٹیک (سہارا) - بہیو سہج ہی سُبہاو ہے کلپنا (وہم) گرنتھ چھوٹ پڑی بھرم بہیت (دیوار) ٹوٹ پڑی اہنگ (ہانیت) پیٹ (تھیری) پہوٹ پڑی بھاؤ (ہانیت) نہ بھاو (ہیت) ہے

(۱) فاعل - فعل - مفعول ملکر ترپٹی کہلاتے ہیں (۲) تاپ یعنے دکھ یا رنج سو تین قسم کا ہے - (۱) ادہیاتمک یعنے جو دکھ دکھ - فکر - غم - بیماری وغیرہ سے ہو (۲) ادہ دیوک یعنے جو دکھ ہوا - گرما - آتش - آب - دیوتا - جن - پری - گرہ ستارہ وغیرہ سے ہو (۳) ادہ بہوتک یعنے جو دکھ سانپ - شیر - گرگ - جسمانی - بیماری صفرا - سودا - بلغم سے ہو ؛

است بھانت پرپا ہیراج ننج بھیا گرہن تیاگ نا نہ رہیا کوئی رنگ ہے نہ راؤ ہے
ہست علم مسرور خود ہوا اختیار ترک کنگال راجہ

جیون مُکت مُس حالت کا نام ہے جب جیو بھاؤ معدوم ہو جاوے اور برہم نیچے ہو
بیحد

آپ کو اور سرب کو کیول شُدھ چیتن برہم جانے دیکھے اور سمجھے۔ بھیا و رہاؤ یعنے اختلاف
کل صرف پاک ذات محیط فرق

اس کی نظر میں نہیں ہوتا وہ اپنے سروپ کو دیاپک یعنے محیط کل دیکھتا ہے۔ کیا محیط دیکھتا
ہے۔ بے مخالفت محیط دیکھتا ہے جس طرح آکاس بغیر کسی قید کے ہر جگہ پُر و سالم ہے۔
اُسی طرح شُدھ چیتن برہم بغیر قید اندر باہر نزدیک و دور کے پُر و قایم ہے سو اسی
ذات کو جیون مُکت اپنا آتما یعنے اپنا آپ دیکھتا ہے جس طرح کہ سمندر امواج و حباب
وغیرہ کو اپنا آپ جل سروپ دیکھتا ہے اسی طرح گیانوان تمام جگت اور جگت کے رتھ
یعنے امور دنیاوی کو اپنا آپ چیتن سروپ دیکھتا ہے بلکہ اس سے برتر آپ کو
کیول۔ گھن۔ سروپ۔ نروکلپ۔ نراپادھ دیکھتا ہے کسی کام اور کسی
صرف محض ذات بے خیال بے علت

وقت اور کسی حالت میں خوشی یا غمی نفع اور نقصان نہیں مانتا۔ تمام اوقات
اور سب حالات میں آپ کو یکساں دیکھتا ہے جس طرح بالک یعنے طفل بغیر
کسی آلائش گناہ و ثواب و نیک و بد کی جو کچھ اُس کے سامنے آوے اُس کو اختیار
کرنے میں یا ترک کرنے میں کچھ عار نہیں کرتا۔ یا جس طرح انسان کی حالت مخموری

---

۵ فخر جسمانی یعنے فخر فاعلیت و مخصوصیت نام و فرقہ۔ و محدودیت ۔

کی ہوتی ہے۔ اُسی طرح گیانوان جو کچھہ اُس کے سامنے آوے اُس میں ادپادہ یعنے تکلیف سے فارغ ہوکر بغیر فخر فاعلیّت یا خیال نیک و بد اُس کو کرتا ہے۔ کیونکہ غیریّت کو اُس میں جگہہ نہیں۔ غیریّت کی کیا کہنی ہے وحدانیّت کو بھی اُس میں سمائی نہیں۔ کیول انہوروپ آپ میں آپ قائیم ہے نہ کوئی جگت ہے نہ جگت کا پدارتھہ ہے نہ دینا ہے نہ دنیا کا امور ہے نہ فاعل ہے نہ فعل ہے نہ مفعول ہے۔ میں تو یہ اور وہ اِن کے معنے کہوں ڈہونڈہے نہیں ملتے۔ ایسی گھن سروپ میں امورات دنیاوی کہاں۔ برہم اور پرماتما کے کلموں کی بھی سمائی نہیں جیسے نمک کی پُتلی برائے دریافت عمق دریا پانی میں اوتری اور دریا کے تہ میں جاکر چاہا کہ دریافت کروں خود نہ رہی پانی میں پانی ہوگئی۔ زیر و بالا راست و چپ تحت و فوق دردل و بیروں ظاہر و باطن سوائے پانی کے کچھہ نہ پایا اور آپ کو بھی اُس میں سوائے پانی کے کچھہ نہ پایا نہ کوئی غیر پایا نہ یار پایا نہ اپنا پایا نہ بیگانہ پایا صرف جل ہی جل پایا پھر جب بغور دیکھا تو جل یعنے آب تو میں اوّل تھی اور اب بھی آب ہوں درمیان میں بھی پانی تھی۔ صرف علم میں فرق تھا تو یعنے کیا پایا اور کیا کھویا اور کِس کو خبر دی۔ کہ یہہ حالت اس طرح سے وہ تو خود بخود ہوکر خود میں خود محو ہے اُس میں خود بخود دکھنا نہیں بنتا۔ خدا ہے

نہ خود۔ صرف خود بخود قائم بھی تب کہا جاوے اگر لغزش کا خوف ہو۔ جہاں لغزش ہی ہرگز نہیں تو اُس میں قیام کیا قرار دیا جاوے۔ پھر دیکھتی ہے کہ میں جل سمندر دریا۔ نہر۔ جوے اور قطرہ ہوں اور میں ہی موج وحباب وگرداب وحرکت ہوں میں آپ میں آپ قائم ہوں نہ مجھ میں سمندر ہے نہ دریا نہ نہر نہ جوے نہ قطرہ کا اختلاف ہے صرف ذات جل ہے نہ موج ہے نہ حباب ہے نہ گرداب ہے نہ حرکت ہے صرف پانی میں پانی ہے پانی کا کہنا بھی نہیں کس کی ضد کرکے کہا جاوے کہ جل ہے جب سوائے جل کے کوئی دوسری چیز موجود ہی نہیں۔ اسی طرح گیانوان جب اپنے انہوروپ دریا کے عمق کی دریافت واسطے تہ میں غوطہ زن ہوتا ہے تو غوطہ مارتے ہی اپنی کثافت اور علم کثافت سے برتر ومُعرّا ہوکر خود ہی انہوروپ ہوجاتا ہے زیر و بالاراست وچپ سرب انہو دیکھتا ہے نہ خرد دیکھتا ہے نہ چیتن دیکھتا ہے نہ جاگرت دیکھتا ہے نہ سُپن نہ سکھپت نہ تریا نہ تریاتیت نہ مکت نہ بندہ نہ آتما نہ اناتما نہ ایک نہ دو نہ بھاؤ نہ ابھاؤ نہ ھونا اور نہ نھونا کچھ نہیں دیکھتا ہے۔ کیول انہوروپ دیکھتا ہے۔ نہ دیکھنے والا نہ دیکھنے کے لئے کوئی غیر چیز ہے۔ اور نہ دیکھنا ہے۔ اسم وصفت وگن دنرگن وشبد وارتھ سے فارغ اور سب نام اور تمام اوصاف سرب گُن

سرب شبد اور اُن کے ارتھ دیکھتا ہے جب ایسے دیکھتا ہے تب ہی دیکھتا ہے۔
تمام الفاظ معنے
کہ پھر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیا کہے اور کیا سُنے اور کس کو کہے اور کس کو سُناوے۔ نہ یہ ہے
نہ وہ ہے نہ سروتا ہے نہ وکتا ہے کیول کیولی بھاؤ آپ میں آپ استھت ہے۔
شنوندہ گوئندہ صرف صرف
ایسے سروپ کو پاکر بلکہ اپنا آپ جانکر گیانوان کو کیا نسبت دیجاوے کہ اُس کے دنیاوی
امورات کیسے ہوتے ہیں دیکھو جس طرح کہ دریا کے کنارے سی بباعث شدت بھاؤ کے
درخت اپنی بیخوں سے اُکھڑکر پانی میں آپڑتا ہے اول تو اُس کی شاخیں اور برگ اور دیگر
علامات پانی میں ظاہر ہوتی ہیں مگر اُن سے کوئی کام سایہ دینے یا ثمر پیدا کرنے
یا سبزی رونما کرنے کا نہیں نکلتا صرف دیدنی ہے تھوڑے عرصہ کے بعد وہ
بھی بالکل گم ہوجاویں گے اُسی طرح انبھوروپ دریا اور گیانوان کا سریر کنارہ کا
درخت ہے جب انبھو کے پرکاش سے سریر اپنی اہنکار روپی بیخ سے اوکھڑکر
انبھوروپ پرواہ میں بہ چلا اُس میں بمنزلہ شاخ و برگ و پھول و پھل کے جاگنا۔
بھاؤ
سونا۔ لینا۔ دینا۔ دیکھنا۔ سونگھنا۔ سُننا۔ اور بولنا وچار کرنا۔ نسچے کرنا۔ سنکلپ
کرنا۔ سب چیشٹا یعنے امور معلوم ہوتے ہیں مگر اُن سے سایہ کی مانند خوشی یا غمی
نفع یا نقصان جنم و مرن یا کسی قسم کے تعلق کا نتیجہ نہیں حاصل ہوتا وہ صرف
تھوڑا عرصہ معلوم ہورہے ہیں اُن سب نے معدوم ہوجانا ہے اب اُن کی

موجودگی بطور ناموجودگی کے ہے کیونکہ اُن سے کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوتا۔ سو گیانوان
جیون مُکت کے اُمورات دُنیاوی اگر قرار دیئے جاویں تو بہی طرح ہیں۔ فی الجملہ
گیانوان کو سرب چیشٹا اپنا آپ ہے۔ ساکھ۔ سرب نام آپ ورتارا۔ سرب
روپ آپ آکارا و سرب سمگری جارنکا تنا۔ آپن جب آپ ہی سُنا ہوتا تب نروگھن ہو کر
بلاتکلیف
اور سرب کلنا کو تیاگ کر اپنے نروکلپ و شُدھ چیتن سروپ میں جیُون کا تیُول
کل اوہام چھوڑ بےخیال پاک ذات
ہونا ہی سرشیٹ ہے جب ایسے ہوا تو سب کچھ چیتن ہو جاوے گا ۔

گُل پنجم

سوال۔ عارف یعنے گیانی مُبرّا از خواہشات و مُنزّا از شہوات ہے۔ وہ
کس کی تحریک و تحریص سے فاعل افعال و اعمال ہوتا ہے ۔

جواب۔ اوّل جاننا چاہیئے کہ فعل و عمل کس کو کہتے ہیں فعل و عمل نام عادت یعنے
سوبھاؤ کا ہے سو تمام حواس یعنے اندریاں جو عناصر خمسہ سے طاقتور ہوتی ہیں
اپنی اپنی عادت میں مصروف ہیں۔ جو جو فعل اُنکا ہے وہ سب عادات شاغل
ہیں ایک کی حالت کو دوسری اختیار نہیں کرتی ایک دوسری سے بے تعلق
فارغ از شادی و غم ہیں۔ تمام حواس اپنے اپنے فعل کے فاعل ہیں۔ انکے افعال

واعمال کے ساتھ عارف اپنا کچھ تعلق نہیں دیکھتا - کیونکہ اُس نے اپنی ذات کو اِن
تمام سے فارغ و پاک سمجھا و دیکھا ہے - یہ تمام حواس یعنے اندریاں و خواطر یعنے
انتھکرن اپنے اپنے موکلان سے طاقت حاصل کر کے حسب عادات فاعل
مختلف افعال ہیں اور گیانی نے اپنا سروپ اُچیت (قایم) اور اکرے (بےحرکت) دیکھا ہے اِس واسطے
کسی فعل کے اختیار کرنے یا ترک کرنے میں اُس کو تدارک درپیش نہیں جس طرح ہوتا
ہے اُس میں وہ بغیر آلائش گناہ و ثواب و خوشی و غمی و اختیار و ترک کے شاہد
رہتا ہے اگر اُس میں کسی فعل کا فخر ہو تو اُس کو فاعل قرار دیا جاوے پھر باعث
تحریص و ترغیب بھی سوچا جاوے - مگر چونکہ وہ تمام حواس و خواطر کے افعال
کے فخر سے منزّا و مُعرّا ہے اِس لئے اُس کو فاعل نہیں کہا جاتا جب فاعل ہی نہیں تو
تحریک و تحریص کس کی کہی جاوے - جیسے طفل شیر خورہ خود بخود بے تحریک مہد میں
پڑا ہوا اپنے اعضاء کو ہلاتا ہے اُسی طرح گیانی کا فعل بھی بے تحریک ہے جیسے
برگ خشک درخت سے جُدا ہو کر ہوا سے اِدھر اُدھر اُڑتا پھرتا ہے اور کسی فعل
کا اُس میں فخر نہیں - اُسی طرح گیانوان پراربدھ کی ہوا سے فاعل افعال معلوم ہوتا
ہے مگر اُس میں آلائش کسی امر کی نہیں ہے - جیسے کہ بازیگر کی پُتلی بذریعہ رشتہ
کے صدہا طرح کے رقص کرتی ہے کسی کام کے کرنے میں اُس کو تامل نہیں ہے

اُسی طرح گیانی پراربدہ کے رشتہ سے باندھا ہوا ہر قسم کے فعل کا فاعل معلوم ہوتا ہے کیونکہ پراربدہ کرم سوائے بھوگنے کے دور نہیں ہوتے اور باقی دو قسم کے کرم یعنے سنچت و آگامی گیان کے ہوتے ہی معدوم ہوجاتے ہیں اور پراربدہ کہ جس سے ترکیب سریر کی ہوتی ہے سوائے بھوگنے کے نہیں دور ہوتا۔ اِس لئے گیانی جسکی پراربدہ باقی ہے انواع انواع کے امورات میں شاغل اور الوف افعال کا فاعل معلوم ہوتا ہے اور اُس کے یقین میں کیول چداکاس ہے نہ کوئی فعل ہے نہ کوئی فاعل ہے نہ مفعول ہے۔ پراربدہ نام سریر کا ہے۔ سو جب تک ہے تب تک ضرور ہے کہ حواس اور خواطر اپنی اپنی عادت میں شاغل رہیں گے۔ جیسے رامچندر جی نے وششٹ جی پر اعتراض کیا کہ آپ کس طرح کہتے ہو کہ ہمارے میں اہنکار اور خواہش نہیں ظاہر اُپدیش یعنے ارشاد کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہو اور پھر یہ کہتے ہو کہ یہ تمہارے لائق ہے اور یہ نہیں ہے تو آپ میں انتہکرن چاروں ظاہر و ثابت ہیں۔ تو اُس پر وششٹ جی چشم و زبان بند کر کے خاموش ہوگئے ہیں۔ یعنے یہ جواب دیا کہ ہمارے میں کسی قسم کا داغ یا فخر نہیں ہے۔ ہمارا سروپ کیول اہنو گمیان ہے۔ اور جیسے سری کرشن جی نے ارجن کو فرمایا ہے کہ اے ارجن تمام اندریاں اپنے اپنے دہرموں میں برتتی ہیں تو اپنے دہرم کو تیاگ کر ان کے ساتھ کیوں

شاغل ہوتا ہے تو اپنے دھرم میں قایم رہو۔ تیرا اور سریر کا تعلق کبھی نہیں ہوا۔ اگیان
کر کے تیرے ساتھ سریر اور اندریاں معلوم ہو رہی ہیں تو ثابت ہوا۔ کہ گیانوان
کسی فعل کا فاعل نہیں ہے اور اُس کی چیشٹا جو معلوم ہو رہی ہے سو ایسی ہے جیسے
کوئی شخص حالت خواب میں کسی جگہ سے گر پڑے اور اُس کے اعضاء و اجزا شکست
ہو جاویں جب جاگتا ہے تو زخم ظاہر ہوتے ہیں اور اُن کا علاج وغیرہ کرنا پڑتا ہے
اُسی طرح اگیان کے زمانہ کا صحبتی جو سریر کے کرم ہیں حالت بیداری میں گیان
میں ان کے ساتھ برتنا پڑتا ہے۔ مگر یہ باتیں صرف جگیاسی کے سمجھانے کے لئے
ہیں ورنہ گیانی برہم سروپ ہے اور برہم میں کسی قسم کی اوپادھ یا داغ نہیں اسی
طرح گیانوان میں نہ کوئی فعل ہے اور نہ کوئی فاعل ہے اور نہ مفعول ہے سرب آتما
ہے اس لئے تمام افعال کا فاعل ہے جیسے پون یعنے ہوا کی دو صورتیں ہیں ایک حرکت
دوم بیحرکت۔ سو ان دونوں صورتوں میں ہوا یکسان ہے ہوا میں کسی صورت کی آمد
رفت سے فرق نہیں ہے اسی طرح آتما کے دو روپ ہیں ایک سپھرن یعنے متحرک اور
دوسرا اپھر یعنے قایم۔ مگر آتما یکسان ہے اُس میں کسی صورت سے تغیر واقع نہیں
ہوتی۔ دیکھو تمام اشیا جو متحرک ہیں آتما سے ہیں لہذا سب آتما سروپ ہی ہیں
گیانی کیا اگیانی کیا۔ ہزارہا قسم کی مخلوق جو اپنے فعل میں شاغل ہے وہ تمام

ہی یہ تحریک وتحریص کام کر رہی ہیں - کیونکہ ایک ہی برہم پورن محیط کل ہے
اُس میں کون تحریک دینے والا کھیں - اور کس کو تحریک دیا گیا کھیں - جیسے
خواب یعنے سپن میں جو ہزارہا قسم کے افعال و اعمال ہوتے ہیں اس کو کس کی تحریک
و ترغیب قرار دیجاوے اور کس چیز کو فاعل و فعل و مفعول سمجھا جاوے صرف انجھو
ہی تینوں سروپ ہے - انجھو ادوئیت ہے سو تین کا سمجھنا و دیکھنا وہم میں تھا
واحد
جب وہم دور ہوا تو ایک ہی ادوئیت انجھو ہے اسی طرح بیداری میں بھی ایک
انجھو فاعل و فعل و مفعول ھو کر معلوم ہو رہا ہے سوائے چیتن برہم کے نہ کچھ ہوا ہے
نہ ہے نہ ھوگا - گیانی اُن کا فعل اگیانی کی یقین میں ہے گیانی کے نسچے میں کمول
جدا کاس ھے اِس لئے اُسکو کسی قسم کا الزام نہیں دیا جا سکتا - دیکھو زمین و آب و
ھوا اور آتش و آفتاب و ماہتاب جو گیانوان ہیں وہ کس کی تحریک و ترغیب سے
فاعل افعال ہیں - سوچنا چاہئے کہ گیانوان کیا چیز ہے اور فعل کس سے ہو رہا ہے
اگر کھو آتما فاعل ھے تو آتما ادوئیت و نراکار - ست - چت - آنند سروپ ہے
واحد بے صورت ہست علم سرور
اُس میں تین چیزیں یعنے فاعل و فعل و مفعول نہیں ہو سکتے اور اگر کہو سریر فاعل ھے
تو سریر سوائے عناصر خمسہ کے اور کچھ نہیں اور عناصر خمسہ خود گیان سروپ ہیں
اُن میں کسی قسم کا تعلق نہیں سو دونوں صورتوں میں فعل و فاعل کچھ چیز نہیں ہیں ۞

صرف وہم کے باعث یہ ظہورہ ہے گیانوان کا سروپ آتما اور اناتما دونوں سے
برتر ہے کیول کیولی بھاؤ ہے اس میں کیا قائم کیا جاوے۔ ہم کو تو کوئی فعل و عمل نہیں
معلوم ہوتا جس کے لئے ہم باعث تحریک و تحریص کھیں جواب طالب العلم کے لئے کہے گئے ہیں
ورنہ ایک سُدھ چیتن برہم خود بخود قائم ہے۔ شانت۔ شانت ۔ ٭

گلِ شَشُم

سوال۔ عارف کے واسطے نشست بہتر ہے۔ یا گشت ٭

جواب۔ جمعیت خاطری کی ضروریات صفائی دل گوشہ نشینی وحق الیقین پر منحصر
ہے جہان کی گشت و یکجا نشست سے مُراد تعلق و بے تعلقی کی نہیں بلکہ یہ کام
خیال کا ہے اگر خیال کی پریشانی بذریعہ دانش حقیقی دور ہو جاوے تو ہر دو صورتوں میں
آرام ہے عارف کی گشت مثل ہوا کے ہے نہ کسی سے اُلفت نہ کسی سے نفرت ہر جگہ سیر نہ
کہیں شہر اور نہ کہیں خبر نہ کوئی یگانہ اور نہ کوئی بیگانہ چشم حیرت کو کھول ہر جگہ یار کو
دیکھتا ہوا آلودگی تعلق سے بے آلودہ بازار و اُجاڑ اور گلزار و خارزار میں مثل
طاؤس خراماں ہوتا ہے ظاہر و باطن کی تمیز کو دور کر کے صورت کو معنے اور معنے
کو صورت دیکھتا ہے خودبینی بغیر بینی جاتی رہتی ہے ہر مکان لامکاں و لامکان

کو ہر مکان پھر نہ مکین نہ مکان نہ این نہ آن نہ عیان نہ نہان نہ خارج نہ میان
نہ خاموشی نہ بیان نہ دانا نہ نادان نہ جسم نہ جان نہ جہان نہ ابدان صرف یکذات
فارغ از اسماء و صفات محض محض عین ہست خود در خود دیکھتا ہے کیا دیکھتا ہے
نہ آپ کو دیکھتا ہے اور نہ غیر کو دیکھتا ہے۔ بیندہ و بینائی و بینش سے مُعرا ہو کر
دیکھتا ہے ایسے عارف کو ہر جگہ آرام ہے نشست میں مثل کوہ گران ہے ہوائے
حوادث اُس کو سر مو نہیں ہلا سکتی۔ بلکہ خود اُس سے مقابل ہو کر رُک جاتی ہے
بارش مصائب روزگار اُسپر قیام نہیں کر سکتی۔ اِدہر اُدہر بہکر دریاؤں کی صورت
میں ہو کثرت کی کھیتی کو سیراب کرتی ہے۔ وہ ہمیشہ اپنی استقامت میں مستقیم۔ معدن
حوصلہ و طمانیت و صورت بُردباری و جمعیت پا برجا۔ سب کی آرامگاہ۔ نہ بیگانہ
نہ آشنا زمین خود شناسی پر خود در خود قائیم رہتا ہے۔ ہزارہا مخلوق جو مثل چرند و پرند
و درند اُسپر آتی جاتی ہے۔ جب مثل حباب جامۂ ہستی کو چاک کرکے عریانی نیستی کو
اختیار کرتی ہے۔ یا مثل اخگر شعلۂ حیات کو خاموش کرکے خاکستر ممات میں پوشیدہ
ہوتی ہے۔ وہ بے تبدیل قائیم بخود سب کا تماشا بیں ہو کر مقیم ہے۔ گویا وہ بحر عمان
ہے اور انواع انواع مخلوق موسومہ و موصوفہ مثل امواج و حباب کے اُس میں نمایاں ہے۔
نہ اُن کی ہستی سے بیشی اور نہ اُن کی نیستی سے کمی کو اُس کی ذات میں دخل ہے۔

زمین ذات پر مصلاء فنا بچھا اور تکیۂ توکل لگا استقامت ہستی حقیقی میں نشست
قیام بذات خود اختیار کرکے مقیم ہے حیرت سے آنکھ کو کھول اور لب کو بند کر غیریت
سے فارغ ہو کر اپنے جلوہ کا بینا ہے نہ زمین نہ آسمان نہ مکان نہ زمان نہ کفر نہ ایمان
نہ مذہب نہ ایقان نہ نام نہ نشان و وہم نہ گمان نہ تیر نہ کمان نہ گوش نہ زبان نہ
دوزخ نہ جنان نہ قیامت نہ جہان سب سے فارغ عین بعین خود بخود قایم ہے۔ این
نشست میں دریا خورسندے پس گشت و نشست دونوں برابر ہیں لذت حقیقی
کا ذائقہ جن کی زبان جان کو ملا ہے وہ خواب میں بھی مجازی لذات کی طرف
مائل نہیں ہوتے قوت باصرہ و سامعہ و شامہ و لامسہ و ذائقہ اگرچہ اپنے اپنے محسوسات
کی مخصوصیت میں شاغل رہتے ہیں مگر تو بھی اُنکا سمر براہ نفس جب اُن کے ساتھ
شامل نہو تو معمولی کارروائی سے زیادہ یہ حواس روح کو لذات عنصری میں گرفتار
نہیں کرسکتے۔ نفس بجز دانش کے مغلوب نہیں ہوتا اور دانش یہی ہے کہ راست و
باطل کی تمیز حاصل کرکے راست میں آمیز و باطل سے گریز اختیار کرے نہ کہ اس کو
جانکر پھر خیالات معاملات میں اس خیال سے کہ میں ان کو کرتا ہوتا ہوا بھی فارغ ہوں
شاغل ہو جاوے اگرچہ عارف کامل کوئی چیز قابل ترک و اختیار نہیں رہی تاہم
اس کو اپنی ذات کے سوا کسی اور شے کی ہستی نہ معلوم ہوتی ہے نہ نظر آتی ہے

اور نہ دلپذیر ہوتی ہے پیر مرد کو بازیٔ اطفال کب اپنی طرف راغب کر سکتی ہے پادشاہ کو چھپاروں کے کام کرنے کی رشک کیوں پیدا ہوگی - وشنو برہمن کو چنڈال کے ساتھ ملکر کھانے کی خواہش نہیں پیدا ہوتی - جس چیز کو علم و عمل تجربہ سے ناقص و ہیچ و نابود دریافت کر لیویں - پھر اس میں رغبت پیدا کرنی بیدانشی ہے دائما اس باغ جہان میں مثل سرو آزاد رہنا چاہئے با تعلق و ثمردار کو سنگ بھی سہر لگتے ہیں بے ثمر و آزاد کو کوئی پوچھتا بھی نہیں جس قدر ہو سکے سادگی اختیار کرنی بہتر ہے ؛

گل ہفتم

بیت

خوش است عالم آزادگی و عریانی | اسیر بند گران قبا نباید شد
پرید دانہ ز خرمن بہ آشیا افتاد | ز ہمرہان موافق جدا نباید شد
وفا طلب ز جہان قبا نباید شد | اُمید دار باہل بے وفا نباید شد

اس طلسمات کثرت میں عالم آزادگی کے برابر کوئی عالم نہیں - اسکی زمین ہموار و سرسبز - گرد تعلق سے پاک - ہوا خوشگوار - گرمی خواہش و ہوس سے خالی - آب لطیف - اختلاط تلخی و شیرینی سے صاف - فضا کشادہ و وسیع - اُس کے باشندگے ہمیشہ آرام و یکسان خالی ہے - موسوم کی تبدیلی سے اس میں تبدیل نہیں - بیت

دریں چمن ہمہ سبز آن برہنہ پا دارد	کہ چار موسم چوں سرو یک قبا دارد

اہل معنے دائما خود در خود محو۔ خیال زمانہ سے فارغ۔ مجسم وحدت۔ اس ملک آزادگی میں رہتے ہیں آپ سے بازی اور آپ ہی ہیں تماشا بینی آپ سخنگو اور آپ ہی سامع نہ کسی سے رغبت اور نہ کسی سے نفرت آپ میں آپ اپنے عیب جو اور اپنے ہنر ہیں صدر معنے پر جانشین۔

مثنوی

اہل معنے بسخن بلبل بستان خود اند	بنظر آئینہ وار دل حیران خود اند

پائے رغبت نگذارند بدامان بہشت	ہمہ در سیر گلستان گریبان خود اند

فرصت دیدن عیب و ہنر خلق کجاست	کہ بصد چشم شب و روز نگہبان خود اند

سادگی نام فخر جسمانی سے بریت کا ہے۔ یعنے جو شخص جسم کثیف یعنے استھول سریر و جسم لطیف یعنے سوکھم سریر و جسم پیدائشی یعنے کارن سریر کے تعلق سے آپ کو فارغ اور مُعرّا جانتا ہے۔ وہ سادہ ہے۔ یا جو آدمی حواس عشرہ کی محسوسات کی حصولی و غیر حصولی میں شادان و غمگین نہیں ہوتا وہ سادہ ہے سریر کے دُکھ سے آپ کو دُکھی نہیں مانتا اور سریر کے سکھی نہیں ہوتا کسی کی تلخ گوئی یا دُشنام دہی سے خشمگین نہیں ہوتا۔ ان تمام الفاظ و صورت کو بے معنے تصوّر کر کے ان سے بیخبر رہتا ہے وہ سادہ ہے۔ دشمن اور دوست و کردنی ناکردنی و نیک

بدزرا اور سنگ کی تمیز جس میں نہیں رہی ۔ جو حالت آوے یا جس طرح کوئی پیش
آوے یا جو کچھ سر پر آبنے سب میں یکسان و خوش رہنا ۔ اوضاع زمانہ سے چشم
پوش ۔ ملت اہل دنیا سے فارغ ۔ رسومات جہان سے بیخبر ۔ الفت رشتہ داران
سے بے تعلق ۔ مدح و ذم سے بے زبان ہونا ۔ سادگی ہے ۔ ایسی سادگی عین
آراستگی ہے جو لوگ سریر کے دکھ اور سکھ اور مال کی قلت اور فرط کو پراربدہ
سے جانکر اپنا تعلق اُس میں نہیں مانتے ۔ اور واپسا یکسان حال ۔ راضی برضا
رہتے ہیں ۔ کبھی زبان پر شکایت یا افسوس نہیں لاتے ۔ وے لوگ پراربدہ
پرشاکر ہیں ۔ جن کو یہ یقین ہے ۔ کہ سریر کی ترکیب کرموں سے ہوئی ہے ۔ انہیں
کرموں سے دکھ سکھ وجاہ وحشم و نیک نامی ملتی ہے اُس سے کم وبیش اُس کو حاصل
نہیں ہوسکتا ۔ پس ہمارا تدارک اور انتظار زیادتی دولت و آرام جسمانی کے لئے
بے فائدہ ہے اِس لئے اِس سے دست بردار ہوکر اور اس کو اپنے کرموں پر چھوڑ کر
خود حصول معرفت و مقامات حقیقت میں ساعی و شاغل رہتے ہیں ۔ وے
پراربدہ پرشاکر کہے گئے ہیں ۔ جو صادق لوگ یہ جانتے ہیں کہ جب تک سریر کی
پراربدہ ہے تب تک سریر کا پرانون کے ساتھ ارتباط ہے جس لحظہ میں پراربدہ
ختم ہوئی اُسی وقت سریر مثل خشک لکڑی کے بے جان ہو جائے گا پس جب

یہ حال ہے کہ اپنا حصّہ اس خرمن عظیم سے لے رہا ہے جب حصّہ ختم ہو چکا اُس وقت کام بھی تمام ہو جائیگا تو ہماری انتظار اور شب روز کا تردد مخص بے سود ہے اِس یقین سے دل کو اُلفت جسمانی اور خیال پرورش تن و جمع مال سے سرد کرکے سدا مگن رہتے ہیں اور زمانہ کی تغیر و تبدیل سے لغزش اختیار نہیں کرتے وے لوگ برار بدہ پرشا کر ہیں۔ ایسا شخص آزاد و مستغنی و کنارہ پسند و بے تعلق ہوتا ہے اور یہ بھی قاعدہ کُلیہ نہیں کہ مُفلس ہو یا دولتمند۔ جیسا اتفاق ہو گیا ویسا ہو گیا۔ لیکن وہ دونوں سے فارغ ہے۔ اور ایسے اشخاص ہر زمانہ میں ہوتے ہیں۔ آگے بھی ہوئے ہیں۔ اب بھی ہیں اور آیندہ بھی ہونگے۔ پس برار بدہ پرشا کر رہنے سے۔ انسان آتش خواہش و ہوس سے بچا رہتا ہے۔ **فرد**

گرہمے خواہی کہ یابی رہ بہ کوئے وحدتش

بگذر از خود یعنی از جان و دل و عقل و حواس

گُل ہشتم

عارف ہمیشہ اپنے آپ میں محو بلکہ محویّت سے سہو ہے نہ ہستی سے بیشی اور نہ نیستی سے کمی نہ کسی سے آشنائی اور نہ کسی سے جُدائی حق میں حق پردہ ہستی

شتق تعین بر حق نہ دن ہے خبر نہ شب سے اثر نہ زبان سے کلام نہ گوش سے کام۔ با وجود بے وجود۔ باخبر بے خبر۔ باہوش بیہوش۔ بانشان بے نشان۔ زمان ومکان سے برتر۔ آزادگی کی سمائی نہیں۔ قناعت کی آشنائی نہیں نہ صبر کا مکان اور نہ شکر کا نشان۔ جہاں یکتائی شل وتائی ہے تو دوتائی کی کہاں سمائی ہے بخودی وبیخودی سے دور۔ پاکی وناپاکی سے عور۔ وصل وہجر سے خالی۔ عین لاوبالی نہ مدح نہ ذم نہ بیش نہ کم نہ راست نہ چپ نہ زیر نہ بالا نہ ظاہر نہ باطن نہ پس نہ پیش عین عین خود خود ہے۔ ذات بحت میں مسرور ہے۔ نہ عبادت سے مدعا۔ اور نہ معرفت سے آشنا۔ آپ ہی آپ ہے۔ وہم کو راہ نہیں۔ جو کسی حالت میں دخل پاکر کچھ اور کا اور دکھاوے۔ عین حق ہے بلکہ کسی کلمہ کی سمائی نہیں۔ راست وچپ زیر وبالا پس وپیش ظاہر وباطن ایک ذات بہمہ صفات دیکھتا ہے۔ کیسے دیکھتا ہے نہ آپ سے عین اور نہ غین۔ نہ دیکھنے والا اور نہ دیکھنا اور نہ دیکھا گیا۔

ابیات

بودیم بظاہر چو نمودیم بہ بیں | داریم وجود وبے وجودیم بہ بیں
چیزے نشدیم تا بگوئیم بہ تو | القصہ ہما نیم کہ بودیم بہ بیں
از بیم وامید وارہیدیم خوشیم | از بے ہنری وہنری بریدیم خوشیم

جز وحدتِ حق یار ندارد عارف ۔۔۔ با ہستیٔ خود کار ندارد عارف

از گلخنِ اقبال و خبر وارستہ ۔۔۔ جز گلشنِ دیدار ندارد عارف

بشناس کہ غیرِ حق وجودت نبود ۔۔۔ بے ذاتِ خدا بود نمودت نبود

عالم خود ہیچ ندارد چیزے ۔۔۔ اے موج سوائے بحر بودت نبود

یکدلی کے برابر عبادت نہیں اور دودلی کے برابر کفر نہیں۔ پس واجب ہے کہ ہمیشہ یکدل و یکنظر و یک سخن رہے۔ اس کو توحید کہتے ہیں۔ **بیت**

یکتا شدن از نشانِ یار یست ۔۔۔ دو رنگ بودن نہ دوستداریست

توحید نہ گفتگوے باشد ۔۔۔ عاشق نہ دو دل و دو روئے باشد

اُلفت جسمانی نے انسان کو ایسا رزیل اور ذلیل کیا ہے کہ دربدر خوار دام ہوا وہوس میں گرفتار کبھی شاہ کبھی گدا کہیں زیر کہیں بالا ہے۔ اس کے قطع تعلق میں آرام و آسائش ہے ؎

گُل نہم

سوال۔ آزاد پُرش کے کیا نشان ہیں ؟

جواب۔ آزاد پُرش کی بیرونی علامات تو احاطۂ قیاس و تحریر میں آسکتی ہیں

لیکن اُس کے ذاتی نشان وہ خود ہی جانتا ہے۔ سو بیرونی علامات یہ ہیں۔ اوضاع زمانہ سے چشم پوش دشمن و دوست نیک و بد خاک و زر آب حیات و زہر ہلاہل میں یکساں نظری۔ راحت و رنج جسمانی سے پاک ہمیشہ خود در خود محو۔ مدح و ذم سے خاموش۔ ہوش زمانہ سے بیہوش بے زبان ہمہ گوش۔ نہ عابد نہ عبادت نہ معبود۔ دین و دنیا سے بیزار۔ با ہمہ بے ہمہ۔ تمام تعینات و رسومات و اضافات سے مُعرّا نہ معرفت کا فخر نہ جہالت سے حذر نہ عبادت میں شاغل۔ نہ لذت نفسانی میں مائل۔ قال سے گریز حال میں آمیز۔ بلکہ حال و قال سے پرہیز۔ نہ خدا نہ بندہ نہ عین نہ غین صرف مفہوم ہے ایسا آزاد عین ذات بحت ہے اس کی حصولی خود بخود ہے صرف درمیانی فہمید در کار ہے۔ بیت

گر بجوئی ورنہ جوئی بخودی — چند وابستہ بہر نیک و بدی

لذت ایزدی جن کے کام جان کو ذائقہ بخش ہو رہی ہے اُن کو سوائے حق بینی۔ حق شناسی اور حق ذاتی کے اور کچھ عزیز نہیں ہوتا۔ اِس کے لئے ثابت قدمی اور ایزادی شوق صادق چاہئے۔ بیت

طریق فقر و فنا پیش گیر و خوش میرو — ز پیش و سر مکن و خیر و پیش گاہ مپرس

صحبت پر اسکا بڑا حصر ہے دنیا داروں کی صحبت سے اُسکا اثر کم ہوتا ہے اور ہمنشینی

فقرا و عارفان سے روز افزونی ہوتی ہے پس واجب ہے کہ صرف بقدر لاچاری و ضرورت اہلیان دنیا و اقبال سے قیل و قال یا موافقت رکھے اور پھر الگ ہوکے گوشہ تنہائی یا مجلس فقرا میں وقت عزیز کو بسر کرے۔ **فرد**

زاہل فقر افنا پرس ذوق فقر و فنا

ازان کہ ہست گرفتار مال و جاہ مپرس

اور اپنے دل سے اس قدر بے تعلقی رکھے کہ بدن تک اپنا نہ سمجھے ہمیشہ سبک و لطیف و بے صورت و بے نشان رہے۔ **فرد**

چو پا بصدق نہادی و ترکِ سر کردی ۔۔۔ اگر کلاہ ربایندت از کلاہ مپرس

گل دہم

سوال۔ فقیر کس کو کہتے ہیں ؛

جواب۔ فقیر چار حروف فؔ و قؔ و یؔ و رؔ سے مرکب ہے جن کے معنے یہ ہیں ؛

ف ...... فاقہ کش	جس میں یہ صفات ہوں وہ فقیر ہے	ف ...... فعل	جو ان چاروں حرفوں سے موصوف ہو وہ فقیر ہے
ق ...... قانع		ق ...... قول	
ی ...... یار خدا		ی ...... یقین	
ر ...... رحیم		ر ...... رفتار	

ف ...... فراغت
ق ...... قناعت
ی ...... یگانگت
ر ...... رحمت

جس کی طبع ان اخلاق سے آراستہ ہو اُس کو فقیر سمجھو

ف ...... فساد
ق ...... قمار
ی ...... یاوہ گوئی
ر ...... ریا

ان عادات سے جو پاک ہے اُس کو فقیر سمجھو

ف ...... فیض
ق ...... قیاس
ی ...... یاوری
ر ...... رسوخ

دوسروں سے جو اس طرح برتے اور اپنی عادت سے خلق کو فائدہ بخشے اُس کو فقیر جانو۔

ف ...... فنا
ق ...... قیام
ی ...... یاس
ر ...... ریاضت

ان عادات سے جس نے اپنی طبیعت کو درست کر لیا ہے اور نفس کو مارا ہے۔ وہ فقیر ہے

ف ...... فضولی
ق ...... قلت
ی ...... یبوست
ر ...... رعونت

ان خیالات سے جو آزاد ہے وہ فقیر ہے

گل یازدہم

عارف جزو میں کل۔ کل میں جزو۔ نہ جزو نہ کل۔ عین عین دیکھتا ہے غیریت

سے دور واحدانیت سے معمور۔ دوئی سے مستور۔ یکتائی میں مشہور پُر از سرور رہتا ہے۔ الفت سے پاک کلفت سے بے باک۔ گریبان تعلق چاک نہ خنداں نہ غمناک میدان خود شناسی پر خود بازی کرتا ہے۔ مثل اکاس کُل میں محیط۔ مثل باد انقلاب زمانہ میں یکساں۔ مثل آتش خشک وتر میں راضی۔ مثل آب سب سے شامل۔ مثل زمین نزول حوادث آفات میں نہ دبا۔ وجود کل ہے چشم حیرت کو کھول بے بول ترازو بیٹھے ہیں سب کو تول ہمہ حق الیقین پر مقیم بازار کثرت کی سیر کرتا ہے۔ عالم بے علم۔ عامل بے عمل۔ حلیم بے حلم۔ صابر بے صبر۔ شاکر بے شُکر۔ بصیر بے بصر۔ سمیع بے سمع۔ باوجود بے وجود باہمہ بے ہمہ۔ قائم بذات خود ہے۔ نہ معرفت پر نازاں۔ نہ جہالت سے گریزاں نہ آزادی سے اُلفت۔ نہ گرفتاری سے کُلفت۔ ہر حال میں مسرور رہتے ہیں۔ سر سے پاؤں تک نور حق ہے۔ بدن کا ایک ایک مو کوہ طور ہے۔ نہ میں نہ تو نہ وہ نہ یہ نہ اندر نہ باہر۔ نہ راست نہ چپ نہ زیر نہ بالا نہ بندہ نہ خدا سب سے فارغ خود در خود قائم ہے عقل کو ادھر میں سمائی نہیں۔ معرفت کو وہاں رسائی نہیں۔ خاموشی مثل گفتار۔ اور گفتار مثل خاموشی ہے۔ نہ حال نہ قال عین عین ہے مثل بحر عمان آپ میں آپ موجزن۔ بحر خود بخود ہے اور پھر موج سے فارغ آپ ہی آپ ہے اور پھر

تعیّن آب سے مُعرّا گُم در گم ہے یعنے خود بخود ہے ۔ فرد معہ غزل ٭

فرد

تصوّر بندھ گیا تیرے قد و قامت کا دل میں جب
تری تصویر ہی آنکھوں میں مردم بن کے پھرتی ہے
خدا جانے یہ کیا نشّہ چڑھا آنکھوں میں میرے ہے
جدھر دیکھوں اُدھر پیارے تری تصویر پھرتی ہے

غزل

میں ہوں تیرا تو ہے میرا تو ہے شمع میں پروانہ
تو گُل گُلشن میں بُلبل ہوں تو بے پروا میں دیوانہ
میں ہوں مجنوں تو لیلی ہے میں ہوں وامق تو ہے عذرا
میں نل تو ہے دمن صورت میں خواہاں ہوں تو بیگانہ
میں سایہ ہوں تو قامت ہے تو دریا میں تری مچھلی
تو جان میری میں تن تیرا تو مجھ میں میں تیرا تھا نہ
میں آئینہ پری تو ہے میں قمری ہوں تو سرو آسا
میں جوہر تو عرض اُس میں تو مے گلگوں میں پیمانہ

ہیں دل تو دلربا ہے میرا تو نور آنکھوں کا ہیں آنکھیں

تو گوہر ہیں صدف تیرا تو گھر والا ہیں ہوں خانہ

ہیں روغن تو طراوت ہے ہیں گل تو رنگ و بو اس ہیں

ہیں سارنگی تو نغمہ ہے ہیں ہوں الفاظ تو معنے

تو ہیں ہوا ہیں تو ہوا نہ تو باقی نہ ہیں باقی

نہ یکتائی نہ دو تائی یگانہ ہے نہ بیگانہ

وصال اور ہجر سے برتر اک حیرت چھائی ہے دل پر

بھرے توحید سے جس ہیں نہ ساقی ہے نہ پیمانہ

خاتمہ بالخیر

شکریہ منجانب معرفت ارتسام ملک چاندو رام

غزل

کھلی گلزار معنے کی وہ آئے جس کا جی چاہے
نسیم بیخودی ہو حظ اٹھائے جس کا جی چاہے

غنیمت ہے عالم میں سرور سرمدی کا یہ
عمل میں لا کے کلفت کو مٹائے جس کا جی چاہے

قدر کیا باغ جنت کو مقابل باغ معنے کے — وہ رنگا رنگ ہے بیرنگ آئے جس کا جی چاہے

فقط نسبت سے انساں کو ملے رتبہ فرشتوں کا — خدائی تک رسائی ہے چلا آئے جس کا جی چاہے

خدادانی کی رنگت ہے خدا بینی کی نگہت ہے — ہمہ تن چشم ہو کر حظ اوٹھائے جس کا جی چاہے

نسیم بیخودی ہر دم چلی ہے باغ معنے میں — سرور سرمدی کی نم کو پائے جس کا جی چاہے

سرور جاودانی ہے بسرام سب اس میں ہیں — غم و رنج و الم دنیا مٹائے جس کا جی چاہے

یہ نسخہ موسوم بہ گلزار معانی مشتمل بر جمہائے بے نظیر ولا ثانی جن میں ہر ایک گلزار معانی و اسرار نہانی کی رنگ و بو سے تر و تازہ و شگفتہ ہیں۔ زمین قلب میں جو ہر ہم کی ایکتا یعنے وحدانیت کا تخم پرانی اور وچار یعنے دانش حقیقی کا پانی ملنے سے نمودار ہو۔ اِس چادر کافوری پر نقل ہوا تاکہ شائقین معرفت اِس گلشن حقیقت کو تختہ دل میں جس کی نگہت سے مغز معطّر اور رنگت سے چشم تر ہو۔ لگا کر ہر آن مِں گلشن معانی کی سیر میں مشغول و مصروف رہکر حیات ابدی و سرور سرمدی کو حاصل کریں۔ ہزار ہا شکر اُس ذات بالصفات کا ہے کہ جس نے اپنی عنایات سے اِس وادی پرخار میں جو کہ سراسر باعث رنج و تکالیف ہے۔ گلشن توحید کو آراستہ و پیراستہ کر کے تمام سرور و بہائے زمانہ سے رہائی بخشی ہے بجز لذا

ترجمہ اُس ذات والا صفات کے اور کوئی باعث اِس گلزار بہار کی تصنیف میں
نظر نہیں آتا۔ جس سے کہ یہ گلزار معنے ارادتاً تصنیف شدہ معلوم ہو۔ گویا اِس کا
ظہورہ خود بخود ہے کیونکہ بعض بلبلان باغ معنے کو مہاراج برہم نیشٹ برہم شروتہ
یعنے یک بین ویک دان سری ست گورتلک ہیمراج جی کی کرپا سے بذریعہ
خطوط اِس شگفتہ گلزار حقیقی میں دخل ہوا جنہوں نے اپنے حصہ کے
گلہائے سے جو مجموعہ گلشن کی صفت رکھتے ہیں اور راز معنوی کا اظہار کرتے
ہیں سرور سرمدی حاصل کیا۔ بعدہٗ بلبلان باغ معرفت میں سے ایک بلبل
نیک نام بھائی گوبندہ رام خوش کلام برئی ازا دہام نے یہ سوچ کر کہ کوئی
عندلیب معنے اِس گلشن یعنے مجموعہ گلہائے کی سیر سے محروم نہ رہے۔ کل
گلہائے یعنے خطوط کو یکجا جمع کیا۔ اور طرافیت پیوند بھائی کرم چند نے اُن کو
نقل کیا اور پھر اِس خیال سے کہ اِس گلشن کی آرائش باترتیب ہونی چاہیے۔
جناب فیضمآب مہاراج جیو سے اجازت لیکر چہار چمن بہ تفصیل ذیل منقسم کرکے
ہر ایک چمن میں موافق گل آراستہ کئے۔ تاکہ سیر کنندگان گلستان معنی
جس کی نظیر میں فردوس مثل خارستان ہے۔ تدریجاً ہر ایک چمن کی سیر
کرکے اُن کی ترو تازگی و عمدگی سے محظوظ ہوویں۔ چمن اول درباب

عجائب